سلسلۂ مطبوعات مجلس
۹۲

منصبِ نبوّت

اور

اوراس کے عالی مقام حاملین

جس میں بنی نوع انسان اور تمدن انسانی پر نبوت کے احسانات، انبیاءکرام کی امتیازی خصوصیات، نبوت کے پیدا کردہ ذہن ومزاج اور طریقۂ فکر، نبوت کے تیار کردہ انسانی نمونوں، نیز نبوتِ محمدیؐ کے لافانی کارناموں اور ختم نبوت کی ضرورت واہمیت، اور اس کے دور رَس، عمیق اور انقلاب انگیز اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار پنجم

۱۴۲۴ھ ——— ۲۰۰۳ء

کمپوزنگ: .... حامد خوشنویس، کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات

صفحات : ۳۱۲

طباعت : .... کاکوری آفسیٹ پریس لکھنؤ

تعداد : .... دو ہزار

قیمت : Rs.100

﴿طابع وناشر﴾

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

P.B.N.119, Lucknow.

www.abulhasanalinadwi.org

منصبِ نبوت

اور اس کے عالی مقام حاملین

عربی متعدد ایڈیشن .... بلادِ عربیہ
اُردو پانچواں ایڈیشن .... لکھنؤ
ہندی پہلا ایڈیشن .... لکھنؤ
انگریزی پہلا ایڈیشن .... لکھنؤ

Fax:330020 Ph:2787242
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Address:nadwa2sancharnet.in

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عناوین

صفحہ نمبر	عناوین
۱۲	مقدمہ مؤلف
۱۸-۶۱	پہلا خطبہ :
۱۸	نبوت، انسانیت کو اس کی ضرورت اور تمدن پر اس کا احسان
۱۸	مقام کی موزونیت
۱۹	جامعہ کی پہلی ذمہ داری
۲۰	زمانہ کو اس موضوع کی ضرورت
۲۲	نبوت اور انبیاء قرآن کی روشنی میں
۲۲	شوق انگیز اور محبوب موضوع
۲۵	برگزیدہ مخلوق اور انسانیت کے کامل نمونے
۲۸	قدرتی سوال
۳۲	کوہ صفا پر
۳۴	نبوت کی حکیمانہ تمثیل
۳۸	ہدایت کا واحد ذریعہ
۴۳	فلسفۂ یونانی کی ناکامی کا راز
۴۶	عہد اسلامی کے فلسفہ کی لغزش
۴۷	انبیائے کرام کا امتیاز

www.abulhasanalinadwi.org

انبیاء کی تعلیمات سے بے نیازی کا انجام	۴۸
انبیاء کے علم اور دوسرے علوم اور صنعتوں کا تقابل	۴۹
رسول کی بعثت کے بعد انکار کی گنجائش نہیں	۵۲
اسلامی ممالک کے لئے عظیم خطرہ	۵۳
علماء و محققین اور انبیاء کرام کا فرق ایک تمثیل میں	۵۴
مثالی شہر میں انبیاء کا خاص فریضہ	۵۵
مقدس ترین فریضہ	۵۷
انسانیت کی خیر و برکت اور تمدن کے ارتقاء کا بنیادی سبب	۵۹
دوسرا خطبہ:	۱۲۲-۶۲
انبیاء کرام کی امتیازی خصوصیات، مزاج و منہاج	۶۲
مقام نبوت کو سمجھنے پر خود ساختہ اصطلاحات کا ظلم	۶۲
قرآن کے مخلصانہ و عمیق مطالعہ کی ضرورت	۶۴
انبیاء اور دوسرے رہنماؤں کا بنیادی فرق	۶۵
انبیاء کی دعوت میں حکمت و تیسیر	۷۱
دعوت انبیاء کا سب سے اہم رکن	۷۵
ازل سے تا امروز	۸۴
قرآنی اصطلاحات صحابہ کی نظر میں	۸۶
دینی دعوت و تحریک کا بنیادی رکن کیا ہونا چاہئے	۸۷
نوجوان داعیوں اور انشاء پردازوں سے	۸۸
دعوت انبیاء میں عقیدۂ آخرت کا اہتمام	۹۴
نصیحت اور موعظت کا اصل محرک	۹۶

www.abulhasanalinadwi.org

عقیدۂ آخرت کا اثر انبیاء کے متبعین پر	۹۸
اعمال کی غایت، آخرت میں سزا یا جزا	۱۰۰
انبیاء اور ان کے متبعین کی سیرتوں میں آخرت کا مقام	۱۰۲
نبوی اور اصلاحی دعوتوں کا فرق	۱۰۴
ایمان بالغیب کا مطالبہ	۱۰۵
ایمان بالغیب اور ایمان بالظاہر	۱۰۹
تکلفات سے پرہیز اور فطرت سلیمہ پر اعتماد	۱۱۶
تیسرا خطبہ:	۱۴۸-۱۲۳
ہدایت کے امام اور انسانیت کے قائد	۱۲۳
خودساختہ رہنماؤں کا انسانیت کے ساتھ مذاق	۱۲۳
غلطیوں سے پاک انبیاء کی ضرورت	۱۲۴
امانت داری اور اخلاص	۱۲۵
امت کے لئے تحفظ اور ضمانت	۱۲۹
عصمت انبیاء کی حقیقت	۱۲۹
انبیاء اطاعت کے حق دار ہوتے ہیں	۱۳۱
لطف وعنایت کے سزاوار	۱۳۲
بعض عادات واطوار کی فضیلت کا راز اور شعائر اللہ کی حقیقت	۱۳۴
انبیاء ایک خاص تہذیب وطرز حیات کے بانی	۱۳۶
ابراہیمی محمدی تہذیب	۱۳۶
اس تہذیب کی خصوصیات وامتیازات	۱۳۷
انبیاء کی اطاعت وتقلید پر قرآن کا زور	۱۴۰

www.abulhasanalinadwi.org

انبیاء کا احترام اور ان سے محبت	۱۴۱
جذبۂ محبت کی تاثیر اور اطاعت رسولؐ میں صحابہؓ کی فنائیت کا راز	۱۴۳
عالم اسلامی میں محبت کے فقدان کا نتیجہ اور زندگی پر اس کا اثر	۱۴۶
نبیؐ کی اطاعت و محبت ہی میں قوم کی فلاح ہے	۱۴۷
عالم اسلام اور ممالک عربیہ کے حوادث اور اسباب	۱۴۷
چوتھا خطبہ:	۱۴۹-۱۷۷
ارادۂ الٰہی اور اسباب مادی	۱۴۹
مادی اسباب کے سلسلے میں انبیاء اور ان کے مخالفین کا فرق	۱۴۹
متعین و مقصود موضوع	۱۵۰
تجربہ اور اللہ کی رحمت کی ترغیب	۱۵۲
تمام انبیاء کے ساتھ اللہ کا طریقہ	۱۵۴
مادیت کے لئے سب سے بڑا چیلنج اور اسباب کی خدائی کے خلاف سب سے بڑی بغاوت	۱۵۷
حضرت موسیٰؑ کا واقعہ تنگ اور محدود مادی ذہنیت کے لئے چیلنج	۱۶۱
قصۂ حضرت یوسفؑ اور معروف طریقوں سے اس کی دوری	۱۶۴
قصۂ یوسفؑ اور سیرت نبویؐ میں مماثلت	۱۶۶
رسول اللہؐ کو مدد غیبی اور عظیم مستقبل کی بشارت	۱۶۶
انبیاء کی کامیابی امت کی کامیابی	۱۶۸
داعیوں اور مومن و صالح کام کرنے والوں کے لئے قوت و اعتماد کا سرچشمہ	۱۷۰
انبیاء کی دعوت پر ایمان یا پھر ہلاکت و تباہی	۱۷۲

www.abulhasanalinadwi.org

انفرادی اور قومی مصالح کی کوئی قیمت نہیں	۱۷۳
ایک پھیلا ہوا غلط خیال	۱۷۴
ایمان واطاعت، مومن کا ہتھیار اور کامیابی کی کنجی	۱۷۵
امت مسلمہ کا مستقبل انبیاء کی سیرت سے وابستہ	۱۷۶
پانچواں خطبہ:	۱۹۵-۱۷۸
رسالت محمدیؐ کی عظمت	۱۷۸
عصر جاہلی کا المیہ	۱۷۸
علم صحیح کا فقدان	۱۷۹
قوی ارادۂ خیر کی کمی	۱۷۹
حق کی حامی وناصر جماعت کا فقدان	۱۸۰
ایک آفتاب تازہ کی ضرورت	۱۸۰
فلسفہ اور شرک کی، ایمان کو کمزور اور انسان کو گمراہ کرنے کے لئے سازش	۱۸۱
جاہلی ماحول میں تبدیلی۔ نبی کی لائی ہوئی عالمگیر دعوت ایمانی ہی سے ممکن ہے	۱۸۳
دائمی اصلاح وجد وجہد والی قوم کی ضرورت	۱۸۵
بعثت محمدی کی انقلابی تاثیر	۱۸۷
ایک نئی دنیا کا ظہور	۱۸۷
عصر جاہلی کی تصویر	۱۸۸
نیا عالمی رجحان	۱۹۱
امت محمدی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزۂ عظیم ہے	۱۹۲
چھٹا خطبہ:	۲۲۰-۱۹۶
نبوت محمدیؐ کا کارنامہ	۱۹۶

www.abulhasanalinadwi.org

انسان کی اہمیت	۱۹۶
انسانی فطرت کے اسرار و عجائبات	۱۹۷
انسان ہر پیمانہ سے بلند ہے	۱۹۸
نبوت محمدیہ کا کارنامہ	۱۹۹
واقعہ جو خیال و تصور سے زیادہ دلکش ہے	۲۰۰
فرد صالح مختلف پہلوؤں اور زندگی کے میدانوں میں	۲۰۱
بنیادیں، جن پر اسلامی معاشرہ قائم ہوا	۲۰۲
آزمائشوں اور تجربہ کے وقت فرد صالح کی کامیابی	۲۰۳
حکمرانوں کا زہد اور ان کی سادگی	۲۰۳
انسانیت کا مثالی نمونہ	۳۰۶
پہلا اسلامی معاشرہ	۲۰۹
رسالت محمدیہ کا اثر بعد کی نسلوں پر	۲۱۰
عالمگیر اور ابدی درس گاہ محمدی کے بعض تلامذہ اور ان کے اخلاق...........	۲۱۲
اس دائمی و مبارک مدرسہ کی ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں کارگذاری	۲۱۸
ساتواں خطبہ:	۲۲۱-۲۷۳
ختم نبوت (۱)	۲۲۱
دین کی تکمیل اور امت کی نیابت انبیاء	۲۲۲
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کے خاتمہ اور ان کے بعد..........	۲۲۳
وہ صفات جو دائمی نبی اور آخری رسول ہی کے ہوسکتی ہیں	۲۲۷
محمد رسولؐ اللہ کی سیرت و حیات قیامت تک کے انسانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ واسوہ اور اس کے لئے غیبی انتظامات	۲۳۰

www.abulhasanalinadwi.org

سیرت نبوی اور انبیاء سابقین کے تذکروں کا تقابلی مطالعہ	۲۳۵
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کا مضبوط دائمی رشتہ	۲۳۷
بعثت محمدی کے وہ خصائص جو نئی نبوت کے متحمل نہیں	۲۳۹
تمام اقوام وامم کے لئے رسالت محمدی کی عمومیت اور اصلاح وتبدیلی سے بے نیازی	۲۴۳
گزشتہ آسمانی صحیفے اور قرآن، علم وتاریخ کی میزان میں	۲۵۱
کسی نئے نبی کی آمد سے متعلق قرآن خاموش ہے	۲۶۶
ختم نبوت کے بارے میں صریح وصحیح اور متواتر احادیث	۲۶۸
صحابہ کرام اور ملت اسلامیہ کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم نبوت پر اجماع اور دعویٔ نبوت سے ان کی نفرت	۲۷۱
آٹھواں خطبہ:	۲۷۴-۳۱۰
ختم نبوت (۲)	۲۷۴
ختم نبوت انسانیت کے لئے عزت ورحمت ہے	۲۷۴
اگلے مذاہب میں مدعیان نبوت کی کثرت، عقیدہ کی سلامتی اور دین کی وحدت کے لئے خطرۂ شدید	۲۷۹
ختم نبوت دین کامل کا لازمی نتیجہ ہے	۲۸۷
دین اسلام کی زندگی وتازگی اور اس کی مردم خیزی کی صلاحیت	۲۸۸
تاریخ اسلام میں اصلاح وتجدید کی تحریکوں کا تسلسل اور اس کا راز	۲۹۱
احساس ذمہ داری اور باطل کا مقابلہ کرنے کے عزم وقوت پر عقیدہ	۲۹۲
''ختم نبوت'' ملت اسلامیہ کے لئے اللہ کی رحمت اور احسان وعنایت ہے	۲۹۴
ختم نبوت فکری انارکی سے نجات	۲۹۶

www.abulhasanalinadwi.org

عقیدۂ ختم نبوت کا تمدن پر احسان	۲۹۶
مدعیان نبوت کا فتنۂ عظیم	۲۹۸
دنیا میں مکالمت و مخاطبت الٰہی اور رویت باری کا فتنہ	۲۹۸
اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں اجتماعی الہام اور جماعتی ہدایت	۳۰۲
مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اندازی	۳۰۶
اسلام کے بدترین دشمن	۳۰۹

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ مؤلف

الحمد لله وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ، اما بعد!

شعبان ۱۳۸۲ھ (دسمبر ۱۹۶۲ء) کی کوئی تاریخ تھی کہ مدینہ یونیورسٹی (جامعہ اسلامیہ) کے وائس چانسلر فضیلت مآب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (۱) کا تار ملا جس میں انھوں نے مجھے مہمان استاذ (VISITING PROFESSOR) کی حیثیت سے دعوت دی تھی کہ وہاں عالم اسلامی کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے طلبہ کے سامنے کچھ مقالات پڑھوں، میں نے شکریہ کے ساتھ اس کریمانہ دعوت کو قبول کیا، مجھے مسلم نوجوانوں کے ایسے منتخب مجمع سے خطاب کرنے کا یہ خداداد زریں موقع غنیمت بلکہ نعمت معلوم ہوا، میرے پیش نظر یہ مقصد تھا کہ، اس مقدس شہر میں نئی نسل کے صاف ذہنوں میں صالح اقدار کا بیج بٹھایا جائے، یہ ذہن کی تعمیر اور سیرت کی تشکیل کی ایک حقیر کوشش تھی، جو ایک زیر بار احسان اور گنہگار امتی اپنے سب سے بڑے محسن اور محبوب کے شہر میں کرنے جارہا تھا، اور یہ وہ حقیر نذرانہ تھا، جو وہ اس موقع پر پیش کرسکتا تھا۔

(۱) حال چانسلر مدینہ یونیورسٹی وصدر رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں نے اپنے محاضرات (خطبات) کے لئے ''نبوت اور انبیاء، قرآن کی روشنی میں'' کا موضوع منتخب کیا، یہ موضوع دفعۃً اور اتفاقاً نہیں اختیار کیا گیا تھا، بلکہ اس کا خیال میرے دل میں عرصہ سے کروٹیں لے رہا تھا، میرا مستحکم عقیدہ ہے کہ یہ ان اہم مباحث اور تحقیقات میں ہے، جن کی نئی نسل کو خاص طور پر ضرورت ہے، میرا یہ یقین ہے کہ ملت کے اس رہنما اور سربراہ طبقہ کی (جو ملت کی فکری، علمی اور سیاسی قیادت کررہا ہے) موجودہ بے راہ روی، اسلام کی صحیح روح سے بعد، آسمانی مذاہب کے مخالف مادی اقتدار کی غلامی، مصنوعی طریقوں اور مغربی طرز فکر سے وابستگی اور اس کے اثر سے اسلام کی ایک نئی تعبیر، اور دین کی ایک نئی تفہیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا، منہاج ومزاج نبوت سے ناآشنائی اور اس کی اصل قدروقیمت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، اس طبقہ کو معلوم نہیں کہ زندگی، تہذیب وتمدن اور عقل انسانی پر نبوت کے احسانات کیا ہیں، اس نے دنیا کو کیا عطا کیا، اور اس سے نئی نسل نئے تمدن کا رشتہ منقطع ہو جانے سے زندگی اور انسانی معاشرہ کس غلط راستہ پر پڑ گیا ہے، اور وہ تباہی کے کس عمیق ومہیب غار کی طرف رواں دواں ہے۔

یہ مبارک دعوت ایک مبارک سمت سے آئی تھی، لہٰذا اس نے داغ کہن تازہ کردیئے، طبیعت پر جو عرصہ سے افسردگی اور جمود کا شکار تھی، ایک مہمیز کا کام دیا، موضوع کی اہمیت اور مقام کی محبوبیت، مصروفیت کے تمام حیلوں بہانوں پر غالب آئی، اگر یہ نسبت گرامی نہ ہوتی تو یہ کام کسی دوسرے وقت پر ٹل جاتا، جیسا کہ بہت سے ضروری کام، وقتی تقاضوں اور ضرورتوں کی بنا پر ملتوی ہوتے رہتے ہیں، مجھے یقین تھا کہ اس اہم موضوع سے متعلق کچھ کہنے کی بہترین جگہ مدینہ منورہ ہی ہوسکتا ہے، جہاں انسانی ہدایت کے لئے وحی ونبوت کے ذریعہ آسمان کا زمین سے آخری بار رابطہ قائم ہوا تھا۔

میں نے ان خطبات کا اکثر حصہ رمضان ۱۳۸۲ھ (جنوری ۱۹۶۳ء)

www.abulhasanalinadwi.org

میں اپنے چھوٹے سے گاؤں (۱) میں لکھا جہاں کوئی کتاب خانہ اور لائبریری دور دور موجود نہیں، چنانچہ میں نے ان خطبات کی تحریر و ترتیب میں قرآن مجید کو بنیاد بنایا، جس سے مسلمانوں کا کوئی گھر اور قریہ خالی نہیں، اور رمضان المبارک جس میں یہ مبارک سلسلہ شروع کیا گیا تھا، اس کا موسم بہار اور جشن نزول ہے، اور اس زمانہ میں پوری فضا اس سے معمور و منور ہوتی ہے، البتہ کبھی کبھی بعض مآخذ سے کام لینے کے لئے یا کسی خیال کی وضاحت اور کسی قول کی تائید کی خاطر ندوۃ العلماء لکھنؤ کے وسیع کتب خانہ سے کتابیں طلب کر لیا کرتا تھا، اس طرح چھ خطبات تیار ہو گئے، جو الگ الگ عنوان کے تحت لکھے گئے اور جن میں بعد کو بہت معمولی اضافہ کیا گیا، مدینہ منورہ شوال ۱۳۸۲ھ (فروری ۱۹۶۳ء) حاضری ہوئی اور خطبات کا سلسلہ ذوالقعدہ ۱۳۸۲ھ (مارچ ۱۹۶۳ء) میں شروع ہوا، خطبات ہفتہ میں دو بار کی ترتیب سے جامعہ اسلامیہ کے لکچر ہال میں عشاء کی نماز کے بعد پڑھے جاتے تھے، خطبات کی تمہیدی تقریر استاذ عطیہ محمد سالم (مدیر تعلیمات جامعہ مدینہ) (۲) کی ہوتی اور آخر میں شیخ عبدالعزیز بن باز، خطبہ پر تبصرہ اور اظہار خیال فرماتے، خطبات کے سننے والوں میں طلبہ کے علاوہ مدینہ منورہ کے معززین، اہل علم اور جامعہ کے اساتذہ کی ایک خاصی تعداد ہوتی تھی۔

اب یہی خطبات کتابی شکل میں شائع ہو رہے ہیں، جنھیں ہم کوئی نئی تحقیق یا علم و نظر کی کوئی نئی دریافت تو نہیں کہتے لیکن ان میں فکر و خیال کے لئے روشنی اور ذہن و شعور کی بیداری کا سامان ضرور ہے، اس کو ایک زیادہ پُر مغز کتاب اور ایک محققانہ بحث کا ابتدائی خاکہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا۔

---

(۱) دائرہ شاہ علم اللہؒ رائے بریلی، جو عام طور پر تکیہ کلاں کے نام سے مشہور ہے۔

(۲) حال نائب رئیس القضاۃ مدینہ منورہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

خطبات کی زبان ادبی اور ہلکی پھلکی رکھی گئی ہے، اور علم وکلام وعقائد کے ثقیل اسلوب سے پرہیز کیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ کتاب کچھ ایسے اشارات و حقائق پر مشتمل ہے، جو گہرے غور وفکر کو دعوت اور موجودہ مسلم معاشرہ میں جو ایک عبوری مرحلے سے گزر رہا ہے، اور اقدار وافکار کی تند وتیز کشمکش سے دو چار ہے، غور وفکر کا پیغام دیتے ہیں۔

اس کتاب کے عربی میں چھ ایڈیشن علی الترتیب لکھنؤ، قاہرہ، جدہ، اور دمشق سے شائع ہوئے اردو میں پہلی بار اس کا آزاد ترجمہ، ترمیم واضافہ کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے، مصنف کے ذہن وفکر میں جو نئے گوشے اور بحث ونظر کے جو نئے پہلو سامنے آئے، یا جس اجمال کی تفصیل، یا جن اشارات کی توضیح اس نے ضروری سمجھی، ترجمہ پر نظر ثانی کرتے وقت ان سے پورا فائدہ اٹھایا، ترجمہ پر (جو اس کے دو عزیز رفیقوں کا کیا ہوا ہے) اس نے مصنف ہونے کے حق اور عمر وتجربہ کے فرق سے کام لیتے ہوئے آزادانہ تصرف کیا، اور ہندوستان کے ممتاز ترین عارفین ومحققین کی تحقیقات اور ان کی تصنیفات کے اقتباسات کا اضافہ کیا، جو عربی محاضرات میں شامل نہیں کئے جاسکے، جس سے ترجمہ نے ایک مستقل کتاب کی شکل اختیار کرلی، اور اس کو اب ترجمہ کے بجائے تصنیف کہنا زیادہ صحیح ہوگا، اس طرح کتاب کا یہ نقش ثانی، قدرتاً نقش اول سے زیادہ مفید اور مکمل بن گیا۔

خطبات کا یہ سلسلہ ''نبوت محمدی کا کارنامہ'' کے عنوان سے آخری خطبہ پر ختم ہوجاتا تھا، موضوع کا مزاج اور وقت کی ضرورت تقاضا کرتی تھی کہ خطبات کے اس سلسلہ کا اختتام ''ختم نبوت'' کی بحث، اس کی ضرورت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے عقلی ونقلی ثبوت پر ہو، جو صحیح معنیٰ میں اس سلسلہ کا ''مسک الختام'' اور اس گفتگو میں حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن مصنف کچھ تو

www.abulhasanalinadwi.org

وقت کی کمی اور کچھ اس احساس کی بنا پر کہ یہ موضوع زیادہ تفصیل سے بحث ونظر کا طالب ہے، اور اس کے لئے زیادہ فرصت درکار ہے، ایسے موضوع کو کسی دوسرے وقت پر اٹھار کھنا، اس کو تشنہ اور ناتمام چھوڑنے سے زیادہ مناسب معلوم ہوا، اب اس میں صاف خدا کی حکمت نظر آتی ہے کہ اس موضوع پر اس وقت قلم اٹھایا گیا، جب قادیانیت کے مسئلہ نے (جس کی روح ''ختم نبوت'' کا انکار ہے) ایک بار ۱۹۷۴ء کے وسط میں ساری دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرلیا، پھر ستمبر ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان کے عقیدہ ''ختم نبوت'' کے انکار کی بنیاد ہی پر قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے اعلان نے ایک بار پھر اس سوال اور جستجو کو زندہ اور تازہ کردیا کہ عقیدۂ ''ختم نبوت'' کی اسلام کے عقائد وشریعت میں اتنی اہمیت کیوں ہے، کہ اس کی بناء پر ایک ایسی جماعت کو جو نہ صرف اسلام، بلکہ خدمت اسلام کی بھی مدعی ہے، خارج از اسلام قرار دیا جائے؟ ان واقعات اور ماحول نے ذہن اور اس کی ساری توانائیوں کو اس مسئلہ پر اس طرح مرکوز کردیا، اور اس سوال کا مدلل طریقہ پر جواب دینے کو اس طرح قوائے فکریہ، اور قلب ودماغ پر طاری ومستولی کردیا، کہ مصنف ایک طویل عرصہ تک کوئی دوسرا علمی وتحقیقی کام نہیں کرسکا، اس مطالعہ اور غور وفکر کے نتیجہ میں وہ مضمون تیار ہوا، جو اس سلسلہ کی آخری کڑی اور اس کتاب کا اختتامی مضمون ہے اور جس پر صحیح معنی میں کتاب کی تکمیل ہوتی ہے، ان دو آخری مضامین کو کتاب سے ہم رنگ بنانے کے لئے خطبہ ہی کی زبان اور اس کا عنوان اختیار کیا گیا ہے، ورنہ یہ اصلاً مقالہ کی شکل میں تھے۔

مصنف عزیز گرامی مولوی نور عظیم صاحب ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء کا شکر گزار ہے کہ انھوں نے ان خطبات کے ترجمہ کا آغاز کیا، جو ابتداءً مضامین کی شکل میں ''الهدیٰ'' دربھنگہ کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے، افسوس ہے کہ وہ اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

تعلیمی وتحریری مشغولیتوں کی وجہ سے اس سلسلہ کی تکمیل نہ کر سکے، فاضل عزیز مولوی شمس تبریز خاں رفیق مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، اردو داں طبقہ کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کی اہمیت وافادیت کو محسوس کیا اور مجھ سے اس کے ترجمہ کی تکمیل کی اجازت لی، مجھے اس میں بہت شبہ تھا کہ اس کتاب کی تاثیر و طاقت اردو میں ترجمہ ہونے کے بعد بھی قائم رہے گی، لیکن ان دونوں عزیزوں نے اس میں قابل تعریف حد تک کامیابی حاصل کی۔

اب یہ کتاب اس امید و دعا کے ساتھ برصغیر ہند و پاک کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے کہ وہ اس کو پڑھ کر اپنے پورے فکر اور اپنی کوششوں کا جائزہ لیں گے، اپنے پورے فکر وعمل کو اس مزاج ومنہاج سے اگر مطابق نہیں تو قریب تر کرنے کی کوشش کریں گے، جس کو انبیاء کرامؑ اور ان کے سرگروہ اور خاتم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت حاصل ہے، اور خدا کے یہاں صرف وہی طریقہ مقبول، اور حقیقی کامیابی کا ضامن ہے۔

ابوالحسن علی
دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی
۳/اپریل ۱۹۷۵ء

www.abulhasanalinadwi.org

پہلا خطبہ

نبوت، انسانیت کو اس کی ضرورت اور تمدن پر اس کا احسان

مقام کی موزونیت

حضرات! اس جگہ جہاں اس وقت ہم آپ جمع ہیں، موزوں ترین گفتگو، انسانیت کو نبوت کی ضرورت اور تمدن پر اس کے احسان سے متعلق ہو سکتی ہے، جس میں ان برگزیدہ نبیوں کا ذکر ہو جنھیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کا اعزاز بخشا، اور ان کی عند اللہ مقبولیت، ان کا مرتبہ و مقام، مخلوق پر عظیم احسان، اور زندگی پر ان کے عمیق اثر کا تذکرہ ہو، اور پھر امام المرسلین، خاتم النبیین ؐ کا ذکر خیر ہو، جن کو اللہ تعالیٰ نے آخری رسالت اور ابدی و عالمگیر نبوت سے سرفراز و ممتاز کیا، اور جنھیں دائمی قیادت و امامت، ابدی و عالمی شریعت، اور محفوظ و زندہ کتاب عطا کی گئی اور ساری انسانیت کی سعادت و نجات (طبقاتی اور زبانی اختلاف کے باوجود) انؐ پر ایمان اور ان کی اتباع پر موقوف کر دی گئی اور جن کی ہجرت اور آخری قیام گاہ کے لئے اس پاکیزہ شہر کو

www.abulhasanalinadwi.org

انتخاب کیا گیا، جہاں وحی و رسالت کے سلسلہ سے آسمان کا زمین سے آخری بار اتصال ہوا۔

چنانچہ جس شخص کو یہاں فرصت گفتگو کی ملے اور جسے یہ اعزاز عطا ہو، اس کو اپنی اس عظیم اور نازک ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہئے کہ وہ کس مقام سے خطاب کر رہا ہے، کیا اس کے لئے جائزہ ہے کہ وہ اس "مقام محمود" کے تقاضوں سے صرف نظر کر کے اپنی گفتگو کے لئے کسی اور موضوع کا انتخاب کرے؟ یہ ایمان اور شعور حسن واحسان کا بھی تقاضا ہے، عرب شاعر نے شاید اسی موقع کے لئے کہا تھا ؎

ولما نزلنا منزلاً طلّهُ النّدى
انيقاً و بستانا من النّور حاليا
أجدّ لنا طِيبُ المكان و حُسنُه
مُنى ، فتمنّينا، فكنت الأمانيا

"اور جب ہم ایک شبنم سے شاداب اور خوش منظر مقام اور کلیوں سے آراستہ باغ میں اترے تو مقام کے حسن و پاکیزگی نے ہمارے دل میں کچھ تمنائیں بیدار کر دیں، ہماری ان تمناؤں کی جان تمہیں تھے"

جامعہ کی پہلی ذمہ داری

عالم اسلام میں کسی بھی درس گاہ کی خواہ وہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں کیوں نہ قائم ہو، یہ پہلی ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے وہ نعمت نبوت کے سمجھنے کی طرف توجہ کرے، جس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت اتاری، اور اس نعمت کی قدر اور شکر کے ساتھ، اس کے سرگرم حامیوں اور داعیوں میں ہو، اور وہ زندگی کی رزم گاہ میں جہاں جاہلیت، ارتداد، اور انقلاب کے پرچم ہر طرف لہرا رہے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، وہ لوائے محمدی اور خیمۂ مصطفوی کے سایہ میں آجائے، اور زندگی کے ہر محاذ پر خواہ وہ فکری واعتقادی ہو، یا عملی وانتظامی، اخلاقی واجتماعی ہو یا تمدنی وسیاسی، اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے کو وقف کردے۔

کسی بھی اسلامی دانش گاہ کے فارغین ومتوسلین کا دائمی شعار اور ان کا سب سے گرانقدر مقصد نبوت اور اس کے طریقہ کار کا ہر فکر وفلسفہ، مذہب ومسلک، فکر کے ہر ڈھنگ، زندگی کے ہر رنگ اور انسانیت وتمدن کے ہر آہنگ پر ترجیح دینا اور اسے برتر سمجھنا چاہئے۔

یہ بنیادی ذمہ داری ان تمام علمی مطالبات اور مشغولیات سے زیادہ اہم اور مقدم ہے، جن کی طرف مسلم دانش گاہیں، اور جامعات توجہ کرتی ہیں، اور جن امتیازات وخصوصیات کا وہ دم بھرتی ہیں، کیونکہ اگر کوئی نہ ختم ہونے والی اور حقیقی فیصلہ کن جنگ ہے تو وہ نبوت وجاہلیت کی جنگ ہے۔ وہ جس کی نمائندگی مغرب کر رہا ہے، اور وہ اسلام (دین حق) جس کا علمبردار تنہا مسلمان رہ گیا ہے، اس جنگ کے سوا تمام جنگیں نقلی اور خانہ جنگیاں ہیں، جن میں ایک ہی خاندان کے لوگ کسی معمولی سی چیز پر لڑ پڑتے ہیں، یا جیسے بچے اپنی کم عقلی سے جھگڑ بیٹھتے ہیں، لیکن فکر و نظر کی دائمی جنگ، جاہلیت ونبوت کے درمیان ہی ہے۔

ان پہلوؤں سے بھی یہاں کی مؤقر مجلسوں کا آغاز (جس کا آج پہلا دن ہے) اسی گفتگو سے ہونا چاہئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر، اسلام کا گہوارہ، ایمان کا مرجع، وحی کا مہبط وماویٰ اور نبوت کے طویل سفر اور عظیم تاریخ کی آخری منزل ہے۔

زمانہ کو اس موضوع کی ضرورت

آج ہر علمی ادارہ، ہر بڑی دانش گاہ، یورپ کی یونیورسٹیوں، علمی انجمنوں،

www.abulhasanalinadwi.org

اقوام متحدہ، اور اس کے عالمی ثقافتی ادارہ یونسکو، اور ہر جگہ اس موضوع کی ضرورت ہے، اس لئے کہ خوش بختی اور امن وخوش عیشی کی تمام سہولتوں کے باوجود، انسانیت کی بدقسمتی اور موجودہ تمدن کی تیرہ بختی یہ ہے کہ اس کے سربراہ نبوت وانبیاء کی تعلیمات کے باغی ہیں، اور زندگی وتمدن کی داغ بیل غیر نبوی خطوط پر ڈال رہے ہیں، اور اس اعزاز خداوندی سے بے نیازی و بے پروائی برت رہے ہیں، جو نبی امی کو عطا ہوا تھا، اور زبان حال وقال سے گذشتہ جاہلی قوموں کے اس متکبرانہ قول کو دہرا رہے ہیں، جو قرآن مجید نے نقل کیا ہے "اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا" (کیا ہمارے ہی جیسے انسان ہم کو ہدایت دینے چلے ہیں) ایک امی ہمیں علم سکھائے گا، ایک فقیر بینوا ہمیں خوش حال کرے گا، اور ایک بادیہ نشین ہمیں مہذب بنائے گا؟۔

لیکن جب بدقسمتی سے یا ناسازگار حالات کے سبب اگر ہم یہ باتیں یورپ، امریکہ اور ایشیا کی پرشکوہ یونیورسٹیوں میں نہیں کر سکتے تو یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ہم مدینہ کی اسلامی یونیورسٹی میں اسے موضوع بحث نہ بنائیں، اور کیوں نہ ہو، یہ مدینہ منورہ ہی تھا، جو ہمیشہ معنوی اور گرانقدر اقدار کی تخم ریزی کی زمین اور وہ مبارک خطہ رہا ہے، جو ان کے حق میں ہمیشہ زرخیز ثابت ہوا ہے، اور جو اس فرمان خداوندی کا صحیح مصداق ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ

(سورۂ اعراف۔۵۸)

"اور (دیکھو) اچھی زمین، اپنے پروردگار کے حکم سے اچھی پیداوار ہی نکالتی ہے۔"

یہاں جو بات کہی گئی ہے، پوری دنیا میں اس کی صدائے بازگشت سنی گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نبوت اور انبیاء قرآن کی روشنی میں

متکلمین کی روح سے معافی چاہتے ہوئے میں کہوں گا کہ علم کلام و کتب عقائد کی نظر نبوت و انبیاء کے بارہ میں کوتاہ اور محدود تھی، اس نے نبوت کو ایک طرح سے ایسا جامد و محدود عقیدہ سمجھا جس کا عقائد کے محدود دائرہ کے علاوہ زندگی سے کوئی تعلق نہ تھا، لیکن علم کلام کی مجبوری، اس کا محدود علمی دائرہ، ایک مخصوص تعلیمی ضرورت بھی تھی، اس لئے ہمیں نبوت و انبیاء کو قرآن کی روشنی میں اور قرآن کی نظر سے دیکھنا چاہئے اور اس کتاب حکیم کے واسطے سے نبوت کے امکانات و مضمرات اس کے وسیع افق، اس کی گہرائیوں اور زندگی کے اندر اس کی اتری ہوئی جڑوں، قلب و نظر، اخلاق و رجحانات پر اس کے اثر و سیرت سازی، معاشروں اور تمدنوں کی تشکیل و قیادت، بلکہ ایک مخصوص و ممتاز اور جاہلیت کے مقابل و متوازی تہذیب کی بنیاد رکھنے کے سلسلے میں اس کے بنیادی کردار پر غور کرنا چاہئے۔

شوق انگیز اور محبوب موضوع

ہم جب اس مقصد سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمارے سامنے ادب و حکمت اور فن و ہنر اور شخصیات کی ایسی تصویریں اور ایسے شاہکار نمونے آتے ہیں، جن سے زیادہ خوبصورت تخلیق شائد اس کائنات میں کوئی نہیں۔

انبیاء کے ذکر میں قرآن کا اسلوب، زندگی سے لبریز، بشارت و مسرت سے بھرپور اور محبت سے سرشار نظر آتا ہے، گویا وہ ایک محبوب کی داستان شوق اور ذکر جمیل ہے، جس میں جتنا بھی طول، وسعت، تنوع اور شاخ درشاخ کی کیفیت ہو کم معلوم ہوتی ہے، گویا۔ ع

www.abulhasanalinadwi.org

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

میرا یقین ہے کہ جسے بھی مذاق سلیم، ذوق جمال اور جذبۂ محبت کا کوئی حصہ ملا ہے، وہ اس تذکرہ سے لطف اٹھائے گا، اور اس اسلوب کا مزا محسوس کرے گا، سنئے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کس محبت وحلاوت کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا ط وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ط اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(سورۂ النحل: ۱۲۰-۱۲۳)

"بے شک ابراہیم (لوگوں کے) امام اور خدا کے فرماں بردار تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے، اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، خدا نے ان کو برگزیدہ کیا تھا، اور اپنی سیدھی راہ پر چلایا تھا، اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی، اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے، پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو۔ جو ایک طرف کے ہو رہے تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ملاحظہ فرمائیں۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ط نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ط إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝

www.abulhasanalinadwi.org

وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ط کُلًّا هَدَیْنَا ج وَ
نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ
سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ط
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۙ وَ زَكَرِیَّا وَ یَحْیٰی
وَ عِیْسٰی وَ اِلْیَاسَ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۙ وَ
اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ط وَ كُلًّا فَضَّلْنَا
عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَا
نِهِمْ ج وَ اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ۙ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ ط وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ج فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ
وَ كَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ ۙ

(سورۂ الانعام: ۸۴-۹۰)

''اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں، بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے اور ہم نے ان کو اسحاق و یعقوبؑ بخشے اور سب کو ہدایت دی اور پہلے نوحؑ کو بھی ہدایت دی تھی، اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسف اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بھی، اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیںؑ اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو

www.abulhasanalinadwi.org

بھی، یہ سب نیکوکار تھے، اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو بھی، اور ان سب کو جہاں کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔ اور بعض بعض کو ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی اور ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا، یہ خدا کی ہدایت ہے اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چلائے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتا یہ وہ لوگ تھے، جن کو ہم نے کتاب اور حکم شریعت اور نبوت عطا فرمائی تھی، اگر یہ کفار ان باتوں سے انکار کریں تو ہم نے ان پر ایمان لانے کے لئے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں کہ وہ ان سے کبھی انکار کرنے والے نہیں۔"

برگزیدہ مخلوق اور انسانیت کے کامل نمونے

قرآن کبھی انبیاء کا ذکر اصطفاء واجتباء (برگزیدگی) اور محبت ورضا کے الفاظ سے کرتا ہے، اور کبھی بہترین تعریفوں اور عقلی، اخلاقی اور عملی صلاحیتوں کا انھیں حامل قرار دیتا ہے، یہ سب ظاہر کرتی ہیں کہ انبیاء خلاصۂ مخلوقات اور انسانیت کے کامل نمونے اور خدا کی پیامبری اور دعوت دین کے لحاظ سے سب سے زیادہ باصلاحیت اور باہمت افراد ہوتے ہیں۔

اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسٰلَتَهٗ ط (سورۃ الانعام: ۱۲۵)

"اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ رسالت کا کون سا محل ہے اور وہ اپنی پیغمبری کسے عنایت فرمائے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

www.abulhasanalinadwi.org

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء: ۵۱)

"اور ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی، اور ہم ان کے حال سے واقف تھے۔"

اور ارشاد ہوتا ہے:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ (سورۃ النساء: ۱۲۵)

"اور خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا۔"

اور ارشاد ہے:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۸۔۱۱۱)

"اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا کہ ابراہیم پر سلام ہو، نیکو کاروں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں، وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔"

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝

(سورۃ ہود۔۷۵)

"بیشک ابراہیم بڑے تحمل والے نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے"

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے ارشاد ہوا:

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ (سورۃ مریم۔۵۵)

"اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ و برگزیدہ تھے۔"

www.abulhasanalinadwi.org

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں فرمایا گیا۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ ۝ (سورۂ طٰہٰ۔۴۱)

''اور میں نے تم کو اپنے کام کے لئے بنایا ہے۔''

اور کہا گیا:

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّىْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِىْ ۝

(سورۂ طٰہٰ۔۳۹)

''اور موسیٰ میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (اس لئے کہ تم پر مہربانی کی جائے) اور اس لئے کہ تم میرے سامنے پرورش پاؤ۔''

مزید ارشاد ہوا:

اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۝

(سورۂ الاعراف۔۱۴۴)

''میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے ممتاز کیا''

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

(سورۂ ص۔۱۷)

''اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے، اور بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے''

اور ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ارشاد ہوا:

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ (سورۂ ص۔۳۰)

''بہت خوب بندے تھے، اور رجوع کرنے والے تھے۔''

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام اور انبیاء کی آبرومند جماعت کا خصوصی انداز محبت واکرام اور صفات عالیہ کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝ (سورۂ ص ۴۵۔۴۷)

"اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ واسحاق ویعقوبؑ کو یاد کرو، جو طاقت وبصیرت والے تھے، ہم نے ان کو ایک صفت خاص آخرت کے گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے۔"

میں نے اس عزیز ولذیذ گفتگو میں (اس علم کے باوجود کہ آپ حضرات قرآن کا تحقیقی مطالعہ کرتے ہیں، اور میری معروضات آپ کے لئے نئی اور انوکھی چیز نہیں) درازنفسی سے اس لئے کام لیا تاکہ آپ کے ذہنوں میں اللہ کے نزدیک انبیاء کی بلند مقامی اور قدرومنزلت اور ان کے سلسلہ میں قرآن کی اعلیٰ ترین تعریف وتوصیف کو مستحضر کردوں، جس میں قرآن نے انھیں مکارم اخلاق، محاسن وفضائل اور بہترین صلاحیتوں کا حامل بتایا ہے۔

قدرتی سوال

اس دنیاوی زندگی میں، جہاں معلومات حاصل کرنے اور اغراض اور ضروریات کو پورا کرنے کا دارومدار انسان کے ظاہری حواس اور عقلی صلاحیتوں پر ہے، اور جو زندگی اسی پر اعتماد کرتی ہے، سلسلۂ نبوت اور انبیائے کرام کا کیا مقام ہے؟ اور

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرے علماء وعقلا سے انبیاء کس بنا پر ممتاز ہوتے ہیں، اور کیوں صرف انھیں کو حق پہنچتا ہے کہ ایسے حقائق سے متعلق گفتگو کریں، اور ایسی خبریں سنائیں جن تک نہ تیز ترین احساسات پہنچ سکتے ہیں، نہ ذکی ترین عقلوں کی رسائی ہے، حالانکہ سب ایک ہی ماحول میں پلے بڑھے ہیں، اور ایک ہی سرزمین پر زندگی گزارتے ہیں، کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ ایسی چیزیں دیکھ لیتے ہیں، جو ان کے زمانے کے عبقری اور فوق العادۃ صلاحیتوں والے بھی نہیں دیکھ سکتے اور یہ ان دیکھی چیزیں صبح کے اجالے کی طرح واضح اور روشن ہو جاتی ہیں، اور ان کی پیشین گوئی پوری اترتی ہے؟

یہ ایک قدرتی سوال ہے، جو ہر نئی بعثت پر لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوا، اور دل و دماغ پر چھا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شرف نبوت سے سرفراز کیا گیا، اور تبلیغ و اصلاح کی ذمہ داری سونپی گئی تو آپ کو بھی اس سوال کا سامنا کرنا ضروری تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جو موقف اختیار کیا اور جس حکیمانہ انداز سے اس مسئلہ کو حل کیا وہ آپ کے لافانی معجزات میں سے ایک ہے۔

عرب قوم اور بالخصوص وادی مکہ کے بسنے والے ایک مدت سے دقیق مسائل علمی اصطلاحات اور فلسفیانہ مباحث سے الگ تھلگ زندگی گزار رہے تھے، لیکن ذہن کی تیزی، سلامت فہم، صداقت کے اعتراف اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں ممتاز اور فائق تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس زندگی میں انبیاء کا مقام کیا ہے؟ ان کو دوسروں کے مقابلہ میں جو حواس ظاہری کے علاوہ کسی اور ذریعہ علم کے مالک نہیں، ان دیکھی حقیقتوں کے اظہار کا حق کیوں حاصل ہے، اس کی تشریح آپ نے اس انداز میں فرمائی، جس میں عربوں کے اس ممتاز وصف کا پورا لحاظ ہے، آپ کا یہ حکیمانہ انداز ائمہ کلام اور علمائے فلسفہ کی ہزاروں دلیلوں سے کہیں زیادہ موثر اور دلنشین تھا، آپ نے اس کے لئے جو ترتیب اور طریقہ کار اختیار کیا اور

www.abulhasanalinadwi.org

جن مقدمات سے کام لیا وہ مخاطبین کی فطرت سلیم، ان کی عقلی و علمی سطح اور موقع و محل سے پوری مطابقت رکھتے تھے، انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی یہی طریقہ ہے، کہ وہ اپنی نبوت کے احقاق و اثبات میں بناوٹ، تکلف اور استعارہ و کنایہ کا راستہ نہیں اختیار کرتے، بلکہ چھوٹی اور معمولی چیزوں سے گرانقدر اور اہم نتائج پیدا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تو صحافت کا وجود تھا، نہ لاسلکی کی طاقت انسانوں کے قابو میں آئی تھی، اور نہ آواز کو بلند کرنے اور پھیلانے والے آلات ایجاد ہوئے تھے، ایسے وقت میں وادی مکہ کے بسنے والوں کو ایک جگہ متعین وقت میں جمع کرنے کا کیا ذریعہ ہوسکتا تھا؟ کس طرح ان کے دل و دماغ پر اتنا اثر ڈالا جاسکتا تھا کہ وہ اپنی دلچسپیوں سے ہاتھ کھینچ لیتے اور بھاگتے ہوئے، سب کے سب آپ کی طرف چلے آتے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب قوم ہی کے ایک فرد تھے، آپ عربوں کی عادتوں اور ان کے رسم و رواج سے خوب واقف تھے، آپ یہ بھی جانتے تھے کہ ان رسوم کا ان کی طبیعتوں اور ان کے معاشرہ میں کتنا گہرا اثر ہے؟ اس دشوار اور نازک کام میں بھی آپ نے اس سے مدد لی۔

عربوں کی عادت تھی کہ جب ان کا کوئی فرد کوئی خطرہ محسوس کرتا اچانک قوم پر کسی دشمن کے حملہ کا خوف ہوتا یا کوئی دشمن گھات میں لگا ہوتا اور شہر والے اس سے غافل ہوتے تو وہ کسی پہاڑی کی چوٹی یا کسی ٹیلہ پر چڑھ جاتا اور بلند آواز سے پکارتا ''یاصباحاہ'' (خطرہ خطرہ) ''یاصباحاہ'' (دشمن دشمن) پوری قوم یہ آواز سنتے ہی گھبرا جاتی اسلحہ سنبھالتی اور خطرہ یا دشمن کا مقابلہ کرنے دوڑ پڑتی۔۔ لیکن۔ وہ کون سا خطرہ تھا، جو عام طور پر ان کو پریشان کر دیتا، اور ان کے آرام و راحت کو سلب کر لیتا؟ وہ صرف ایک تھا۔ دشمن۔۔ جس کا لشکر ان کی ایک کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ان کا

www.abulhasanalinadwi.org

مال واسباب لوٹ لیتا، اونٹوں اور دوسرے جانوروں کو ہکالے جاتا، اور ان کو نقصان پہنچاتا، قبائلی وصحرائی زندگی میں اسی ایک خطرہ سے وہ آشنا تھے، اور جب یہ الفاظ بولے جاتے تو ان کے وہی ایک معنی سمجھتے تھے۔

یہ خطرات اور نقصانات، اپنی واقعیت اور اہمیت کے باوجود، انبیائے کرام کی نظروں میں ہیچ ہیں، جو اس کائنات کے پیدا کرنے والے اور اس کو چلانے والے کی ذات اس کی صفات اور اس کے حقوق سے جہالت کے خطرہ کی اہمیت سے آگاہ ہوتے ہیں، اور اس جاہلی زندگی کی زہرناکی سے بھی باخبر ہوتے ہیں، جو اس زمانہ میں مکہ والوں کی تھی، اور اس جاہلی معاشرہ میں پھیلے ہوئے گناہوں اور فاسد اخلاق کے نقصانات سے بھی واقف ہوتے ہیں، ''اس زمانہ کے لوگ بُت پوجتے، مردار کھاتے، فواحش کا ارتکاب کرتے، قطع رحمی کرتے، پڑوسیوں کو پریشان کرتے، اور طاقت والے کمزوروں کو پامال کردیتے''۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دشمن کہیں باہر نہیں وہ ان کے دل ودماغ، ان کے عقائد واخلاق میں پرورش پا رہا ہے، وہ باہر کے تمام دشمنوں سے زیادہ مضرت رساں اور خطرناک ہے، خطرہ کا یہ سرچشمہ جو ان کی اپنی ذات اور ان کے ''اندرون'' سے نکلا ہے، ان تمام خطرات سے بڑا اور اہم ہے، جن سے ان کو جاہلیت کی طویل زندگی میں سابقہ پڑا تھا، یا جن سے وہ عرب کی قبائلی زندگی میں دوچار ہوئے تھے، ان کی نفسوں کی دشمنی، ہر دشمن قبیلہ یا جنگ آزما لشکر کی دشمنی سے زیادہ سخت تھی، ان کی زندگی کے اطوار، قدرت وغلبہ والے خدا کی آتش غضب کو بھڑکانے والے تھے، جو نہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند کرتا ہے، نہ روئے زمین پر فساد

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ میں جاہلی معاشرہ کی یہ صحیح ترین تصویر حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی تقریر سے ماخوذ ہے، جو انھوں نے شاہ حبش نجاشی کے دربار میں کی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

چاہتا ہے۔

کوہِ صفا پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح کو کوہ صفا پر تشریف لے گئے، جو مکہ کی قریبی پہاڑی تھی، اور بلند آواز سے ندا دی ''یا صباحا، یا صباحاہ'' اس وادی کے بسنے والوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی، کہ انتہائی سنجیدہ اور خطرناک موقع ہی پر یہ آواز بلند کی جاتی ہے، اور عام طور پر اس میں غلط بیانی، فریب دہی، یا مذاق سے کام نہیں لیا جاتا، مکہ والوں نے یہ مشہور و معروف آواز سنی، جو ان کے شہر کے سب سے سچے آدمی کے منہ سے نکل رہی تھی، جس کا انھوں نے ''صادق'' اور ''امین'' نام ہی رکھ دیا تھا، وہ اس آواز کا مطلب خوب سمجھتے تھے، ان کے سامنے تجربات اور حادثات کا طویل سلسلہ تھا، انھوں نے اس آواز کی طرف بڑھنے میں ذرا بھی تاخیر نہیں کی اور لوگ جمع ہو گئے، کچھ خود آئے، کچھ نے اپنے نمائندے بھیج دیئے۔ (۱)

جب لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب فرمایا، اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہر، اے بنی کعب! تمہارا کیا خیال ہے، گر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں سواروں کا ایک لشکر چھپا ہوا ہے، اور تم پر بے خبری میں حملہ کرنا چاہتا ہے، تو کیا تم میری اس بات کو باور کرو گے؟

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو مخاطب کیا تھا، اور جن سے یہ سوال کیا تھا، وہ ''ناخواندہ'' اور ''غیر ترقی یافتہ'' تھے، انھوں نے فلسفہ و منطق نہیں پڑھا تھا، نہ بال کی کھال نکالنے کے عادی تھے، بلکہ (جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں) حقیقت پسند اور عملی لوگ تھے، ان کو اللہ نے سلامت فہم اور عقل عام (common

---

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۸

www.abulhasanalinadwi.org

sensè) کا وافر حصہ عنایت فرمایا تھا، انھوں نے موقع ومحل کا جائزہ لیا اور جس مقام پر یہ خطیب کھڑا تھا، اس کی طبعی ساخت کو دیکھا۔

انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص جس کی سچائی، امانت، اخلاص اور خیر خواہی کا بارہا تجربہ کر چکے تھے، ایک پہاڑی پر کھڑا ہے، وہ سامنے بھی دیکھ رہا ہے، جس میں اس کے مخاطبین بھی اس کے ساتھ ہیں، اور ساتھ ہی وہ پہاڑ کے عقب کی جانب دوسری طرف بھی دیکھ رہا ہے، جہاں سامنے پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہونے والوں کی نظر نہیں پہنچتی، لوگ بغیر کسی شک اور ادنیٰ تامل کے سمجھ گئے کہ جو شخص اس پوزیشن میں ہے، اس کو حق حاصل ہے کہ پہاڑ کے دوسری طرف چھپے ہوئے دشمن یا خطرہ کی خبر دے اور جن لوگوں کے سامنے پہاڑ حائل ہے، ان کو یہ حق نہیں کہ اسے جھٹلا دیں اور اس کی خبر کو صرف اس بنیاد پر رد کر دیں کہ اس مشاہدہ میں وہ لوگ خطیب کے ساتھ شامل نہیں ہیں، کیونکہ بیچ میں حائل ہونے والے پہاڑ نے ان کی حالت اور خطیب کی حالت میں فرق کر دیا ہے، اور پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوئے خطیب کو دوسری طرف دیکھنے اور گواہی دینے کا موقع دیا ہے، جو ان لوگوں کو حاصل نہیں۔

عرب منصف تھے، بہادر اور سچے تھے، انھوں نے کہہ دیا "ہاں ہم ایسی اطلاع کی تردید نہیں کر سکتے، ہمیں اس کو باور کرنا ہوگا۔"

نبوت کی حکیمانہ تمثیل

نبوت کی اس عدیم المثال وہبی حکمت کے ذریعہ، اور اس عربی فصاحت و بلاغت کی مدد سے جس کا آپ کو حصہ وافر عطا ہوا تھا، آپؐ نے ان کے سامنے نبوت اور انبیاء کے بے مثل اور نازک مقام کی تصویر کھینچ دی اور ان کی ممتاز حیثیت کو واضح

www.abulhasanalinadwi.org

کر دیا، جس وجہ سے وہ ایسے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں، جس کا مشاہدہ ان کے زمانہ کے ان ہی جیسے دوسرے انسان نہیں کر سکتے، اور ایسے امور و حوادث کی خبر دیتے ہیں، جس کی شہادت دوسرے مصلحین اور زعماء نہیں دے سکتے، کیونکہ وہ نبوت کے بلند پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوتے ہیں، انسان ہونے کی حیثیت سے اور احساسات کی پاکیزگی اور فطرت کی سلامتی کی وجہ سے وہ محسوس دنیا کو اسی طرح دیکھتے ہیں، جیسے سب صحیح الحواس اور صحیح الدماغ انسان، لیکن اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر وہ اللہ کی عطا کی ہوئی نبوت (اور اللہ کی مرضی کے مطابق)، عالم غیب سے تعلق کی وجہ سے عالم نبوت اور غیبی حقائق کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحىٰٓ اِلَيَّ (سورۂ کہف۔۱۱۰)

"کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں البتہ میری طرف وحی آتی ہے۔"

کسی ذہین سے ذہین انسان بہت بڑے عالم، یا بہت بڑے عقلمند کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ ان کو جھٹلا دے، اور ان کے مشاہدات کا انکار کر دے، کیونکہ وہ انبیاء کے ساتھ، ان کے اس مشاہدہ میں شریک نہیں، جن چیزوں کو انبیاء دیکھتے ہیں، وہ نہیں دیکھتا، جس طرح پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہونے والے انسان کے لئے کسی صورت میں یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوئے انسان کو جھٹلا دے اور پہاڑ کے پیچھے کی خبروں اور چوٹی کے اوٹ کے حادثات کا انکار کر دے۔

یہی وجہ ہے کہ جب کوئی حواس ظاہری کی طلسمات کا گرفتار ان سے جھگڑتا اور حجت بازی کرتا ہے تو وہ تعجب کا اظہار کرتے ہیں، اور پوری قوت و اعتماد سے کہتے ہیں۔

اَتُحَآجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ (سورۂ انعام۔۸۱)

www.abulhasanalinadwi.org

''تم مجھ سے خدا کے بارے میں کیا بحث کرتے ہو اس نے تو مجھے سیدھا رستہ دکھایا ہے۔''

عرب کے یہ جاہل اس ابتدائی مرحلہ میں فلاسفہ اور حکماء سے زیادہ عقلمند ثابت ہوئے، جنھوں نے صرف اس بنا پر انبیاء و رسل کی خبروں کو جھٹلا دیا، اور حقائق کا انکار کر دیا کہ خود انھوں نے ان امور کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، اور ان کو یہ باتیں معلوم نہیں تھیں۔

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهٖ وَ لَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهٗ ط (سورۂ یونس۔۳۹)

''حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکے اس کو نادانی سے جھٹلا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔''

اور جب یہ فطری، عقلی، اور ضروری مرحلہ طے ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے عزم و یقین کے ساتھ قدم آگے بڑھایا اور دوسرے اور آخری مرحلہ میں داخل ہوئے اور فرمایا: فَاِنِّیْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَیْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (میں تم کو ایک آنے والے سخت عذاب سے ڈرا رہا ہوں) آپ نے ان کو اس حقیقی اور مستقل خطرہ سے ڈرایا جو ان کے طریق حیات کا، جس کے مطابق وہ زندگی گزار رہے تھے، ان عقائد کا، جن کا وہ اعتقاد رکھتے تھے، ان بتوں کا جن کے وہ شیدائی تھے، جاہلی اور فاسد اخلاق و عادات کا، جن کو وہ دانتوں سے پکڑے ہوئے تھے، اور مختصر الفاظ میں انتہائی جہالت کا، جس میں وہ زندگی گزار رہے تھے، طبعی تقاضا تھا، جس میں نہ ایمان تھا نہ علم، نہ انصاف تھا نہ خدا ترسی، اور اس زندگی کا فطری انجام ہے معاشرہ میں ہمہ گیر فساد، زندگی میں تنگی اور پریشانی، قلبی اضطراب اور داخلی عذاب۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی

www.abulhasanalinadwi.org

النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ۝ (سورۂ الروم۔۴۱)

''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے
تاکہ خدا ان کو ان کے بعض عملوں کا مزا چکھائے عجب نہیں کہ وہ
باز آجائیں''

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ
الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (سورۂ الم سجدہ۔۲۱)

''اور ہم ان کو قیامت کے بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا کا
بھی مزا چکھائیں گے شاید ہماری طرف لوٹ آئیں''

اور اس زندگی کے بعد ہمیشہ کا عذاب ہے، جس کے سامنے سارے عذاب اور ہر قسم کی تکلیفات ہیچ و بے قیمت ہیں۔

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ج (سورۂ الرعد۔۳۴)

''اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے۔''

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ. (سورۂ طٰہٰ۔۱۲۷)

''اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے۔''

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ. (سورۂ فصلت۔۱۶)

''اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی ذلیل کرنے والا ہے۔''

علماء اور محققین نے دواؤں کے خواص دریافت کئے ہیں، مختلف اشیاء کی طبائع اور ہر چیز میں چھپی ہوئی قوت کو معلوم کر کے معلومات کا قیمتی خزانہ جمع کر دیا ہے، لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا اور جمع کرنے والوں کی محنت وسعی اور فضل وکمال کا اعتراف کیا اور ان کو خراج تحسین ادا کیا، لیکن اللہ کی ذات، اس کی صفات، اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے احکام، اس کی مرضیات اور عقائد و اعمال کی خاصیات اور صحیح و غلط، اچھے اور برے اخلاق کے نتائج کا علم، آخرت میں نیک و بد، ثواب و عذاب اور جنت و جہنم کی معرفت کا، انبیائے کرام واحد سرچشمہ اور ذریعہ علم ہیں، اس زندگی کے بعد کے حالات اور اس عالم میں ہونے والے حشر و نشر، انعام و عذاب اور نعمت و نقمت کے علم کے لئے اللہ نے اپنی مرضی کے مطابق انبیائے کرام کو مخصوص فرمایا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ٥ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ ٥ (سورۂ الجن۔۲۶،۲۷)

''وہی غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے۔''

انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) نبوت کے پہاڑ پر کھڑے ہوتے ہیں، اور اس عالم کو بھی دیکھتے ہیں، اور عالم غیب کو بھی اور انسانیت اور اس کی تہذیب و تمدن پر مستقبل قریب یا مستقبل بعید میں شب خوں مارنے والوں کی خبر دیتے ہیں، چھپے ہوئے خطرات و نقصانات سے آگاہ کرتے ہیں، اور شفقت، محبت، مہربانی اور اخلاص کے ساتھ اپنی قوم کو ڈراتے ہیں، اور جب کوئی ان کے اس فطری اور عقلی حق کا انکار کرتا ہے، اس بدیہی چیز میں شک کرتا ہے، یا ان کی بلند حیثیت اور اعتماد کو چیلنج کرتا ہے، تو وہ نصیحت و اخلاص اور رنج و الم کے ساتھ کہتے ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

(سورۂ سبا۔۴۶)

''کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کے لئے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ، پھر غور کرو، تمہارے رفیق کو سودا نہیں، وہ تم کو عذاب سخت کے آنے سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں۔"

ہدایت کا واحد ذریعہ

اور اسی وجہ سے قرآن بار بار زور دیتا ہے کہ اللہ کی ذات اور اس کی حقیقی صفات کی نشاندہی کرنے والے صرف انبیائے کرام ہی ہیں، اور وہی اللہ کی صحیح معرفت کا، جس میں نہ جہالت و گمراہی کا شائبہ ہو، نہ غلط فہمی یا غیر مناسب انداز بیان کا شبہ، واحد وسیلہ ہیں، اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں کے علاوہ اور کسی ذریعہ سے وہ معرفت حاصل ہو بھی نہیں سکتی، نہ تنہا عقل رہنمائی کر سکتی ہے، نہ ذہن کی تیزی و ذکاوت کافی ہو سکتی ہے، نہ فطرت کی سلامتی اس کا ذریعہ بن سکتی ہے، نہ ذہن کی بلند پروازی کی وہاں گزر ہے، نہ عقل و خرد کی کاوشیں اس تک پہنچا سکتی ہیں، نہ تجربات کا خزانہ ہی مددگار ثابت ہو سکتا ہے، اللہ نے اسی حقیقت کا اظہار اہل جنت کی زبانی کیا ہے جو سچے بھی ہیں اور صاحب تجربہ بھی، اور یہ موقع بھی ایسا ہے کہ وہاں غلط بیانی اور مبالغہ آمیزی کا کوئی گزر نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ج (سورۂ الاعراف۔۴۳)

"خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا رستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔"

اور اس اعتراف و اقرار کے ساتھ ہی وہ انبیاء کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہی معرفت صحیح کا ذریعہ اور اس راستہ کے رہنما تھے، جو اس منزل تک پہنچاتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ط (سورۃ الاعراف۔۴۳)

''بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق بات لیکر آئے تھے''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی بعثت ہی کی وجہ سے ان کے لئے یہ ممکن ہوسکا کہ وہ اللہ کی معرفت حاصل کریں اور اس کی مرضی اور اس کے احکام معلوم کریں، اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ اور اسی کے نتیجہ میں جنت میں داخلہ ممکن ہوا۔

ماورائے عقل وحواس حقائق کی دریافت کے بارے میں انسانوں کی عقلی و باطنی قوتیں جتنی بے بس کمزور اور محدود اور ناقابل اعتماد ہیں، نامناسب نہ ہوگا کہ اس سلسلے میں ہم ان عارفین ومحققین کی شہادتیں اور تجربات بھی سنتے جائیں، جو عقل وقلب دونوں کوچوں سے نہ صرف آشنا بلکہ دونوں کے محرم اسرار تھے۔

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ معروف بہ مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے محققانہ مکاتیب میں اس مضمون کو بار بار دہرایا ہے کہ عقل انسانی انبیاء علیہم السلام کی مدد ورہنمائی کے بغیر صانع عالم کا اثبات تو کرسکتی ہے، اور اس کے وجود کو ضروری قرار دے سکتی ہے، لیکن اس کی ذات وصفات کی صحیح معرفت اور تقدیس وتنزیہ اور توحید صحیح کے مقام تک نہیں پہنچ سکتی وہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''ترجمہ:- خلاصہ یہ ہے کہ عقل اس دولت عظمیٰ کے ثابت کرنے سے قاصر اور ان حضرات انبیاء کی ہدایت کے بغیر اس دولت سرا کا راستہ پانے سے عاجز ہے۔''(۱)

فلسفۂ اشراق، اور مذاہب کی تاریخ بھی اس کی پوری طور پر تائید کرتی ہے، کہ محض عقل واستدلال یا فلسفہ واشراق پر تکیہ کرنے والوں نے خدا کی معرفت

---

(۱) مکتوب ۲۳/۳

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کے لئے صحیح صفات ثابت کرنے، اور صحیح افعال کی نسبت کرنے میں کیسی کیسی ٹھوکریں کھائی ہیں، اور کن کن گمراہیوں اور نادانیوں میں مبتلا ہوئے ہیں[1]؛

مجدد صاحبؒ اپنے مکتوبات میں ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح عقل کا مرتبہ حواس سے ماوراء ہے اسی طرح نبوت کا مرتبہ عقل سے ماوراء ہے، اور کسی چیز کے مخالف عقل اور ورائے عقل ہونے میں بڑا فرق ہے خدا کی تنزیہ کا طریقہ معلوم کرنا نبوت پر منحصر اور انبیاء کی اطلاع و تعلیم پر موقوف ہے، انھوں نے معرفت الٰہی میں عقلاء یونان کی بے عقلیوں کے نمونے پیش کئے ہیں، جن پر عقل بھی انگشت بدنداں ہے، اسی طرح اہل اشراق اور صفائی نفس کے مدعیوں کی بوالعجبیوں کا بھی عبرتناک نقشہ کھینچا ہے۔(۲)

اسی طرح انھوں نے دوسرے مکتوب ۱/۲۶۶ بنام خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ فرزندان حضرت خواجہ باقی باللہؒ میں بڑی تفصیل سے وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے، کہ پیغمبروں کی بعثت اللہ کی ذات وصفات اور احکام کی معرفت کا واحد ذریعہ ہے، اور یہ کہ عقل و کشف دونوں کا خالص اور بے آمیز ہونا ممکن نہیں، وہ جسم عنصری کے اثرات، قوت واہمہ کے تخیلات، رذائل اخلاق اور بشری کمزوریوں سے کلیۃً مبرا اور آزاد نہیں ہو سکتے، اس کے فیصلے اور اس کے اخذ کئے ہوئے نتائج و احکام اور "علوم و معارف" ان کمزوریوں کے رنگ میں رنگ کر اور ان کا اثر قبول کر کے ظاہر ہوتے ہیں، ان میں اکثر ان مقدمات کی کارفرمائی ہوتی ہے، جو اس کے نزدیک مسلّم اور بدیہی اور حقیقتاً خلاف واقع اور فرضی ہوتے ہیں، ان صحیح اور غیر صحیح مقدمات میں تمیز کرنا، اس کے اپنے ذاتی رجحان کی بنا پر ناممکن ہوتا ہے، ان کے مکاتیب اس طرح کے معارف و حقائق سے پُر ہیں، اور اس سلسلہ میں ان کا مطالعہ

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مصنف کی کتاب "مذہب و تمدن"

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ان کا طویل مکتوب ۳/۲۳ بنام خواجہ ابراہیم قبادیانی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہایت مفید اور ایمان افروز ہے۔

اللہ نے قرآن کی ایک عظیم الشان سورہ "سورہ الصّٰفّٰت" (جس میں مشرکین کی گمراہی، ان کی بداعتقادی اور اللہ کی طرف ان امور کی نسبت کی تردید کی ہے، جو ذات باری کے شایان شان نہیں ہیں) کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(سورۃ الصّٰفّٰت ۔ ۱۸۰۔۱۸۲)

"یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں تمہارا پروردگار جو صاحب عزت ہے اس سے پاک ہے اور پیغمبروں پر سلام اور سب طرح کی تعریف خدائے رب العالمین کو سزاوار ہے۔"

یہ تینوں آیتیں ایک طلائی زنجیر کی کڑیاں ہیں، جو ایک دوسرے سے پیوست ہیں، کیونکہ جب اللہ نے اپنی ذات کو مشرکین کی لغو اور بیہودہ باتوں سے منزہ فرمایا تو انبیائے کرام کا بھی ذکر کیا، جنھوں نے خدا کی کامل تنزیہ و تقدیس کو اجاگر کیا، اور اللہ کے صحیح اوصاف بیان کئے، اللہ نے ان پر سلام بھیجا، اور ان کی تعریف کی کیونکہ مخلوق سے خالق کے صحیح تعارف اور خالق کے صحیح صفات سے روشناس کرانے کا سہرا انھیں کے سر ہے، اور ان کی بعثت مخلوق پر احسان، انسانوں کے لئے نعمت اور اللہ کی ربوبیت، رحمت اور حکمت کا تقاضا ہے، اس لئے اس سلسلہ کو ختم کرتے ہوئے فرمایا:

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

"اور ساری تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں جو سارے جہاں کا رب ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانیؒ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے ایک

www.abulhasanalinadwi.org

مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء بہترین موجودات ہیں، اور بہترین دولت ان کے سپرد کی گئی، اولیاء کی انتہا انبیاء کی ابتدا ہے نہ کہ عکس، نبوت کی پیروی میں قرب بالفرائض حاصل ہوتا ہے، کمالات و لایت کمالات نبوت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو سمندر سے ہوتی ہے''۔(۱)

انبیاء اور نبوت کی فضیلت کے بارہ میں انھوں نے اور ان کے ایک پیشرو محقق و عارف مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ نے اپنے مکاتیب میں بڑے بلند معارف وحقائق کا اظہار فرمایا ہے مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ولایت میں سینہ کی تنگی کی وجہ سے مخلوق کی طرف پوری توجہ نہیں ہوسکتی (اس لئے ان سے وہ ہدایت اور نفع عام نہیں ہوتا جو انبیاء سے ہوتا ہے) اور نبوت میں سینہ کی انتہائی فراخی اور کشائش کی وجہ سے نہ توجہ حق، توجہ خلق سے مانع ہوتی ہے، اور نہ توجہ خلق، توجہ حق میں حائل ہوتی ہے''۔ (۲)

مخدوم صاحب فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء کی ایک سانس تمام اولیاء کی پوری زندگی سے افضل ہے، انبیاء کا جسم خاکی اپنی صفائی و پاکیزگی، اور قرب خداوندی میں اولیائے کرام کے دل اور ان کے سر اور راز و نیاز کے برابر ہے، ان کے جسم کو وہاں لے جاتے ہیں، جہاں دوسرے کا راز و نیاز پہنچ سکتا ہے'' (۳)

(۱) مکتوبات ص ۸۷۔۸۸ اور ص ۱۲۳ جلد اول (۲) مکتوبات ص ۱۱۲ جلد اول (۳) مکتوب بستم

www.abulhasanalinadwi.org

فلسفہ یونان کی ناکامی کا راز

یہی وجہ ہے کہ جو بھی انبیاء کے بتائے ہوئے طریقوں کے علاوہ اللہ کی ذات وصفات اور اسمائے حسنیٰ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے، اور اس دنیا سے اللہ کے تعلق اور اس تعلق کی کیفیت، اللہ کی قدرت، اس کے احکام، اور اس دنیا میں ان احکام کے اثرات کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اس کے لئے اپنی عقل، اپنے علم، اپنی ذہانت وذکاوت، کسی علم وہنر سے واقفیت بعض کوششوں میں کامیابی اور علمی میدان میں معمولی یا عظیم الشان کارناموں پر اعتماد کرتا ہے، اس کی ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے، اور سوائے سرگردانی اور گمراہی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا اور ان پر اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے۔

هَآ اَنْتُمْ هٰٓـؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ (سورہ آل عمران۔۶۶)

"تم لوگ جھگڑ چکے جس میں تم کو کچھ خبر تھی، اب کیوں جھگڑتے ہو، جس بات میں تم کو کچھ خبر نہیں، اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے ہو۔"

یونان کے قدیم الٰہیاتی فلسفہ اور اس کے مفکرین اور ماہرین کی ناکامی اور گمراہی کا یہی راز ہے، ان کی بے نظیر ذکاوت وفطانت، ان کے علمی وادبی شاہکار، ان کی باکمال اور سحر انگیز شاعری بڑے بڑے رزم ناموں اور ریاضی، ہندسہ، اقلیدس، طبیعات، نجوم اور فلکیات کی مہارت نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا، اور انھوں نے سمجھا کہ مابعد الطبیعیات اور الٰہیات میں بھی وہ اسی طرح کامیاب رہیں گے، چنانچہ

انھوں نے الٰہیات کے مسائل اور خدا کی ذات اور اس کی صفات کے موضوع پر بھی طبع آزمائی کی۔

لیکن اس دماغ سوزی کا جو نتیجہ انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، وہ بوالعجبیوں کا ایک مرقع، داناؤں کی نادانی کا ایک شاہکار اور باہم متضاد و مختلف اقوال و آراء اور قیاسات اور دعاوی کا مجموعہ ہے، حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے اس پر بالکل صحیح تبصرہ فرمایا ہے۔

''تہ بہ تہ تاریکیاں ہی تاریکیاں، اگر کوئی انسان اس طرح کا اپنا خواب بیان کرے تو اس کو سوءِ مزاج کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ (۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرح کی چیزوں سے ایک دیوانہ بھی کیسے مطمئن ہوسکتا ہے، اور کہاں یہ عقلا جو بزعم خود بال کی کھال نکالتے ہیں۔'' (۲)

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فلاسفہ اور حکماء کے اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ارباب عقل ان لوگوں کے کلام پر غور کریں، جن کو اپنی عقل اور تحقیق کا اتنا غرہ ہے کہ انبیائے کرام کی بتائی ہوئی باتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں، اپنی حکمت کی انتہا اور فلسفہ کے اعلیٰ معیار پر بھی دیوانوں جیسی باتیں کرتے ہیں، اور ثابت شدہ و متعین حق کو اپنی پرفریب اور شکوک میں مبتلا کرنے والی باتوں سے رد کر دیتے ہیں، اور واضح اور مشہور باطل کو قبول کر لیتے ہیں۔'' (۳)

(۱) تہافت الفلاسفہ ص ۳۰ (۲) تہافت الفلاسفہ ص ۳۲ (۳) موافقہ صراتح المعقول

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''الٰہیات کے بارے میں جب معلم اول (ارسطو) کے کلام پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ اور ایک پڑھا لکھا آدمی اس کو غور سے دیکھتا ہے تو وہ اضطراراً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان فلاسفہ یونان سے بڑھ کر رب العالمین کی معرفت سے کوئی بے بہرہ اور نا آشنا نہیں تھا، وہ دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہے، جب دیکھتا ہے کہ کچھ لوگ، یونان کی الٰہیات کا پیغمبروں کے علوم و تعلیمات سے مقابلہ کرنے لگتے ہیں، اس کو یہ بات ایسی ہی نظر آتی ہے، جیسے کوئی لوہاروں کا فرشتوں سے یا گاؤں کے زمینداروں کا شاہان عالم سے مقابلہ کرنے لگے۔'' (۱)

مجدد الف ثانیؒ حضرت شیخ احمد فاروقیؒ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''عقل اگر اس مسئلہ میں کافی ہوتی تو فلاسفۂ یونان جنھوں نے عقل کو اپنا مقتدیٰ بنایا تھا، گمراہی کے بیابان میں نہ بھٹکتے اور حق تعالیٰ کو، اور دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ پہچانتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے معاملہ میں جاہل ترین شخص یہی لوگ ہیں کہ انھوں نے حق سبحانہ، کو بیکار اور معطل سمجھ لیا ہے۔''

پھر ان کے عجیب و غریب اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں:

''عجیب بات یہ ہے کہ ایک گروہ ان احمقوں (حکماء یونان) کو حکماء کے لقب سے یاد کرتا ہے، اور حکمت کی طرف ان کو منسوب کرتا ہے، ان (فلاسفہ) کے اکثر مسائل خصوصاً الٰہیات

(۱) الرد علی المنطقیین ص ۳۹۵

www.abulhasanalinadwi.org

میں (جو مقصد اعلیٰ ہے) غلط ہیں، اور کتاب وسنت کے مخالف، حکماء کا ان کو لقب دینا، جن کا سرمایہ جہل مرکب ہے، آخر کس لحاظ سے ہے؟ ہاں طنز و مذاق کے طور پر ہوسکتا ہے، یا اس طرح جس طرح نابینا کو بینا کہا جائے"۔(۱)

انھیں لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے۔

اَشَہِدُوْا خَلْقَھُمْ ط سَتُکْتَبُ شَھَادَتُھُمْ وَیُسْئَلُوْنَ ۝

(سورہ الزخرف۔۱۹)

"کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے عنقریب ان کی شہادت لکھ لی جائے گی اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔"

مَآ اَشْھَدْ تُّھُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِھِمْ ص وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ۝

(سورہ الکہف۔۵۱)

"میں نے ان کو نہ تو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار بناتا۔"

عہد اسلامی کے فلسفہ کی لغزش

افسوس کہ ہمارا اسلامی فلسفہ (علم کلام) جو یونان کے ملحدانہ فلسفہ کا مقابلہ کرنے کے لئے عالم وجود میں آیا تھا، وہ بھی اسی رجحان سے متاثر ہوگیا، اور ایسے مسائل میں تفصیلی بحثیں کی گئیں، جن کے نہ تو اصول ومبادی انسانوں کو معلوم تھے،

(۱) مکتوب ۲۳/۳

www.abulhasanalinadwi.org

نہ وہ ان کے مقدمات کا صحیح علم رکھتے تھے، اس میں بھی وہی بے قابو فلسفیانہ روح سرایت کر گئی جو اپنی قدر و قیمت نہیں پہچانتی اور حدود سے تجاوز کر جاتی ہے، یہاں بھی ذات باری سے متعلق، مسائل اور اسماء و صفات کی تاویل میں وہی باریکیاں اور بال کی کھال نکالنے کی کوشش نظر آتی ہے، اور لوگوں نے ان مسائل میں اتنی تفصیل سے کام لیا، اور ایسا تجزیہ اور ایسی تشریح کی ہے، جیسے وہ کسی سائنسی تجربہ گاہ (LABORATORY) میں کھڑے ہوں، اور تمام اجزاء کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ تعالیٰ اللہ عن ذالك ۔

انبیائے کرام کا امتیاز

انبیائے کرام (صلوات اللہ علیہم) کا اس حیات بخش علم میں کوئی سہیم و شریک نہیں، جس کے بغیر نہ انسانوں کو سعادت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ نجات مل سکتی ہے۔ وہ علم جس کی روشنی میں انسان اپنے خالق اور اس کائنات کو وجود بخشنے والی ذات، اس کی اعلیٰ صفات اور اس کے اور بندوں کے باہمی تعلق کی نوعیت معلوم کرتا ہے، اسی کی روشنی میں انسان کی ابتدا اور اس کی انتہا معلوم ہوتی ہے، اور اس دنیا میں اس کا مقام اور رب کے مقابلہ میں انسان کا موقف متعین ہوتا ہے، اور اللہ کو راضی کرنے، غصہ دلانے اور آخرت میں انسان کو خوش نصیب و کامران یا ناکام و نامراد بنانے والے امور و اعمال اور انسان کے عقائد، اعمال اور اخلاق و عادات کے خواص، ان کی جزا و سزا اور انسانوں سے صادر ہونے والے اقوال، اعمال اور اعتقادات کے نتیجہ میں ملنے والے ثواب یا عذاب اور طویل مدت تک اثر انداز ہونے والے اہم نتائج کی نشاندہی ہوتی ہے، اور یہی وہ علم ہے جس کو " علم النجاۃ" کہا جا سکتا ہے۔

انبیائے کرام ارفع و اعلیٰ صلاحیتوں، احساس کی لطافت و نزاکت اور فطری

www.abulhasanalinadwi.org

ذہانت و ذکاوت کے مالک ہونے کے باوجود اپنے زمانہ کے مروجہ اور عام علوم میں دخل نہیں دیتے، نہ ان علوم وفنون میں اپنے کمال یا اپنی مہارت کا دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ وہ تمام چیزوں سے بالکل الگ صرف اس فریضہ کی ادائیگی اور اسی خدمت کے انجام دینے میں مشغول رہتے ہیں، جن کے لئے وہ مبعوث کیے گئے ہیں، جن کے مامور بنائے گئے ہیں، اور جن پر انسان کی شقاوت وسعادت کا دارومدار ہے، وہ انھیں علوم کو دوسروں تک پہنچانے کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔

انبیاء کی تعلیمات سے بے نیازی کا انجام

مہذب اور ترقی یافتہ قومیں جو اپنے اپنے زمانہ میں، تہذیب و ثقافت، ذہانت اور علمی ایجادات میں بلند ترین معیار پر پہنچی ہوئی تھیں وہ بھی انبیائے کرام کی لائی ہوئی تعلیمات اور ان کے مخصوص علم کی اتنی ہی ضرورت مند تھیں جتنا کہ دریا میں ڈوبنے والا سہارے کے لئے کسی کشتی کا محتاج ہوتا ہے یا زندگی سے مایوس مریض کو اکسیر دوا کی ضرورت ہوتی ہے، ان ترقی یافتہ قوموں کے افراد اس مخصوص اور ضروری علم کے اعتبار سے (دوسرے علوم یا تہذیب و تمدن میں جتنے بھی آگے رہے ہوں) طفل شیر خوار، جاہل محض اور تہی دست و بے بضاعت تھے، اور انھوں نے اپنی علمی کامیابیوں اور تمدنی ترقیات کے باوجود جب اس علم کو رد کر دیا اور اس کا مذاق اڑایا، تو انھوں نے اپنے لئے اور اپنے قوم و معاشرہ کے لئے تباہی و ہلاکت کو دعوت دی، متعدد ترقی یافتہ اور متمدن قومیں جو علم و ادب کے بیش بہا خزانوں سے مالا مال تھیں اور ذکاوت و عبقریت میں جن کی مثال دی جاتی تھی، اس انکار، تکبر، غرور، خود پرستی اور اپنے علوم اور صنعتوں پر فخر کا شکار ہو چکی ہیں، اپنے زمانہ کے نبی کی لائی ہوئی تعلیمات کو انھوں نے حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا، اس سے بے نیازی برتی،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کو بیکار اور بے قیمت سمجھا، تو وہ اسی غرور ہی کی نذر ہو گئیں، اور وہ حماقت جو اعلیٰ ذہانت نظر آتی تھی، وہ تنگ نظری جس کو اس وقت دور اندیشی اور حقیقت شناسی کہا جاتا تھا، ان کو لے ڈوبی اور انھوں نے اپنے کیئے کا مزہ چکھ لیا۔

انبیاء کے علم اور دوسرے علوم اور صنعتوں کا تقابل

انبیائے کرام (علیہم السلام) کے علم اور دوسرے علماء اور حکماء کے فنون کا واضح فرق ایک کہانی سے بالکل ظاہر ہو جاتا ہے، آپ لوگوں نے اسے سنا تو ضرور ہوگا، لیکن شاید اس طرح اس فرق پر منطبق نہ کیا ہوگا، اور نہ یہ بلیغ حکمت معلوم کی ہوگی اور معاف کیجئے گا، یہ کہانی آپ ہی لوگوں یعنی طلبہ ہی کے طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔

"راوی صادق البیان کہتا ہے کہ ایک بار چند طلبہ تفریح کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوئے، طبیعت موج پر تھی، وقت سہانا تھا، ہوا نشاط انگیز اور کیف آور تھی، اور کام کچھ نہ تھا، یہ نو عمر طلبہ خاموش کیسے بیٹھ سکتے تھے، جاہل ملاح دلچسپی کا اچھا ذریعہ، اور فقرے بازی، مذاق و تفریح طبع کے لئے نہایت موزوں تھا، چنانچہ ایک تیز وطرار صاحبزادہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا، چچا میاں آپ نے کون سے علوم پڑھے ہیں"؟

ملاح نے جواب دیا "میاں میں کچھ پڑھا لکھا نہیں"۔

صاحبزادہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "ارے آپ نے سائنس نہیں پڑھی"؟

ملاح نے کہا "میں نے تو اس کا نام بھی نہیں سنا"۔

دوسرے صاحبزادہ بولے "اقلیدس اور الجبرا تو آپ ضرور جانتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں گے'' ؟

ملاح نے کہا، ''حضور یہ نام میرے لئے بالکل نئے ہیں''۔

اب تیسرے صاحبزادہ نے شوشہ چھوڑا، مگر آپ نے جغرافیہ اور تاریخ تو پڑھی ہی ہوگی''؟

ملاح نے جواب دیا، ''سرکار یہ شہر کے نام ہیں یا آدمی کے''؟

ملاح کے اس جواب پر لڑکے اپنی ہنسی نہ ضبط کر سکے، اور انھوں نے قہقہہ لگایا۔

پھر انھوں نے پوچھا'' چچا میاں تمہاری عمر کیا ہوگی''؟

ملاح نے بتلایا'' یہی کوئی چالیس سال'' لڑکوں نے کہا،'' آپ نے اپنی آدھی عمر برباد کی اور کچھ پڑھا لکھا نہیں'' ملاح بیچارہ خفیف ہو کر رہ گیا، اور چپ سادھ لی۔

قدرت کا تماشا دیکھئے کہ کشتی کچھ ہی دور گئی تھی کہ دریا میں طوفان آ گیا، موجیں منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی تھیں، اور کشتی ہچکولے لے رہی تھی، معلوم ہوتا تھا کہ اب ڈوبی تب ڈوبی، دریا کے سفر کا لڑکوں کا پہلا تجربہ تھا، ان کے اوسان خطا ہو گئے چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں، اب جاہل ملاح کی باری آئی، اس نے بڑی سنجیدگی سے منہ بنا کر پوچھا، ''بھیا تم نے کون کون سے علم پڑھے ہیں؟''

لڑکے اس بھولے بھالے جاہل ملاح کا مقصد نہیں سمجھ سکے اور کالج یا مدرسہ میں پڑھے ہوئے علوم کی لمبی فہرست گنانی شروع کر دی اور جب بھاری بھرکم اور مرعوب کن نام گنا چکے تو

www.abulhasanalinadwi.org

اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا، ''ٹھیک ہے یہ سب تو پڑھا، لیکن کیا پیراکی بھی سیکھی ہے؟'' اگر خدانخواستہ کشتی الٹ جائے تو کنارہ کیسے پہنچ سکوگے''؟

لڑکوں میں کوئی بھی پیرنا نہیں جانتا تھا، انھوں نے بہت افسوس کے ساتھ جواب دیا'' چچا جان! یہی ایک علم ہم سے رہ گیا ہے، ہم اسے نہیں سیکھ سکے۔''

لڑکوں کا جواب سن کر ملاح زور سے ہنسا، اور کہا'' میاں میں نے تو اپنی آدھی عمر کھوئی مگر تم نے تو پوری عمر ڈبوئی، اس لئے کہ اس طوفان میں تمہارا پڑھا لکھا کچھ کام نہ آئے گا، آج پیراکی ہی تمہاری جان بچا سکتی ہے، اور وہ تم جانتے ہی نہیں۔''

ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کرنے اور تہذیب وتمدن کے بلند معیار پر پہنچنے والی تمام قوموں کی یہی حالت ہے، خواہ وہ علم وادب کے دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ہی کیوں نہ رہی ہوں، یا انسانوں کے تمام علوم حکمتوں، ایجادات اور اس وسیع دنیا میں چھپے ہوئے خزانوں کے اکتشافات میں پوری دنیا کی امام ہی کیوں نہ رہی ہوں، لیکن وہ اس علم سے ناواقف تھیں جس سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، جس کے ذریعہ خالق تک پہونچا جا سکتا ہے، جس کے سہارے ساحل مقصود تک رسائی اور طوفان سے نجات کا حصول ممکن ہے، جو اعمال اور میلانات کو درست رکھتا، خواہشات اور شہوات کو قابو میں کرتا ہے، اخلاق کو صالح اور نفس کو مہذب بناتا ہے، برائیوں سے روکتا اور بھلائیوں پر ابھارتا ہے، دل میں اللہ کا خوف اور خشیت پیدا کرتا ہے، اور جس کے بغیر نہ معاشرہ کی اصلاح ہو سکتی ہے، نہ تہذیب وتمدن کی حفاظت، جو انسان کو انجام کی فکر اور آخرت کے

www.abulhasanalinadwi.org

لئے تیاری پر آمادہ کرتا ہے، انانیت اور خود پرستی کے جذبات فرو کرتا ہے، دنیا کی حقیر چیزوں کی حرص و ہوس سے آزادی دلاتا ہے، احتیاط اور توازن کا راستہ دکھاتا ہے، اور غیر مفید اور بے نتیجہ کوششوں سے باز رکھتا ہے۔

اللہ نے ان قوموں کا قصہ قرآن میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے، جو غرور و تکبر کے نشہ میں مست تھیں اور انھوں نے اپنے معاصر انبیاء کرام کو ذلیل و حقیر سمجھا جو اس زمانہ کے رائج علوم میں امتیازی شہرت نہیں رکھتے تھے۔

فَلَمَّآ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (سورہ مومن۔۸۳)

''اور جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو علم ان کے خیال میں ان کے پاس تھا اس پر اترانے لگے اور جس چیز سے تمسخر کیا کرتے تھے، اس نے ان کو آن گھیرا۔''

رسول کی بعثت کے بعد انکار کی گنجائش نہیں

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بھی ہر اس قوم کی یہی حالت ہے، جو علم، حکمت، صنعت اور تمدن کے بلند مدارج طے کر چکی اور اس کے تکبر و غرور اور اپنے علوم، ترقیات اور ماہر فن باکمالوں پر ضرورت سے زیادہ اعتماد نے رسولؐ کے لائے ہوئے بہترین اور ضروری علم سے اس کو روک رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اختیار کرنے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی اجازت نہ دی۔

ہمارے زمانہ کی ترقی یافتہ قوموں کی مثال بھی یہی ہے، جو اس قیامت تک باقی رہنے والے دین سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں، اور اس مرکز انوار سے روشنی کی

www.abulhasanalinadwi.org

کرنیں اپنے دامن میں سمیٹ سکتی ہیں، جلد ہی ان قوموں کے انکار، تکبر اور استغنا کا نتیجہ ظاہر ہو جائے گا، ان کی جاں بلب تہذیب کی لاش کا تعفن پھیل جائے گا، اور ان کے تمدن کی عمارت زمین پر آرہے گی۔

اسلامی ممالک کے لئے عظیم خطرہ

مسلم اور عرب ممالک کا رویہ اور تعجب خیز ہے کہ وہ اس حیات بخش اور قیمتی علم سے اعراض اور اس سے استفادہ سے پہلوتہی کر رہے ہیں، اور اس کے بجائے مغربی تہذیب، مادی قدروں، جاہلی زندگی اور قومی یا اشتراکی فلسفوں پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں، یہ ان کے لئے عظیم ترین خطرہ ہے، جس کا کوئی مداوا نہیں، اسی اعراض کی سزا میں وہ افتراق و اختلاف میں مبتلا ہیں، ہنگامے اور آئے دن کے انقلابات ان کو تباہ کر رہے ہیں، ان میں بغض و حسد جیسے مہلک امراض پیدا ہو گئے ہیں، ان کی ہوا اُکھڑ گئی اور وہ دشمنوں کی نظر میں ذلیل ہو گئے ہیں۔

علماء محققین اور انبیاء کرام کا فرق ایک تمثیل میں

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں دوسرے علماء و محققین اور ارباب فضل و کمال کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی بہت بڑے آباد ترقی یافتہ اور منظم شہر میں مختلف ذوق اور مناسبت رکھنے والے ارباب علم و حکمت داخل ہوں۔

ایک جماعت آتی ہے، جس کی دلچسپیوں کا مرکز علم تاریخ ہے تو وہ اس قدیم شہر کی تاریخ دریافت کرے گی کہ کس نے یہ شہر آباد کیا، کب اس کی بنیاد پڑی، اس میں ترقی کب کب ہوئی، کن حادثات سے اسے دوچار ہونا پڑا، اور کون کون سی حکومتیں کن کن اوقات میں آتی رہیں؟

www.abulhasanalinadwi.org

ایک اور جماعت اسی شہر میں آتی ہے، اس کی تلاش و تحقیق کا موضوع آثارِ قدیمہ ہیں، تو وہ قدیم آثار تلاش کرے گی، شہر کے تاریخی حصوں کی کھدائی کرے گی، اور اس سے نکلی ہوئی چیزوں اور کتبات کا مطالعہ کر کے ان کے زمانوں کو متعین کرے گی، قدیم برباد شدہ تہذیبوں اور پرانے عادات و اطوار کا پتہ لگائے گی۔

کچھ اور لوگ اسی شہر کا رخ کرتے ہیں، جن کا خاص فن جغرافیہ ہے، ان کی دلچسپیاں جغرافیہ ہی تک محدود رہتی ہیں، وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اس شہر کے حدود اربعہ کیا ہیں، اس کا رقبہ کتنا ہے، شہر کا جغرافیائی محل وقوع کیا ہے، اس کے گردو پیش کے پہاڑ اور اس پر سایہ فگن چوٹیاں کیسی ہیں، شہر کا سینہ چیرنے والی نہریں کون کون سی ہیں، اور وہ کہاں سے گزرتی ہوئی اس شہر تک پہنچتی ہیں۔

ایک اور طبقہ داخل ہوتا ہے، جس کی جولانگاہ میدان شعر و ادب ہے، اور اس مزین و منظّم شہر کا حسن و جمال، اس کے دلکش مناظر، صبح و شام، دل و دماغ کو معطر کرنے والی نازک خرام ہوائیں اور باغات میں لہلہاتے ہوئے رنگ برنگے گل بوٹے اس کو متاثر کرتے ہیں، اس کے دل کی کلی کھل جاتی ہے، اور اس کی صلاحیتیں اور شاعرانہ کمالات، نازک خیالات، بلند معانی سے مزین اور فصاحت و بلاغت سے آراستہ اشعار کا ایک دیوان مرتب کر دیتے ہیں۔

کچھ اور لوگ اس شہر کا رخ کرتے ہیں، ان کی تلاش و تحقیق کا رخ زبان اور فلسفۂ زبان کی طرف ہوتا ہے، وہ لوگ اہل شہر کی زبان کو اپنا موضوع بناتے ہیں، اور اس زبان کی ابتداً اس کی نشو و نما، اس کی ترقی کے مدارج اور دوسری زبانوں سے اس کے تعلق کا مطالعہ کرتے ہیں اس زبان کی اصل کا پتہ لگاتے ہیں، درمیان کی گم شدہ کڑیاں تلاش کرتے ہیں، الفاظ کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں، زبان کے قواعد مرتب کرتے ہیں، اور رسم الخط کا مطالعہ کرتے ہیں، اور اس کے بارہ میں تحقیقات عمل میں

www.abulhasanalinadwi.org

لاتے ہیں۔

اہل علم وفن کی یہ ساری جماعتیں انتہائی ضروری اور قابل قدر ہیں، ان میں سے کسی کی تنقیص یا کسی کی جانب سے بے توجہی نہیں برتی جاسکتی، ہر ایک کا اپنا رجحان، ذوق اور اس کے مطالعہ کا موضوع رہتا ہے، اسی کے مطابق اس کی صلاحیتیں اپنا عمل کرتی ہیں، لیکن یہ تمام طبقے اپنی قدر و قیمت اور اپنی اہمیت کے باوجود اس وقت تک خطرہ سے نہیں نکل سکتے ہیں، جب تک کہ اس شہر کے متعلق چند انتہائی ضروری امور نہ معلوم کرلیں کہ اس کا حاکم کون ہے، اس کا نظام حکومت کیسا ہے، اور وہ قوانین کون سے ہیں، جن کے سامنے تمام لوگوں کو (رجحانات اور صلاحیتوں کے اختلافات کے باوجود) سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے، اس شہر یا ملک کی شہریت حاصل کرنے کے کیا اصول ہیں، اس کے بسنے والوں پر کتنے ٹیکس واجب ہیں، اس پر آباد ہونے کے قواعد کیا ہیں؟ یہاں کیا کیا چیزیں ممنوع اور خلاف قانون ہیں، جن کا ارتکاب ان کو مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے، اور اس طرح کی اور بہت سی چیزیں جو اس منظّم اور ترقی یافتہ شہر میں باعزت اور پر سکون زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہیں۔

مثالی شہر میں انبیاء کا خاص فریضہ

اسی مثالی اور ترقی یافتہ شہر میں ایک اور جماعت داخل ہوتی ہے، صلاحیتوں میں کامل، صحیح اور نفع بخش قوتوں کی مالک، نازک احساس اور لطیف و پاکیزہ ذوق سے مزین، انسانی خوبیوں میں سے کسی چیز کی کمی نہیں، لیکن اس کے عزائم بالکل الگ ہیں، اس کی دعوت اور اس کا طریقہ کار ان لوگوں کی دعوت اور طریق کار سے بالکل جدا ہے، وہ براہ راست اس منظّم شہر کے مرکز اور اس کی قوت، زندگی اور تنظیم کے اصل سرچشمہ تک پہنچتی ہے، بلکہ اس شہر کا مختار کل خود اس جماعت کی انگلی پکڑ کر

www.abulhasanalinadwi.org

اصل مرکز تک لے جاتا ہے، اور یہ مقدس جماعت براہ راست اس سے احکام و فرامین حاصل کرتی ہے، اور اسے شہر کے تمام لوگوں تک پہنچاتی ہے، وہ اس شہر کی تنظیمی قوت یا تنظیمی ادارہ اور اس کے شہریوں کی درمیانی اور اہم کڑی بن جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہر کے تمام لوگ اور علماء و فضلاء کے تمام طبقے اپنی زندگی کے تمام شعبوں اور امن و سکون کے ساتھ علمی و تحقیقی مشاغل کے انہماک میں اس مقدس جماعت کے احسان مند ہیں، کیونکہ یہ سارے علوم و فنون اس خاص علم و معرفت کے زیر سایہ پرورش پاتے اور نشو و نما کے مراحل طے کرتے ہیں، جس کی تعلیم یہ مقدس جماعت دیتی ہے، جس کی تبلیغ تمام لوگوں میں کرتی ہے، دن رات اسی کی فکر میں رہتی ہے، اور اسی کے زیر سایہ زندگی گزارنی ہے، اگر یہ معلومات نہ ہوں اور یہ مبارک جماعت نہ ہو تو دوسری ساری جماعتیں لاعلمی اور جہالت کا شکار ہو جائیں گی، ان سے خلاف قانون حرکتیں سرزد ہوں گی انھیں گرفتار کیا جائے گا، اور جیل خانوں میں بھرا جائے گا اور انکے تمام علوم، تمام حکمتیں، ساری کدو کاوش اور ایجادات ان کے کچھ کام نہ آئیں گی، کیونکہ ان تمام علوم و تحقیقات اور اس نظام کی (جو ان تمام وحدتوں کو ایک سلسلہ میں پروتا ہے) بنیاد ہے، اس وسیع و عریض شہر کے انتظام کرنے، اسے چلانے والے اور مختار کل کی ذات کی معرفت اور اس اصل مرکز کی معرفت، جس کے گرد اس شہر کی زندگی گردش کرتی ہے، یہی وہ معرفت ہے، جس کے لئے انبیاء کرام مخصوص کئے گئے، جو انھیں کی ذات سے وابستہ ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

(سورہ انعام۔۷۶)

"اور ہم اسی طرح ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات

www.abulhasanalinadwi.org

دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں۔"

مقدس ترین فریضہ

اس معرفت کی اہمیت کہیں زیادہ ہو جاتی ہے، اگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری بیان کی ہوئی مثال میں معاملہ صرف حاکم اور منتظم ہی کا نہیں بلکہ اس شہر کا حاکم اور منتظم، اس کا خالق بھی ہے، جس نے اس کو وجود بخشا ہے، اس پر زندگی کی لہریں دوڑائی ہیں، اس کی ضرورت کی تمام چیزیں اور آسانیاں فراہم کی ہیں، وہ روزی رساں ہے، سخی ہے، رحمت و مغفرت والا ہے، اپنی مخلوقات سے اس سے زیادہ محبت رکھتا ہے، جو ماں کو اپنے بچے سے ہوتی ہے، ذیل کی آیت قرآنی سے معلوم ہوگا کہ اس کا تعلق اس کائنات اور مخلوق سے کتنا وسیع، عمیق اور محیط ہے، اور وہ کن صفات اور اسمائے حسنٰی سے موصوف ہے، جن کی تجلی اس عالم کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

(سورہ الحشر۔۲۲۔۲۴)

"وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، وہی خدا ہے، جس

www.abulhasanalinadwi.org

کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، بادشاہ حقیقی، پاک ذات، ہر عیب سے سالم، امن دینے والا نگہبان، غالب زبردست، بڑائی والا خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے، وہی خدا تمام مخلوقات کا خالق ایجاد و اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں، جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔"

لہٰذا انسان کو ودیعت کی ہوئی عقل کی ساری صلاحیتیں صرف کر کے اس کی معرفت کی تحصیل، دل کی گہرائیوں میں، اس کی محبت تمام اعضاء و جوارح سے، اس کی اطاعت اور اس کی رضامندی، اس کا قرب اور اس کی رحمت و توجہ کی تحصیل میں انتہائی محنت و مشقت ہی سب سے اہم فریضہ ہے، سب سے مقدس کام، انسانیت اور شرافت کا تقاضا ہے، عقل سلیم اور صالح فطرت کا صحیح مطالبہ ہے۔

انسانوں کے مختلف طبقات، ان کی سرگرمیوں اور ان کی دعوتوں کے مقابلہ میں یہ ہے انبیائے کرام علیہم السلام ان کی سرگرمیوں اور ان کی دعوت کا مقام بلند، یہ مقدس طبقہ انسانیت کے لئے اتنا ہی ضروری ہے، جس قدر جسم کے لئے روح، کام کے لئے عقل اور انسان کے لئے روشن آنکھیں، اور دنیا ان کے بغیر (اپنے تمام علوم، ادبیات، تہذیب، ثقافت، صنعت اور حرفت کے باوجود) کلیۃً تیرہ و تار اور مکمل بحرِ ظلمات ہے۔

ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط إِذَآ أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ط وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۝ (سورہ النور۔۴۰)

www.abulhasanalinadwi.org

"غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر ایک چھایا ہوا جب
اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو
کہیں بھی روشنی نہیں مل سکتی۔"

انسانیت کی خیر و برکت اور تمدن کے ارتقاء کا بنیادی سبب

انبیائے کرام صرف معرفت صحیحہ اور علم الیقین ہی کے مرکز و منبع نہیں ہیں، بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ انسانی معاشرہ کو ایک اور بے بہا دولت بھی عطا کرتے ہیں، جس پر انسانیت کی خیر و برکت اور تمدن کی تعمیر و ترقی کا پورا پورا دارو مدار ہے، اور وہ قیمتی سرمایہ ہے، بھلائی سے محبت اور برائی سے نفرت کا مقدس ترین جذبہ، اور شر کی قوتوں اور اس کے مرکز کو پاش پاش کرنے اور خیر کی توسیع و ترقی کے لئے قربانیاں دینے کا مبارک عزم، اور انسان کی تمام ترقیات سربلندیوں اور ناقابل فراموش کارناموں کا اصل اور اساسی سبب یہی مقدس جذبہ اور مبارک عزم ہی ہے، کیونکہ تمام اسباب و وسائل، ساز و سامان اور تجربہ و تحقیق کے ادارے انسان کے عزم و ارادہ کے تابع ہیں، تمام کارناموں کی اساس یہ ہے کہ انسان ارادہ کرے، اور اس بھلائی کا اصل ماخذ و منبع ہمیشہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات رہی ہیں، انھوں نے اپنی بعثت کے زمانہ میں اپنی قوم و امت اور اپنے پورے معاشرہ میں خیر کی محبت اور شر سے نفرت کے جذبہ کو پروان چڑھایا، حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت ان کی طبیعت اور فطرت میں داخل کرنے کی کوشش کی اور طویل انسانی تاریخ میں جب بھی یہ جذبہ کمزور پڑا، انسانوں کی فطرت میں تغیر رونما ہوا، اور ان میں بہیمیت اور درندگی کے آثار ظاہر ہوئے، جیسا کہ ہم قرآن میں بیان کئے ہوئے مختلف قوموں کے حالات میں مشاہدہ کرتے ہیں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

www.abulhasanalinadwi.org

نے فوراً اس کا علاج کیا، اور قساوت و بہیمیت کو رحمت و رافت اور شرافت و انسانیت میں بدل دیا، انھوں نے اپنی اعلیٰ تعلیمات کی اشاعت کی، اس کے لئے مسلسل ومتواتر جدو جہد کی، عیش و آرام کی پروانہیں کی، عزت و وقار کا خیال نہیں کیا، حتیٰ کہ اپنے جسم و جان کی فکر نہیں کی، اور اسی مسلسل و جانکاہ محنت و مشقت کے نتیجہ میں انسانیت سے عاری حیوانوں اور پھاڑ کھانے والے درندوں میں ایسے نیک نفس لوگ پیدا ہوئے جن کے انفاس سے دنیا معطر ہوگئی، جن کے حسن و جمال سے انسانیت کی تاریخ میں دل کشی ورعنائی آ گئی، جو رفعت و منزلت میں فرشتوں سے بھی آگے نکل گئے، اور انھیں برگزیدہ مثالی اور قابل تقلید نفوس کی برکت سے تباہ و برباد ہونے والی انسانیت کو نئی زندگی مل گئی، عدل و انصاف کا دوردورہ ہو گیا، کمزوروں میں طاقت والوں سے اپنا حق وصول کرنے کی ہمت و طاقت پیدا ہوئی، بھیڑیوں نے بکریوں کی گلہ بانی کی، فضاؤں میں رحم و کرم کی خنکی چھا گئی، الفت و محبت کی خوشبو پھیل گئی، سعادت کا بازار گرم ہو گیا دنیا میں جنت کی دکانیں سج گئیں، ایمان و یقین کی عطر بیز ہوائیں چلنے لگیں، انسانی نفوس ہوا و ہوس کی گرفت سے آزاد ہو گئے، قلوب بھلائیوں کی طرف ایسے کھنچنے لگے جیسے مقناطیس کی طرف لوہے کے ٹکڑے۔

انسانوں کی تہذیب و تمدن اور ان کی ارتقاء پر اس مبارک و مقدس طبقہ کے جس قدر احسانات ہیں، کسی اور طبقہ کے نہیں ہیں، الطاف و عنایات کا خنک سایہ، انسانوں کی عزت، ان کی شرافت، ان کے اعتدال، ان کے توازن اور ان کی پوری زندگی پر چھایا ہوا ہے، ان ہی الطاف وعنایات کے زیر سایہ حیات انسانی کے بقا کا امکان ہے، اگر انبیائے کرام علیہم السلام نہ ہوتے تو انسانیت کا سفینہ اپنے علم، فلسفہ، حکمت اور تہذیب و تمدن سمیت طوفان کی نذر ہو جاتا، اور روئے زمین پر انسانوں کے بجائے جنگلی جانوروں اور درندوں کے ریوڑ کلیلیں کرتے ہوئے نظر

www.abulhasanalinadwi.org

آتے، جو نہ اپنے خالق اور رب کو پہچانتے نہ دین و اخلاق سے آشنا ہوتے، نہ رحمت و محبت کا احساس رکھتے اور نہ آب و دانہ یا گھاس چارہ سے بلند کوئی بات ان کے ذہن میں آتی۔

آج دنیا میں جتنے بھی بلند انسانی اقدار لطیف و نازک احساسات، بہترین و بلند اخلاقی تعلیمات، صحیح و نفع بخش علوم، یا باطل سے ٹکرانے کے عزائم پائے جاتے ہیں، ان تمام کی تاریخ کا سلسلہ، وحی آسمانی، انبیاء کی تعلیمات، ان کی دعوت و تبلیغ، ان کے مجاہدات اور ان کے پرخلوص اصحاب و متبعین ہی پر ختم ہوتا ہے، اور دنیا (ازل سے ابد تک) ان کے دسترخوان کی ریزہ چینی پر مجبور رہی ہے، انہی کی پھیلائی ہوئی روشنی میں قدم بڑھاتی رہی ہے، اور انہی کی تعمیر کی ہوئی محکم عمارت کے سایہ میں سر چھپاتی اور زندگی گزارتی رہی ہے، اور رہے گی، ان مقدس نفوس پر ہزاروں ہزار بار درود اور سلام ؂

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پودا انھیں کی لگائی ہوئی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرا خطبہ

انبیائے کرام کی امتیازی خصوصیات، مزاج ومنہاج

عزیزان گرامی! پہلے خطبہ میں میری گفتگو کا موضوع تھا، نبوت کی ضرورت اور اس کی قدر وقیمت کہ دنیائے انسانیت کو اس کی کتنی شدید ضرورت ہے، تہذیب و تمدن پر اس کے احسانات کس قدر ہیں، انبیائے کرام کی سرگرمیاں کس نوعیت کی ہیں اور دنیا میں ان کا پیغام کیا ہے؟ اور آج کے اس مبارک موقع پر میں نبوت کے طبعی خصائص اس کے خاص مزاج اور انبیاء کی بنیادی خصوصیات اور امتیازات پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں، نیز یہ کہ انبیائے کرام کا یہ مقدس طبقہ کن امور میں انسانی طبقات کے دوسرے مفکرین اور مصلحین سے ممتاز ہوتا ہے۔

مقام نبوت کو سمجھنے پر خودساختہ اصطلاحات کا ظلم

مصنوعی اور خودساختہ انداز واسلوب، سیاسی طور وطریقوں، قیادت و تنظیم نئی راہوں اور تعلیم وتربیت کے جدید اصولوں نے مقام نبوت کے فہم وادراک پر

www.abulhasanalinadwi.org

بہت بڑا ظلم کیا ہے، یہ اندازِ فکر اور طریق کار بجائے خود قابل قدر ہے انھوں نے جاہلوں میں تعلیم کی اشاعت معیار زندگی کو بلند کرنے، مفاسد کا مقابلہ کرنے اور غلام ملکوں کو آزادی کی دولت عطا کرنے میں گراں بہا خدمات انجام دی ہیں، اور یہ تمام کے تمام لائق سپاس وستائش ہیں، لیکن یہ اسالیب و انداز فکر لوگوں کے دل و دماغ پر اس طرح چھا گئے ہیں، ان کی طبیعت اور ان کی سیرت و کردار میں اس حد تک رچ بس گئے ہیں، اور ان کے عزم وارادہ اور طاقت وقوت کے سرچشموں، اعمال اور محنت ومشقت پر ابھارنے والے جذبوں، غور فکر اور کامیابی وکامرانی کے پیمانوں کی صورت میں اس طرح ڈھل گئے ہیں، کہ وہ لوگ اس پہلو کے علاوہ منصب نبوت اور انبیائے کرام علیہم السلام کا تصور ہی نہیں کرتے، نہ اس عینک کے بغیر ان کی طرف دیکھتے ہیں، اس زمانہ میں بعض اسلام پسند مصنفین، اہل قلم اور مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کے داعی اور علمبردار بھی انھیں خیالات واثرات کے سامنے سپر انداز ہو گئے ہیں، اور انہوں نے انبیائے کرام علیہم کی دعوت اور ان کی سیرت کی تفسیر و تعبیر، جدید سیاسی اور معاشرتی اصطلاحات کی زبان میں شروع کر دی ہے، جو اہل زمانہ کے لئے نبوت کا حقیقی منصب، انبیائے کرام کے مزاج، ان کے پیغامات کی حقیقت اور ان کے اعمال کے صحیح رخ کو سمجھنے میں رکاوٹ بن رہی ہے، اور ان کی اتباع اور ان کی صحیح عظمت ومقام پہچاننے میں مانع ہو رہی ہے، اور ذہن کو ایسے راستے کی جانب موڑ رہی ہے، جو نبوت کے مزاج ومنہاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔

سیاسی طرز فکر، جدید سیاسی اصطلاحات، اور موجودہ زمانہ میں سیاست وریاست کی اہمیت کا، ذہن وفکر، طرز ادا، اور تقریر وتحریر پر ایسا گہرا اثر پڑا ہے، کہ دعوت اسلامی کے بعض داعی اور قائد، اور بلند پایہ اہل قلم بھی اپنی تحریروں میں بے تکلف وہ

سیاسی اصطلاحات اور تعبیرات استعمال کرنے لگے ہیں، جن کے ساتھ خاص مفاہیم وافکار پیوست، اور ایک خاص تاریخ وابستہ ہے، اور جن کا ایک خاص پس منظر ہے، مزید برآں وہ اپنا ایک مخصوص ومحدود مفہوم رکھتی ہیں، اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی روح اور مزاج کی صحیح ترجمانی کرنے سے نہ صرف قاصر ہیں، بلکہ مختلف قسم کی غلط فہمیاں شکوک و بدگمانیاں پیدا ہونے کی بھی باعث ہوتی ہیں، مثلاً "انقلاب" "بغاوت" "جمہوریت" "اشتراکیت" اور "نظام" کے الفاظ کہ ان میں سے ہر ایک کا خاص مفہوم ہے، جس نے خاص حالات، ماحول اور حوادث وواقعات کے سایہ میں نشوونما حاصل کیا ہے، اور ارتقاء کی منزلیں طے کی ہیں، اور ان سے ایک خاص طرح کے تجربات وتاثرات وابستہ ہیں، جن کو ان سے جدا نہیں کیا جا سکتا، واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی دعوت بعثت نبوی اور اس کے اثرات وبرکات کے ذکر کے سلسلے میں قرآن مجید اور شرع ودین کی زبان نے جو تعبیر اور طرزِ ادا اختیار کیا ہے، اسی کا اختیار کرنا مناسب ہے، اس لئے کہ وہ ہر طرح کی غلط فہمیوں اور کوتاہ اندیشوں سے مبرّا ہے، اور اسی سے دین کی صحیح روح اور اس کے اصل مزاج سے آشنائی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کے مخلصانہ وعمیق مطالعہ کی ضرورت

اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس موضوع پر قرآن کا مخلصانہ اور گہرا مطالعہ کیا جائے، جو خارجی اثرات اور "غیروں" کے تصورات سے بالکل آزاد ہو۔ اسی طرح اس پر ہمارے ذاتی رجحانات اور خواہشات سایہ فگن نہ ہوں، ممکن ہے کہ ہماری خواہشات معیوب نہ ہوں بلکہ مستحسن ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ وہ فطری اور طبعی ہوں، لیکن یہ قطعاً ضروری نہیں کہ قرآن سے ہر مستحسن چیز کے لئے دلیل وسند کا کام لیا جائے، یا انبیاء کرامؑ کی سیرتیں ہر اچھی دعوت اور جدوجہد کا ساتھ دیں، قرآن کے

www.abulhasanalinadwi.org

مطالعہ اور تفہیم کو زمانہ کے محدود پیمانوں کا پابند نہیں بنانا چاہئے کیونکہ زمانے آتے جاتے رہتے ہیں، غور فکر کے انداز بھی بدلتے رہتے ہیں، اشیاء کی قدر و قیمت کو بھی کبھی قرار نہیں، یہ چڑھتی اترتی رہتی ہے، ایک زمانہ میں جو نظریہ پیدا ہو یا جو اصطلاح وضع کی جائے، جائز نہیں کہ اسی نظریہ یا اصطلاح کو اگلے زمانہ یا اگلے ماحول پر بھی جوں کا توں منطبق کر دیا جائے قرآن ایک آسمانی کتاب ہے، مستقل ہے، اپنی منفرد حیثیت رکھتی ہے، علوم انسانی کا پورا خزانہ اور اس کے سارے نظریات ریت کے پھسلتے ہوئے ٹیلے کی مانند ہیں، جو بکھرتا بھی ہے، اور پھیلتا بھی، سمٹتا بھی ہے، اور بڑھتا بھی، اس پر کسی چیز کی بنیاد رکھنا درست نہیں، پھر یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ قرآن اپنے بلند آسمانی مقام، اور اپنے مستقل، مضبوط اور ابدی بنیادوں سے گر کر ریت کے اس بے ثبات ٹیلے پر آرہے!!؟

انبیاء اور دوسرے رہنماؤں کا بنیادی فرق

پہلی اور اہم ترین خصوصیت، جس میں انبیائے کرام علیہم السلام دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں، یہ ہے کہ جس علم کی وہ لوگوں میں نشر و اشاعت کرتے ہیں، جس عقیدہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، اور جس پیغام کی تبلیغ کی ذمہ داری، ان کے سپرد کی جاتی ہے، وہ نہ تو ان کی ذہانت کی پیداوار ہے، نہ اس فاسد اور تکلیف دہ صورت حال کا رد عمل ہے، جس میں وہ زندگی گزارتے ہیں، نہ ان کے لطیف و نازک شعور یا ذکی و حساس قلب کا ساختہ پرداختہ، نہ ان کے وسیع اور حکیمانہ تجربات کا نتیجہ، بلکہ اس کا منبع و ماخذ وحی آسمانی اور الٰہی پیغامات ہیں، جن کے لئے وہ منتخب کئے گئے ہیں، اور جس کا ان کو شرف بخشا گیا ہے، لہذا کبھی بھی دوسرے حکماء، زعماء، مصلحین اور ان تمام رہنماؤں پر ان کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، جن کا انسانیت اور

www.abulhasanalinadwi.org

اصلاح وعزیمت کی طویل تاریخ نے تجربہ کیا ہے، جو یا تو معاشرہ کی پیداوار ہوتے ہیں یا اپنی حکمت وذہانت کا نتیجہ یا ماحول کی صدائے بازگشت یا اپنے اردگرد ابلتے ہوئے فساد اور انارکی کے لاوہ کا ردعمل اور اس کے خلاف ایک صدائے احتجاج۔

اس ردعمل کے اثرات (جو بعض اوقات خوردبین کے بغیر نہیں دیکھے جاسکتے) بہت سے ان اسلام پسند مصنفین اور داعیوں کی تحریروں میں نظر آتے ہیں، جن کو موجودہ مادّی فلسفوں مغربی سیاست واقتدار کی کامیابی، اور اپنے ملک کے مسلمانوں کی غیر منظّم زندگی یا غلامی نے اسلام کے مطالعہ، صورت حال کا مقابلہ کرنے، اور ان فلسفوں اور نظامہائے حیات کے متوازی اسلامی فلسفہ اور نظام حیات کے پیش کرنے پر آمادہ کیا، ان کی تحریروں اور تعبیروں اور ان کے طریق فکر میں اس ''ردعمل'' کے عکس اور سائے اس شخص کو آسانی کے ساتھ نظر آسکتے ہیں، جس کو ماحول کے اثرات، اور عمل وردعمل کے سلسلہ سے آزاد ہوکر کتاب وسنت کے براہ راست مطالعہ کا موقعہ ملا ہے، پھر وہ ان جدید فلسفوں اور نظامہائے حیات کی آہنی گرفت اور جسم وجان میں پیوست ہوجانے والے اثرات سے بھی واقف ہے۔

ان جدید تحریروں اور اسلام ومسلمانوں کی جدید نشاۃ ثانیہ کی کوششوں میں اور نائبین انبیاء اور مجددین ومصلحین کی دعوت وفکر میں جن کو علمی ودینی رسوخ کی دولت یا ایمانی صحبت وتربیت کی سعادت حاصل ہوئی تھی، ایک واضح فرق محرکات عمل اور مقاصد کا ہے، پہلے گروہ کی کوشش وفکر کا بڑا محرک حصول قوت واقتدار یا غلبہ وعزت، اسلامی ریاست کا قیام، اور حیات انسانی کا نظم وسکون اور ثانی الذکر کا اصل محرک رضائے الٰہی کا حصول، آخرت کی کامیابی، ایمان واحتساب کا جذبہ اور اتباع نبوی واعلائے کلمۃ اللہ کا شوق ہے، اور انھیں جیسے لوگوں کے لئے کہا گیا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا

www.abulhasanalinadwi.org

فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (القصص-۸۳)

"وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اسے ان لوگوں کے لئے (تیار) کر رکھا ہے، جو ملک میں فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔"

اس سلسلہ میں فیصلہ کن بات قرآن کی ہے، جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا کی گئی ہے:

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰکُمْ بِہٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(سورہ یونس-۱۶)

"یہ بھی کہہ دو کہ اگر خدا چاہتا تو نہ تو میں ہی یہ کتاب تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ تمہیں اس سے واقف کرتا میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں بھلا تم سمجھتے نہیں۔"

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (الشوریٰ-۵۲)

"اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے سے قرآن بھیجا ہے تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے، اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بیشک اے محمد

www.abulhasanalinadwi.org

تم سیدھا رستہ دکھاتے ہو۔"

اور اسی طرح ارشاد ہے:

وَمَا كُنتَ تَرْجُوا أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ○

(القصص۔۸۶)

"اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر تمہارے پروردگار کی مہربانی سے نازل ہوئی تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا۔"

اور اسی طرح اس مقام سے آپ ﷺ کی عدم موجودگی کے ذکر کے بعد جہاں ان حادثات و واقعات کا ظہور ہوا تھا، جن کو آپ ﷺ اپنی قوم کے سامنے بیان فرما رہے تھے، فرمایا گیا:

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ○ (القصص۔۴۶)

"اور نہ تم اس وقت جبکہ ہم نے موسیٰ کو آواز دی طور کے کنارے تھے، بلکہ تمہارا بھیجا جانا تمہارے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا ہدایت کرو، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں"

قرآن رسالت و نبوت کے مزاج اور اس کے اصول اور اس کے منبع و مصدر کو ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے:

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ

www.abulhasanalinadwi.org

مِنْ عِبَادِہٖ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَافَاتَّقُوْنِ ۝ (سورہ النحل۔۲)

''وہی فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بتادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی سے ڈرو۔''

اسی وجہ سے رسول نہ تو داخلی نفسیاتی عوامل کے سامنے جھکتا ہے، نہ خارجی وقتی حادثات کے سامنے، اور نہ اپنی رسالت کو اس رخ پر موڑتا ہے، جدھر ماحول یا حالات مڑتے ہیں، یا معاشرہ چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کے بارہ میں فرماتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝

(النجم۔۳،۴)

''اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ قرآن تو حکم خدا ہے، جو ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔''

اسی طرح رسولؐ اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے پیغامات اور اللہ کے احکام میں تغیر یا تبدیلی پیدا کر سکے، یا کچھ کمی وزیادتی کر سکے، اللہ اپنے رسول کی طرف سے کہتا ہے :

قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ (یونس۔۱۵)

''کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے سخت دن کے

www.abulhasanalinadwi.org

عذاب سے خوف آتا ہے۔"

اللہ نے آپ سے مداہنت کی بھی نفی کی ہے، اور آپ کو اس سے محفوظ رکھا، چنانچہ فرماتا ہے:

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ (القلم۔۹)

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہو جائیں۔"

اور اللہ کی طرف کسی غلط بات کی نسبت کرنے، ایسی باتیں بیان کرنے، جن کو اللہ نے نہ کہا ہو، یا اس کی وحی وفرمان میں کمی یا زیادتی پر رسول کو دردناک اور رسوا کن عذاب کی دھمکی دی ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝

(الحاقۃ۔۴۳-۴۷)

"اور یہ تو پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی جھوٹی بات بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔"

اور لفظ و معنی، ہر اعتبار سے رسالت کی کامل و مکمل تبلیغ کا حکم دیا، چنانچہ فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(المائدہ۔۶۷)

www.abulhasanalinadwi.org

''اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں،
سب لوگوں کو پہنچادو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کا پیغام پہنچانے میں
قاصر رہے (یعنی) پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تم کو لوگوں
سے بچائے رکھے گا بیشک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

یہی ہے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے مصلحین اور رہنماؤں کے مابین فرق و امتیاز کو واضح کرنے والا بنیادی وصف، وہ رہنما جن کے پیغامات اور جن کی جدوجہد، ان کے ماحول، تہذیب وتمدن اور ان کے احساس وشعور کی پیدا کردہ ہوتی ہے، اور پورے ماحول یا باشعور ذہنوں پر چھائی ہوئی بے اطمینانی واضطراب کا ردعمل، یہ رہنما ہمیشہ مصلحت اور ضرورت وقت کا لحاظ رکھتے ہیں، اکثر حالات کے سامنے جھک بھی جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بعض اصولوں کو ترک کرنا پڑتا ہے، اور کبھی دوسری جماعتوں سے معاملہ بھی کرتے ہیں ''لین دین'' کا طریقہ اپناتے ہیں، اور ان میں سے اکثر کا اصول یہ ہوتا ہے۔ ع

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

انبیاء کی دعوت میں حکمت وتیسیر

اس کا یہ مطلب نہیں کہ انبیائے کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اپنی دعوت وتبلیغ میں حکمت ومصلحت کا مطلق لحاظ نہیں رکھتے نہ لوگوں کی طبیعتوں اور ان کی توجہ کا خیال رکھتے ہیں، نہ مناسب جگہ، مناسب حالات، طبیعت میں نشاط اور دلوں کی توجہ کی فکر کرتے ہیں، نہ دعوت میں آسانی اور تدریج کو ملحوظ رکھتے ہیں، نہیں بلکہ یہ تمام امور تو دین کی سہل وسادہ فطرت اللہ کی حکمت بالغہ اور انبیائے کرام کی حکیمانہ طبیعتوں کا تقاضا ہیں، جن کو دلائل وآثار پکار پکار کر کہہ رہے ہیں، واقعات شہادت

www.abulhasanalinadwi.org

دے رہے ہیں اور دعوت و تبلیغ کی تاریخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اس کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔

قرآن کہتا ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۰ (بنی اسرائیل۔۱۰۶)

''اور ہم نے قرآن کو جزء جزء، کر کے اتارا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔''

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۰

(البقر۔۱۸۵)

''ارادہ کرتا ہے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا ہے سختی کا۔''

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۰ (الفرقان۔۳۲)

''اور کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا؟ اس طرح آہستہ آہستہ اس لئے اتارا گیا کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں اور اسی واسطے ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔''

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۰ (الحج۔۷۸)

''اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو آسانی برتنے اور خوشخبری سنانے کا حکم دیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ، اور

www.abulhasanalinadwi.org

ابوموسیٰ اشعریؓ سے یمن بھیجتے وقت فرمایا۔

یسّرا و لا تعسرا، بشرّا و لا تنفّرا۔(۱)

''یعنی دین کو آسان بنا کر پیش کرنا، سخت بنا کر نہیں اور لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا۔''

اسی طرح آپ نے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین (۲)

''تم آسانی برتنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے نہیں''

کبھی کبھی آپ بڑی اہم اور ہمہ گیر مصلحتوں کے پیش نظر جزئی مصلحت والے کاموں کو مؤخر کر دیتے تھے، مثلاً ایک بار آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

لو لا حداثة قومك بالكفر لنقضت البيت ثم لبنيته على اساس ابراهيم عليه السلام ۔ (۳)

''اگر تمہاری قوم (اہل مکہ) نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں بیت اللہ کو توڑ کر پھر سے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے مطابق بنا دیتا۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے اکتا جانے کا خیال کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دن وعظ میں ناغہ کر دیا کرتے تھے (۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ ''معاذ بنؓ جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اور یہاں سے لوٹ کر جاتے تو اپنے محلہ والوں کی امامت کرتے،

---

(۱) بخاری ص ۶۲۲ (۲) ایضاً ص ۳۵ ج ۱ (۳) ایضاً ص ۲۱۵ ج ۱ (۴) ایضاً

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دن عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ بقرہ پڑھی، جس سے ایک آدمی نماز سے الگ ہوگیا، حضرت معاذؓ اس سے کھنچے کھنچے رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا "فتان، فتان، فتان"۔ فتنہ انگیز، فتنہ انگیز، فتنہ انگیز (تین بار) (۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا" میں نماز فجر میں اس وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں (جماعت میں شریک نہیں ہوتا) کہ فلاں صاحب اس کو بہت لمبی کر دیتے ہیں" تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت غضبناک ہوگئے، اس سے زیادہ غضبناک میں نے آپ کو کسی وعظ میں کبھی نہیں دیکھا اور آپؐ نے فرمایا۔

يا ايها الناس ان منكم منفرين فمن أم منكم الناس فليتجوز، فان خلفه الضعيف والكبير وذاالحاجة (۲)

"لوگو! تم میں بعض لوگ، لوگوں کو دین سے متوحش اور دور کر دیتے ہیں، تم میں سے جو شخص لوگوں کی امامت کرے اس کو چاہئے کہ اختصار کرے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورتمند بھی ہیں"

اس طرح کے دلائل وشواہد بے شمار ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں تو یہ تمام روایات مشہور ہیں، اور تواتر کے ساتھ منقول ہیں، اور انبیائے سابقین کے بارہ میں بھی یہی ماننا ضروری ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو حکمت کے ساتھ متصف فرمایا ہے۔

اٰتَيۡنَاهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ ۝ (ص۔۲۰)

"اور دی ہم نے اس کو (داؤد کو) حکمت اور فیصلہ کن بات۔"

(۱) بخاری (۲) ایضا

www.abulhasanalinadwi.org

أُولَئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

(انعام۔۹۰)

''یہی لوگ ہیں جن کو ہم نے دی کتاب اور حکمت اور نبوت''

لیکن اس آسانی، تدریج اور حکمت و مصلحت کا لحاظ اور طبیعتوں کی توجہ اور آمادگی کا خیال صرف تعلیم و تربیت اور جزوی مسائل میں ہے، جن کا عقائد یا دین کے بنیادی اصولوں سے کوئی تعلق نہ ہو، مگر جن امور کا تعلق عقائد بنیادی اصولوں فرائض اور منصوصات سے ہے جو کفر و ایمان اور توحید و شرک کے مابین فارق اور ممیّز کی حیثیت رکھتے ہیں، اور جن کا تعلق اسلامی شعائر اور حدود اللہ سے ہے ان تمام میں انبیائے کرام (وہ کسی زمانہ میں بھی رہے ہوں) فولاد سے زیادہ سخت اور پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں، ان میں نہ تو وہ کمزوری دکھا سکتے ہیں، نہ نرمی برت سکتے، اور نہ کسی قسم کا معاملہ اور سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔

دعوتِ انبیاء کا سب سے اہم رکن

انبیاء کی دوسری خصوصیت توحید کی دعوت ہے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ اور عبد و معبود کے باہمی تعلق کی تصحیح اور صرف ایک کی بندگی کی دعوت، ہر زمانہ اور ہر ماحول میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پہلی دعوت اور ان کا سب سے بڑا اور اہم مقصد رہا ہے، ہمیشہ ان کی تعلیم یہی رہی ہے کہ اللہ ہی نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے، اور صرف وہی عبادت، دعا، توجہ، اور قربانی کا مستحق ہے، ان کے بھرپور حملہ کا رخ اپنے زمانہ میں جاری و ساری ''وثنیت'' کی طرف متوجہ رہا، جو مورتیوں اور مقدس و صالح زندہ و مردہ شخصیتوں کی پرستش کی صورت میں جلوہ گر تھی، ان ہستیوں کے بارے میں اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت و

www.abulhasanalinadwi.org

عظمت اور معبودیت کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے، ان کو خاص خاص امور میں تصرف کا اختیار بھی دے رکھا ہے، اور انسانوں کے بارے میں ان کی سفارشوں کو علی الاطلاق قبول فرماتا ہے، جیسے شہنشاہ اعظم ہر علاقہ کے لئے ایک حاکم بھیج دیتا ہے، اور (بعض بڑے اور اہم امور کے علاوہ) علاقہ کے انتظام کی ساری ذمہ داری انہیں کے سر ڈال دیتا ہے۔

جس شخص کو قرآن سے کچھ بھی تعلق ہے (جو تمام پچھلی کتابوں کی تعلیمات کا جامع ہے) اس کو یقینی اور بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہوگی کہ اس شرک و بت پرستی کے خلاف صف آرائی، اس سے جنگ کرنا، اس کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرنا، اور لوگوں کو اس کے چنگل سے نجات دلانا، نبوت کا بنیادی مقصد تھا، انبیاء کی بعثت کی اصل غرض، ان کی دعوت کی اساس، ان کے اعمال کا منتہیٰ اور ان کی جدوجہد کی غایت اصلی تھی، اور یہی ان کی زندگی اور ان کی دعوت کا اصل مرکز تھا، ان کی سرگرمیاں اسی کے گرد گھومتی تھیں، وہ یہیں سے آگے بڑھتے تھے، اور یہیں واپس لوٹتے تھے، یہیں سے شروع کرتے تھے، اور پھر یہیں آکر ختم کرتے تھے، قرآن کبھی تو ان کے بارے میں اجمالاً کہتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ° (انبیاء۔۲۵)

''اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی
کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو''

اور کبھی تفصیل کے ساتھ ایک ایک نبی کا نام لیتا ہے، اور بتلاتا ہے، کہ اس کی دعوت کی ابتدا اسی توحید کی دعوت سے ہوئی تھی، چنانچہ کہتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ''

www.abulhasanalinadwi.org

مُبِین ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ
عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۝ (سورہ ہود۔۲۵،۲۶)

''اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے ان سے کہا) کہ میں تم کو کھول کھول کر ڈر سنانے اور یہ پیغام پہنچانے آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے۔''

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ
مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝
(سورہ ہود۔۵۰)

''اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا انھوں نے کہا کہ میری قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم شرک کر کے خدا پر محض بہتان باندھتے ہو۔''

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ
رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۝ (سورہ ہود۔۶۱)

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا تو اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو بیشک میرا پروردگار نزدیک بھی ہے اور دعا کا قبول کرنے والا بھی۔''

www.abulhasanalinadwi.org

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْباً ط قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ
وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ
عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ٥ (سورہ ہود۔۸۴)

''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اے قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تو تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا۔''

اور ابراہیم علیہ السلام کی توحید الوہیت اور بتوں اور مورتیوں کی پرستش سے اجتناب کی دعوت تو بہت ہی صریح اور واضح ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اِبْرَاھِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِہٖ عَالِمِیْنَ ٥
اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَھَا
عَاکِفُوْنَ ٥ قَالُوا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا لَھَا عَابِدِیْنَ ٥ قَالَ
لَقَدْ کُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآءُ کُمْ فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ٥

(انبیاء۔۵۱-۵۴)

''اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم ان کے حال سے واقف تھے، جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن کی پرستش پر تم معتکف وقائم ہو وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے، ابراہیم نے کہا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا

www.abulhasanalinadwi.org

بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے۔"

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ (سورہ الشعرا۔۶۹-۸۲)

"اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنادو جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو وہ کہنے لگے ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان کی پوجا پر قائم ہیں ابراہیم نے کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری آواز کو سنتے ہیں؟ یا تمہیں کچھ فائدہ دے سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی وہ میرے دشمن ہیں، لیکن خدائے رب العالمین میرا دوست ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے اور جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا۔"

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۝ (مریم۔۴۱-۴۲)

"اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں۔"

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ط ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَّتَخْلُقُونَ إِفْكًا ط إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا ط فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ط إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ (سورہ عنکبوت۔۱۶، ۱۷)

"اور ابراہیم کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تو تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے اور طوفان باندھتے ہو تو جن لوگوں کو خدا کے سوا پوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی

www.abulhasanalinadwi.org

عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو، اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔"

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَّاصِرِيْنَ ۝ (سورہ عنکبوت۔۲۵)

"اور ابراہیم نے کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لئے مگر پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کی دوستی سے انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا۔"

اور اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت میں بھی توحید کو امتیازی مقام حاصل ہے، چنانچہ قید میں ان کے بلیغ اور حکمت آمیز وعظ کے ذکر میں قرآن میں ہے:

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ

www.abulhasanalinadwi.org

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ط اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۰

(سورہ یوسف۔ ۳۷-۴۰)

''یوسف نے کہا جو کھانا تم کو ملنے والا ہے وہ آنے نہیں پائے گا کہ میں اس سے پہلے تم کو ان کی تعبیر بتادوں گا یہ ان باتوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہے جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے اور روز آخرت کا انکار کرتے ہیں میں ان کا مذہب چھوڑے ہوئے ہوں اور اپنے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے مذہب پر چلتا ہوں ہمیں شایاں نہیں ہے کہ کسی چیز کو خدا کے ساتھ شریک بنائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے، میرے جیل خانے کے رفیقو! بھلا کئی جدا جدا آقا اچھے یا ایک خدائے یکتا وغالب؟ جن چیزوں کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، خدا نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی، سن رکھو کہ خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اور فرعون کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بھی یہی تھی، جس کا دعویٰ تھا کہ وہ (قدیم مصریوں کے عقیدہ میں) سب سے بڑے معبود سورج کا مظہر

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، وہ کہتا تھا، "اَنَا رَبُّکُمُ الاَعْلیٰ" (میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب) اور جب اس نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سنی تو کہا:

يَآ اَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ

(القصص۔۳۸)

"اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا۔"

اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی:

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ (سورہ شعراء۔۲۹)

"اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کردوں گا"

اور قرآن نے "بت پرستی" کو "شرک اکبر" "گندگی" اور "جھوٹی بات" کا نام دیا ہے، اور بہت زوروں سے اس کے معائب بیان کئے ہیں، چنانچہ سورہ حج میں ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۚ

(الحج۔۳۰،۳۱)

"یہ ہمارا حکم ہے اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے اور تمہارے لئے مویشی حلال کر دیئے گئے ہیں سوا ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

جو تمہیں پڑھ کے سنائے جاتے ہیں تو بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو صرف ایک خدا کے ہو کر اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا کر اور جو شخص کسی کو خدا کے ساتھ شریک مقرر کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے، پھر اس کو پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دور جگہ اڑا کر پھینک دے۔"

ازل سے تا امروز

یہی بت پرستی اور شرک (یعنی خدا کے علاوہ دوسروں کو معبود بنانا اور ان کے سامنے انتہائی ذلت اور مسکنت کا اظہار، ان کے سامنے سجدہ ریزی، ان سے دعا، اور مدد کی طلب اور ان کے لئے نذرو نیاز) عالم گیر اور ابدی جاہلیت ہے، اور یہی نوع انسانی کی پرانی کمزوری اور قدیم ترین مرض ہے، جو زندگی کے تمام مراحل، تغیرات اور انقلابات میں نوع انسانی کے پیچھے لگا رہتا ہے، اللہ کی غیرت اور اس کے غضب کو بھڑکاتا ہے، بندوں کی روحانی اخلاقی اور تمدنی ترقی کی راہ کا روڑا بنتا ہے، اوران کو بلند درجات سے گرا کر عمیق گڑھوں میں ڈال دیتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ (التین۔۴،۵)

"ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی حالت کو بدل کر پست سے پست کر دیا۔"

اور یہی جہالت انسانوں کو مسجود ملائک کے بلند و بالا مقام سے گرا کر ضعیف مخلوقات اور ذلیل و بے حقیقت اشیاء کے سامنے سجدہ ریز کر دیتی ہے، اور انسان کی قوتوں کا گلا گھونٹ دیتی ہے، ان کی صلاحیتوں کا خون کر دیتی ہے، قادر مطلق پر، اس کے یقین، اس کی خود اعتمادی، اور خود شناسی کا خاتمہ کر دیتی ہے، اور سمیع وبصیر،

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب قدرت وقلم، صاحب جود وعطاء اور مغفرت ومحبت والے خدا کی محفوظ ومستحکم پناہ سے نکال کر اور اس کی لامحدود صفات اور نہ ختم ہونے والے خزانوں کے فوائد سے محروم کر کے کمزور، عاجز، فقیر اور حقیر مخلوقات کے زیر سایہ پناہ لینے پر مجبور کر دیتی ہے، جن کی جھولی میں کچھ نہیں۔

یُولِجُ الَّیلَ فِی النَّھَارِ وَیُولِجُ النَّھَارَ فِی الَّیلِ وَ سَخَّرَ الشَّمسَ وَالقَمَرَ کُلٌّ یَّجرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُم لَہُ المُلکُ، وَالَّذِینَ تَدعُونَ مِن دُونِہٖ مَایَملِکُونَ مِن قِطمِیرٍ ؕ اِن تَدعُوھُم لَا یَسمَعُوا دُعَاءَ کُم وَلَو سَمِعُوا مَا استَجَابُوا لَکُم، وَیَومَ القِیٰمَةِ یَکفُرُونَ بِشِرکِکُم وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثلُ خَبِیرٍ ہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنتُمُ الفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ج وَاللّٰہُ ھُوَ الغَنِیُّ الحَمِیدُ ؕ (فاطر۔۱۳-۱۵)

’’وہی رات کو دن میں داخل کرتا اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی تمہارا پروردگار ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو کسی چیز کے مالک نہیں اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات کو قبول نہ کر سکیں اور قیامت کے روز تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور خدائے باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا۔

لوگو تم سب خدا کے محتاج ہو اور خدا بے پروا سزاوار حمد وثنا ہے‘‘

www.abulhasanalinadwi.org

قرآنی اصطلاحات صحابہ کی نظر میں

یہی شرک و بت پرستی (مابعد الطبیعیاتی حدود کے اندر ہی) اپنی تمام واضح اور غیر واضح شکلوں کے ساتھ، ہر زمانہ، ہر ماحول اور ہر معاشرہ میں انبیائے کرام علیہم السلام کے جہاد کا موضوع رہی ہے، اور اسی نے اہل جاہلیت کی آتش غضب کو بھڑکا دیا اور وہ چیخ پڑے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهاً وَّاحِداً، اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (سورہ ص ۵-۷)

"کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے تو ان میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے اور بولے کہ چلو اور اپنے معبودوں کی پوجا پر قائم رہو بیشک یہ ایسی بات ہے جس سے تم پر شرف و فضیلت مقصود ہے یہ پچھلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں یہ بالکل بنائی ہوئی بات ہے۔"

اور جس صاحب عقل و فہم نے بھی عہد نبوی کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہو اور صحابہ کرامؓ کے حالات سے باخبر ہو، اس کو اس امر میں ذرا بھی شبہ نہ ہوگا کہ ہماری پیش کی ہوئی آیتوں سے صحابہ کرامؓ یہی عریاں وثنیت، مورتیوں اور بتوں کی کھلی پرستش، گزرے ہوئے یا موجود اشخاص کی تقدیس و تعظیم، ان کے سامنے سجدہ ریزی، ان کے لئے نذر و نیاز، ان کے ناموں کی قسمیں، ان کی عبادت سے اللہ کے قرب کا حصول، ان کی شفاعت پر یقین کامل، اور ان سے نفع و نقصان اور مصائب کے ازالہ

www.abulhasanalinadwi.org

کی درخواست وغیرہ ہی سمجھتے رہے ہیں، اوراسی طرح ''الٰہ'' ''رب'' ''عبادت'' اور ''دین'' سے بھی ان کلمات کا صرف دینی مفہوم ہی سمجھا ہے، اوران کے اسالیب کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اقوال وآثار میں بے شمار مقامات پر یہی مفہوم مراد ہے، اوراس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

دینی دعوت وتحریک کا بنیادی رکن کیا ہونا چاہئے

اور یہی قیامت تک کے لئے دینی دعوتوں اور اصلاحی تحریکوں کا بنیادی رکن اور نبوت کی ابدی میراث ہے۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً ، بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

(زخرف۔۲۸)

''اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔''

اور یہی تمام مصلحین، مجاہدین اور اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کا شعار ہے، رہے جاہلیت کے دوسرے مظاہر، جیسے غیر اللہ کی اطاعت، ان کی قوت حاکمہ کو تسلیم کرنا غیر الٰہی قوانین کو قبول کرنا اور ایسی حکومت تسلیم کرنا، اوراس کے احکام و قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنا جو خلافت الٰہیہ کی بنیادوں پر قائم نہ ہوئی ہو، تو یہ سب اسی بت پرستی اور شرک کے تابع ہیں، اوران کا درجہ اس کے بعد ہے، اور یہ ہرگز جائز نہیں کہ سابق الذکر شرک جلی کی اہمیت کو کم کردیا جائے اور دعوت وتبلیغ کے بنیادی اصولوں میں اس کو ضمنی حیثیت دی جائے، یا سیاسی اطاعت وحکومت کو اوراس کو ایک درجہ میں رکھا جائے اور دونوں پر ایک ہی حکم لگایا جائے، یا یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ گذشتہ قدیم جاہلیت کی خصوصیات میں سے ہے، جس کا زمانہ گزر چکا اور اب اس

www.abulhasanalinadwi.org

کا دور بھی ختم ہو چکا، کیوں کہ یہ انبیائے کرام کی دعوت، ان کی جدو جہد اور ان کی مقدس کوششوں کے حق میں بداندیشی ہوگی اور قرآن (جو آخری اور ابدی کتاب ہدایت ہے) کی ابدیت میں شک وشبہ کے مترادف ہوگا، اور اس ایمان واعتقاد میں بے یقینی کے ہم معنی ہوگا کہ انبیائے کرام کا طریق کار ہی بہترین طریق کار ہے، جس کو اللہ نے پسند فرمایا ہے، اور اس کے لئے اس قدر تائید وتوفیق، کامیابی وکامرانی اور بارآوری مقدر فرمائی ہے، جتنی کسی بھی دوسرے اصلاحی طریق کار کے لئے نہیں۔

نوجوان داعیوں اور انشاپردازوں سے

عزیز نوجوانو! تم اپنی دانش گاہ سے انشاء اللہ داعی اور مصلح، انشاء پرداز اور مصنف اور قائد ورہنما بن کر نکلو گے، میں چاہتا ہوں کہ یہاں تم کو ایک نصیحت کرتا چلوں جو طویل مطالعہ کا حاصل اور تجربات کا نچوڑ ہے، اور تم اس کی صحیح اہمیت اور اس کی قدروقیمت، طویل تجربات کے بغیر نہیں سمجھ سکو گے۔

خبردار تمہاری تحریریں، اور اسلام، اس کے حقائق اور اس کے اصولوں کے پیش کرنے کا تمہارا انداز ہرگز قاری کو یہ تأثر نہ دینے پائے کہ مسلمان اس طولِ وطویل مدت میں مستقل جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہے، اور دین کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے، جو کہ ہر زمانہ اور ہر ماحول کا دین ہے اور اسی طرح قرآن کی بنیادی اصطلاحات اور تعبیروں کو سمجھنے سے بھی قاصر رہے، کیوں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طویل مدت میں یہ کتاب غفلت اور جہالت کی نذر رہی، اس کے حقائق کو سمجھا نہیں جاسکا، اور نزول کے تھوڑے ہی مدت کے بعد اس سے استفادہ کا سلسلہ منقطع ہوگیا، یہ تصویر قرآن کی آیت مبارکہ ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ“ (ہمیں نے اتاری ہے یہ نصیحت یعنی قرآن اور ہم ہی اس کی حفاظت

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے والے ہیں) کے بالکل خلاف ہے، کیوں کہ فضل واحسان کے موقع پر حفاظت کے وعدہ میں اس کے مطالب کا فہم، ان کی تشریح، اس کی تعلیمات پر عمل اور زندگی میں ان کا انطباق بھی شامل ہوتا ہے، اور ایسی کتاب کی کیا قدر ومنزلت ہوسکتی ہے، جو طویل مدت تک معطل پڑی رہے، نہ سمجھی جائے نہ اس پر عمل کیا جائے، نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ (سورہ القیامہ۔۱۷-۱۹)

''اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جب ہم وحی پڑھا کریں تو تم اس کو سنا کرو اور پھر اسی طرح پڑھا کرو، پھر اس کے معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

غور فکر کا یہ انداز، جسے دور حاضر کے بعض مفکرین اور انشاپرداز اختیار کر رہے ہیں، اس ابدی اور انقلاب آفریں صلاحیتوں اور کارناموں سے بھرپور امت پر ایک طویل المیعاد فکری قحط اور ذہنی وعلمی تعطل کا الزام عائد کرتا ہے، جو درخت اپنی زندگی کی بہترین مدت میں برگ وبار نہ لائے اور بے حاصل اور بے ثمر پڑا رہے، اس کی افادیت اور فطری صلاحیت مستقل طور پر مشکوک ہوجاتی ہے، اور اس سے مستقبل میں بھی کسی بڑی بھلائی کی امید کرنی مشکل ہے۔(۱)

---

(۱) نمونہ کے طور پر یہاں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی کی مشہور ومقبول کتاب ''قرآن کی چار بنیادی اصطلاحات'' کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں، مصنف ''الٰہ'' ''رب'' ''دین'' ''عبادت'' کے قرآنی کلمات اور اسلامی اصطلاحات کا ذکر کرتے اور یہ ثابت کرنے کے بعد کہ نزول قرآن کے وقت اس کا ہر مخاطب جس کی زبان عربی تھی، ان چاروں بنیادی اور قرآنی اصطلاحوں کے صحیح معنی اور مفہوم سے آشنا تھا، لکھتے ہیں:

''لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

www.abulhasanalinadwi.org

یہ نتیجہ اگرچہ بادی النظر میں کچھ زیادہ اہم اور سنگین نہ معلوم ہو، لیکن اس کے اثرات ذہن و دماغ اور طرز فکر پر بڑے گہرے اور دوررس ہیں، اس لئے کہ یہ اس امت کی صلاحیت ہی میں شک و شبہ پیدا کردیتا ہے، جو نہ صرف اس دین و پیغام کی حامل ہے بلکہ اس کو دنیا میں پھیلانے اس کی تشریح کرنے اور اس کی حفاظت کی بھی ذمہ دار ہے، اور اس سے اس امت کی گذشتہ تاریخ، اس کے مجددین، مصلحین اور مجتہدین کے علمی و عملی کارنامے بھی مشکوک اور کم قیمت ہو جاتے

(باقی حاشیہ گزشتہ صفحہ)

وہ اصلی معنی جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے، بدلتے چلے گئے، یہاں تک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہو گیا۔'' (قرآن مجید کی چار بنیادی اصطلاحیں'' ص ۴)

پھر اس کے وجوہ واسباب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کے اصل مدعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا۔'' (ص ۵)

پھر اس غلط فہمی کے نتائج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس یہ حقیقت ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑ جانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اس کی حقیقی روح نگاہوں سے مستور ہو گئی ہے، اور اسلام قبول کرنے کے باوجود لوگوں کے عقائد و اعمال میں جو نقائص نظر آرہے ہیں، ان کا ایک بڑا سبب یہی ہے۔'' (ص ۶)

ان عبارتوں کا پڑھنے والا جس کا مطالعہ گہرا اور وسیع نہیں ہے اور جو اس حقیقت سے واقف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عام گمراہی اور دین سے ایسی ناآشنائی سے محفوظ رکھا ہے جو زمان و مکان کے حدود سے بے نیاز ہو کر ساری امت پر سایہ فگن ہو، یہ نتیجہ نکال سکتا ہے قرآن مجید کی حقیقت اس طویل مدت تک امت کی (یا زیادہ محتاط الفاظ میں امت کے اکثر افراد کی) نگاہ سے اوجھل رہی اور امت بحیثیت مجموعی ان بنیادی الفاظ کی حقیقت ہی سے بے خبر رہی، جن کے گرد اس کتاب کا پورا نظام گردش کرتا ہے، اور جن پر اس کی تعلیمات اور دعوت کی عمارت قائم ہے، اور یہ پردہ اس صدی کے وسط ہی میں اٹھ سکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور آئندہ کے لئے بھی یہ بات بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کہا اور سمجھا گیا ہے وہ صحیح ہے، اور جو کچھ کہا اور سمجھا جائے گا وہ ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے، اس سے ''ظاہر و باطن'' اور ''مغز و پوست'' کے اس فلسفہ اور دینی حقائق کو ایک نہایت عسیر الفہم معمہ اور چیستاں قرار دینے کی سعی کو شہ ملتی ہے جس سے باطنیوں کے مختلف فرقوں نے مختلف زمانوں میں فائدہ اٹھایا۔

یہ اس علمی حقیقت اور عقیدہ کے بھی خلاف ہے کہ یہ دین اس نسل کو صرف کتابی شکل ہی میں نہیں ملا، بلکہ ایک نسل نے دوسری نسل تک اس کے الفاظ و مفاہیم بلکہ طریق عمل تک منتقل کیا، اور توارث کا یہ سلسلہ لفظ و معنی دونوں میں جاری رہا، نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو جابجا "الکتاب المبین" اور "عربی مبین" کے الفاظ سے یاد کیا ہے (۱) اور ایک جگہ اس کی آیات کے محکم اور مفصل ہونے کا ذکر کیا ہے (۲) یہ صفات اور تعریفیں بھی اس خیال کے منافی ہیں کہ قرآن مجید کے متعدد بنیادی حقائق طویل عرصہ تک پردۂ خفا میں رہے۔

اس طرز تحقیق اور طرز کلام سے ضمنی طور پر یہ نتیجہ بھی نکالا جا سکتا ہے، کہ امت پر ایک ایسا طویل دور گذرا ہے، جب وہ قرآن مجید کے ایسے اہم بنیادی اصطلاحات کے صحیح مفہوم اور مضمرات سے ناآشنا رہی ہے، جن پر اس کے صحت فکر اور صحت عمل کا دارومدار ہے، اور جس کو صریح جہالت و غفلت، بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر ضلالت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، حالانکہ کتاب و سنت اور احادیث کے ذخیرہ سے مجموعی اور اصولی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ امم سابقہ کے برخلاف یہ امت کسی دور میں بھی عمومی و عالمگیر ضلالت میں مبتلا نہیں ہوگی، جلیل القدر محدثین و علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگرچہ مشہور روایت "لا تجتمع امتی علی

(۱) ملاحظہ ہو سورہ یوسف آیت ۱-۲ سورہ الشعراء آیت ۱۹۲-۱۹۵ (۲) سورہ ہود ۱-

www.abulhasanalinadwi.org

ضـــلالة" لفظاًوسنداً ثابت نہیں ہے، لیکن وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہے،
مشہور اندلسی محدث وناقد علامہ ابو محمد علی بن حزم (م ۴۵۶ھ) اپنی کتاب
"الاحکام فی أصول الأحکام" میں لکھتے ہیں:

''محدثین کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی غیر حق پر متفق نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ آپ نے اس کی خبر دی کہ ہر دور میں حق کے علمبردار رہیں گے، بیان کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لا تجتمع أمتی علی ضلالة" اگرچہ اس کے الفاظ و سند درجۂ صحت کو نہیں پہنچے (۱) لیکن اس کا مفہوم اور نتیجہ ان احادیث کی بناء پر جن میں ہر دور میں حق پر قائم رہنے والوں کی خبر دی گئی ہے صحیح اور ثابت ہے۔ (۲)

حافظ ابن قیم کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ امت ایک سنت پر عمل کرنے کے ترک پر بھی کبھی مجتمع نہیں ہوئی سوائے اس سنت کے جس کا نسخ ظاہر وثابت ہے (۳)

حافظ ابن کثیر اپنی مشہور تفسیر میں سورۂ نساء کی آیت "وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اس ''امت کے لئے اس بات کی ضمانت کی گئی ہے کہ وہ کسی غلط چیز پر متفق ہو جانے سے محفوظ کردی گئی ہے۔'' (۴)

---

(۱) یہ علامہ ابن حزم کی رائے ہے، ورنہ مشہور محدث وناقد حدیث علامہ سخاوی کی رائے ہے کہ یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کا متن مشہور ہے یا وراس کے اسانید کثیر اوراس کے شواہد متعدد ہیں۔ (المقاصد الحسنة)

(۲) الاحکام ج ۴ ص ۱۳۱، طبعۂ اولی مطبعۃ سعدہ مصر

(۳) اعلام الموقعین، ج ۲ ص ۳۲۰

(۴) تفسیر ابن کثیر ج ۲ مطبع دار الاندلس ص ۳۹۳

www.abulhasanalinadwi.org

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اجماع کی بحث کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''امت کا اجماع اپنی جگہ پر حق ہے، اس لئے کہ امت الحمدللہ کسی ضلالت پر مجتمع نہیں ہوسکتی! جیسا کہ کتاب وسنت میں اس کی صفت میں بیان کیا گیا ہے، ارشاد ہے کہ ''کنتم خیر امة.........'' نیز ''الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر'' نیز'' والمؤمنون بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر'، تو اگر امت دین کے بارے میں کسی ضلالت کی معتقد ہوجائے تو گویا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کیا گیا، اسی طرح ارشاد ہے:

''وَكَذَالِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطاً......''(۱)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس انداز فکر میں اس اہمیت ومقبولیت کو بھی بڑا دخل ہے، جو ہمارے زمانہ میں سیاسی اقتدار سیاسی اداروں اور تنظیموں نے حاصل کر لی ہے، اسلامی نظام کا اجراء، حکومت الٰہیہ کا قیام اپنی جگہ پر نہایت صحیح اور ضروری مقاصد ہیں، جن میں دورائیں نہیں ہوسکتیں، مسلمان اہل فکر اور اہل قلم کا فرض ہے کہ اپنی تمام توانائیاں اور پوری صلاحتیں اس عظیم مقصد کے حصول میں لگادیں، لیکن اس مقصد کے لئے قرآن مجید کی آیات واصطلاحات سے بہ تکلف اپنے مدعا کو ثابت کرنے اور سارے قرآن کو اسی رنگ میں دیکھنے کی ضرورت نہیں، ان کی ترغیب وتاکید اور ان کی اہمیت وعظمت کے ثبوت کے لئے کتاب وسنت کے ذخیرہ میں واضح دلائل ونصوص موجود ہیں، (اور انہیں کی روشنی ورہنمائی میں ہر دور کے صحیح

---

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ ج۱۹ ص ۱۷۶

www.abulhasanalinadwi.org

الفہم اور عالی ہمت مسلمان مصلحین اور داعیوں نے کوشش کی) ان کی موجودگی میں ان تکلفات کی کوئی حاجت نہیں۔(۱)

دعوتِ انبیاء میں عقیدۂ آخرت کا اہتمام

نبوت کے خد وخال نمایاں کرنے والی صفات اور اس کی علامتوں اور خصوصیات کی دوسری اہم چیز ہے، عقیدۂ آخرت کا اہتمام اس سے دلچسپی اور شیفتگی کا اظہار اس کی تبلیغ وتشہیر اور اس کی اہمیت پر اتنا زور کہ انبیائے کرام کی دعوت کا بنیادی نقطہ بن جائے جو لوگ انبیائے کرام کے اقوال واحوال کے مطالعہ میں زندگی گزارتے ہیں اور ان کے کلام کا صحیح ذوق رکھتے ہیں، وہ صاف محسوس کرتے ہیں کہ جیسے آخرت ہمیشہ ان کی نظروں کے سامنے ہوتی ہے، اور اس کی تصویر، نعمت ومصیبت اور سعادت وشقاوت کی تمام تفصیلات کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے کھڑی رہتی ہے، اور وہ ہمہ وقت جنت کے شدید اشتیاق اور جہنم سے شدید خوف کے عالم میں رہتے ہے، اور یہ فطری بات ہے، یہ بات ان کے لئے بالکل مشاہدہ اور ایک واقعہ کی حیثیت رکھتی ہے، جو ان کے شعور واحساس، اعصاب اور قوت فکریہ پر غالب آجاتا ہے، ہمارے لئے کافی ہے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کا مطالعہ کریں جس کو قرآن نے نقل کیا ہے، جس وقت آپ نے آخرت کا ذکر کیا ہے، اور اس کی ہیبت وخوف کا تصور ذہن میں آیا ہے، قلبی جوش

(۱) حال میں راقم سطور کو ایک مسلمان فاضل کے مقالہ کے سننے کا موقع ملا، جس میں انھوں نے ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں لفظ "صلوٰۃ" آیا ہے اس سے مراد اسلامی حکومت اور اقتدار ہے، جہاں "صلوٰۃ" کا مطلق لفظ آیا ہے اس سے مراد علاقائی حکومت ہے، اور جہاں "الصلوٰۃ الوسطیٰ" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد مرکزی حکومت ہے، یہ اس طرز فکر کا ایک نمونہ ہے، جو ایک مقصد اور مرکزی فکر کو سامنے رکھ کر سارے قرآن مجید کو، یا دینی ذخیرہ کو اس کے مطابق بنانے اور اس سے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش سے پیدا ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور جذبات کا سیلاب رواں ہو گیا ہے، وہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۝ وَاغْفِرْلِاَ بِیْ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغَاوِیْنَ ۝ (سورہ الشعراء ۸۲-۹۱)

"اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا اے پروردگار مجھے علم و دانش عطا فرما اور نکوکاروں میں شامل کر اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک جاری کر اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر اور میرے باپ کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہیں اور جس دن لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کیجئے جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا وہ بچ جائے گا اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔"

اسی طرح عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام بھی آخرت کو اسی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ اس وقت عظمت و سیادت کی انتہائی بلندی پر متمکن تھے، اس کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور سرسبز و شاداب ملک مصر ان کے تابع فرمان تھا، اس

www.abulhasanalinadwi.org

میں انہیں کا سکہ چلتا تھا، بوڑھے باپ اور عزیز خاندان سے ملا کر اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور قلب کو مسرت سے معمور کر دیا تھا، اسی طرح حضرت یوسفؑ کا اقبال اور جاہ وجلال دیکھ کر ان کے خاندان والوں میں بھی مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی تھی، یہ نعمتیں اور احسانات کسی عالی ہمت، حوصلہ مند شخص کو خوش اور مطمئن کرنے کے لئے کافی تھیں، لیکن اس وقت بھی یوسف علیہ السلام کے دل ودماغ پر آخرت اور حسن انجام کی فکر چھائی ہوئی تھی، جس نے ان کی نظروں میں اس رفعت وعظمت کو بالکل بے حقیقت بنا دیا تھا، ان کی نظروں میں اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی، چنانچہ وہ شکر، دعا، رضا اور خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہتے ہیں۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ (سورہ یوسف۔۱۰۱)

”اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکمت سے بھر دیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھے دنیا سے اپنی اطاعت کی حالت میں اٹھا اور آخرت میں اپنے نیک بندوں میں داخل کر۔“

نصیحت اور موعظت کا اصل محرک

آخرت پر ایمان اور وہاں ملنے والی ابدی سعادت اور لازوال شقاوت اور ان تمام انعامات (جنھیں اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے مہیا کر رکھا ہے)

www.abulhasanalinadwi.org

اور تمام عذابوں (جو نافرمان کافروں کے لئے تیار کئے گئے ہیں) کا ہمہ وقت نگاہوں کے سامنے ہونا، یہی انبیاء کرام کی دعوت اور ان کی پند و نصیحت کا اصل محرک ہے، یہی ان کو پریشان کرتا رہتا ہے، ان کی آنکھوں سے نیند اڑا دیتا ہے، اور ان کی پرسکون و پاکیزہ زندگی کو مکدر کر دیتا ہے، اور ان کو کسی حالت میں سکون اور کسی پہلو قرار نہیں ملتا، ان کی نگاہوں کے سامنے پھیلے ہوئے شر و فساد حالات کی ابتری اور ماحول میں خرابیوں کے پروان چڑھنے کی صورت میں ان کے دل و دماغ پر سب سے زیادہ اثر انداز اور ان کے لئے سب سے طاقتور محرک یہی فکر آخرت ہے، اور وہ اسی کو اپنی دعوت و تبلیغ کی اصل وجہ اور خوف و اضطراب کا اصل سبب قرار دیتے ہیں، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام (سب سے پہلے رسول جن کا قرآن تفصیل سے تذکرہ کرتا ہے) کے بارے میں ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ۙ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ (سورہ ہود۔ ۲۵، ۲۶)

''اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انھوں نے ان سے کہا کہ میں تم کو کھول کھول کر ڈر سنانے اور یہ پیغام پہنچانے آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے۔''

اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق بھی جو پرانے انبیاء کرامؑ میں سے ہیں اور ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے تھے، جن کو زندگی کی ساری سہولتیں میسر تھیں، جن کی دنیا بہت وسیع تھی، اور وہ بہت ہی خوشگوار زندگی گزار رہے تھے۔

وَاتَّقُوا الَّذِىْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ

www.abulhasanalinadwi.org

وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورہ شعراء۔۱۳۲۔۱۳۵)

''اور اس نے جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو، ڈرو، اس نے تمہیں چوپایوں اور بیٹوں سے مدد دی، اور باغوں اور چشموں سے مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے سخت دن کے عذاب کا خوف ہے۔''

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں، یہ ایسی قوم میں مبعوث کئے گئے تھے، جن کی زندگی لطف وسعادت سے بھرپور تھی، اور ان کی سرزمین سرسبزی وشادابی سے لہلہا رہی تھی۔

اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ (سورہ ہود۔۸۴)

''میں تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا۔''

عقیدۂ آخرت کا اثر انبیاء کے متبعین پر

یہ اندازِ نظر صرف انبیاء ہی تک محدود نہیں رہا، بلکہ ان کی قوت تاثیر اور فیضِ صحبت سے ان کے متبعین اور ان پر ایمان لانے والوں پر بھی اس کا اثر پڑا، اور ان پر بھی اس زندگی کی کم مائیگی، بے حقیقتی اور ناپائیداری اور اخروی زندگی کی عظمت وابدیت واضح ہوگئی اور یہ کہ آخرت ہی وہ اہم اور عظیم حقیقت ہے، جس کے لئے مجاہدین جہاد کرتے ہیں، کام کرنے والے آگے بڑھتے ہیں، اور مقابلہ کرنے والے ایک

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ ''مومن آل فرعون'' کہتا ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ه مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا ج وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ

(سورہ المومن ۳۹۔۴۰)

''بھائیو یہ دنیا کی زندگی چندروز فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے، جو برے کام کرے گا، اس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا، اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت، اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہاں ان کو بے شمار رزق ملے گا۔''

اور فرعون کے جادوگروں کے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے چند ہی لمحے کے بعد جب فرعون نے ان کو دردناک سزا کی دھمکی دی اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ سزا کیا تھی، ان کی سزا تجویز ہوئی تھی، ان کے ہاتھ اور پیر کو مخالف سمتوں سے کاٹنا، (یعنی دایاں ہاتھ تو بایاں پیر، اور بایاں ہاتھ تو دایاں پیر) اور درختوں پر سولی دینا تو انھوں نے برجستہ جواب دیا۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ه اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ط وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّ

www.abulhasanalinadwi.org

اَبْقٰی ۝ اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ ط
لَایَمُوْتُ فِیْھَا وَلَایَحْیٰ ۝ وَمَنْ یَّاْتِہٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ
الصّٰلِحَاتِ فَاُولٰئِکَ لَھُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی ۝ جَنّٰتُ
عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا ط
وَذَالِکَ جَزَاءُ مَنْ تَزَکّٰی ۝ (سورہ طٰہٰ ۷۲-۷۶)

''انھوں نے کہا جو دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں ان پر اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تو آپ کو جو حکم دینا ہو دیدیجئے اور آپ جو حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اس دنیا کی زندگی میں دے سکتے ہیں ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور اسے بھی جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے، جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا اور جو اس کے روبرو ایماندار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کئے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے اونچے اونچے درجے ہیں یعنی ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہو۔''

اعمال کی غایت، آخرت میں سزا یا جزا

انبیاء کرام علیہ السلام سے بعید بلکہ ناممکن ہے کہ وہ (معاذ اللہ) اپنی امت اور ماننے والوں کو سیاست وحکومت یا دنیاوی منفعت کا لالچ دلائیں اور ان منافع

www.abulhasanalinadwi.org

کو ان کے ایمان کی قیمت اور اپنی دعوت قبول کرنے کا معاوضہ بتائیں، بلکہ اس کے خلاف حُبّ جاہ، شخصی یا قومی بلندی اور حوصلہ مندی کے تحت سر بلندی اور لوگوں پر غلبہ واستیلا کی پرزور مخالفت کرتے ہیں، قرآن بانگ دہل اعلان کرتا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

(سورۂ القصص ۔۸۳)

''وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو ملک میں ذاتی سربلندی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام نیک تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔''

انبیاء اپنے متبعین میں اللہ کی رحمت کی امید اور طلب پیدا کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہیں، اعمال کا تعلق آخرت کی جزاوسزا سے جوڑتے ہیں، اور بیان کرتے ہیں کہ یہ ایمان، اطاعت اور استغفار، اللہ کی رحمت کو جوش میں لاتے ہیں، روزی بکھیرتے ہیں، اور بارش لاتے ہیں، لوگوں کو قحط اور عسرت سے نجات دلاتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام اللہ سے اپنی قوم کی شقاوت و بدبختی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

(سورۂ نوح ۔۱۰-۱۲)

''اور کہا اپنے پروردگار سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے برابر مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں

www.abulhasanalinadwi.org

سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔"

اسی طرح ہود علیہ السلام اپنی قوم کو رب سے طلب مغفرت کی فہمائش کرتے ہیں، اور اس کے منافع بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ٥ (سورۂ ہود۔۵۲)

"اور اے قوم اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری طاقت بڑھائے گا، اور دیکھو گنہگار بن کر روگردانی نہ کرو۔"

یہ ایمان اور استغفار کی فطرت اور اس کی طبعی خاصیت ہے، جو اس سے کبھی الگ نہیں ہوسکتی، جیسے اور اشیاء کی فطرت نہیں بدل سکتی، دواؤں کی خاصیات ختم نہیں ہوسکتیں، اور فطرت کے قوانین اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتے۔

انبیاءؑ اور ان کے متبعین کی سیرتوں میں آخرت کا مقام

آخرت کی اہمیت، دنیا پر آخرت کی ترجیح اور دنیا اور اس کے مال ومتاع کو بے قیمت سمجھنے کی دعوت محض زبانی دعوت نہ تھی، نہ صرف امتیوں کے لئے تھی بلکہ یہی ان کی زندگی کا بنیادی اصول اور ان کا طرز عمل تھا، وہ اس پر سب سے پہلے خود ایمان لاتے تھے، اور اپنے خاص لوگوں میں، اپنے خاندان میں، اور اپنی پوری زندگی میں، اسی راہ پر گامزن رہتے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام اپنی پوری جماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلیٰ مَآ اَنْھَاکُمْ عَنْہُ ؕ

(سورۂ ہود ۸۸)

''اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں۔''

وہ دنیا کی طرف سے بے فکر اور آخرت کی طرف ہمہ تن متوجہ رہتے تھے، انھوں نے بلند مراتب اور اہم مناصب سے بے توجہی برتی، اور اپنی دعوت کی راہ میں ان کو قربان کردیا، اور ''قیمتی مواقع'' ضائع کردیئے، حالانکہ ان میں اکثر ایسے تھے کہ جن کا مستقبل روشن اور درخشاں تھا، اور وہ اپنی ذہانت، ذکاوت، مہارت، خاندانی شرافت ونجابت اور حاکم خاندان یا شاہی دربار سے تعلق کی بنا پر اپنے ماحول کے ممتاز اور ''درخشندہ'' لوگوں میں سے تھے، حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

یَاصَالِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا ؕ (سورۂ ہود۔۶۲)

''اے صالح تم تو ہماری امیدوں کا مرکز تھے۔''

اور انبیاء کے اہل بیت اور اہل خاندان نے بھی یہی روش اختیار کی جیسا کہ سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا۔

یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ؕ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ؕ (سورۂ الاحزاب ۲۸-۲۹)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

کی زینت وآرائش کی خواستگار ہوتو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں
اور اچھی طرح سے رخصت کردوں اور اگر تم خدا اور اس کے پیغمبر
اور عافیت کے گھر یعنی بہشت کی طلبگار ہوتو تم میں جو نیکو کاری
کرنے والی ہیں ان کے لئے خدا نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

اور آپ کی صحبت کی تاثیر تھی کہ تمام ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ترجیح دی اور دوسروں کے ساتھ خوشحالی اور عیش وآرام کی زندگی سے منہ موڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فقر اور قناعت کی زندگی کو پسند کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے اہل بیت کے طرز معیشت سے کون ناواقف ہے، وہ سیرت وتاریخ کا ایک روشن باب ہے، جو تعجب خیز بھی ہے، اور سحر انگیز بھی، وہ قلوب کو عظمت وہیبت سے معمور کر دیتا ہے، منہاج نبوت پر چلنے والوں اور دین حق کے داعیوں کے لئے روشنی کا مینار قائم کرتا ہے، اس زندگی کا ہمیشہ کا شعار تھا، "اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ (۱) (اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے) —— اور جس کی مقبول دعا تھی: "اللھم اجعل رزق ال محمد قوتا" (۲) (اے اللہ آل محمد کے رزق کو صرف گزر بسر کے لائق رکھ)۔

نبوی اور اصلاحی دعوتوں کا فرق

انبیاء کی آخرت پر ایمان کی دعوت اور اس کی اہمیت کی تبلیغ وتشہیر صرف اخلاقی یا اصلاحی ضرورت کے تحت نہیں تھی، جس کے بغیر اسلامی معاشرہ کیا، کوئی بھی معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا، نہ پاکیزہ تمدن کی بنیاد پڑسکتی ہے، یہ طرز فکر بھی اگرچہ قابل تعریف ہے، لیکن انبیاء کے طریق کار ان کی سیرت اور ان کے خلفاء کے

(۱) بخاری (۲) ایضاً

www.abulhasanalinadwi.org

طریق کار سے بالکل مختلف ہے، ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلے (انبیاء کے) طریقہ میں یہ ایمان، وجدان، قلبی جذبہ واحساس اور ایسا عقیدہ ہے کہ جو انسان کے احساسات، خیالات، افکار اور اعمال پر پوری طرح قابو حاصل کر لیتا ہے، اور دوسرے طریقہ میں صرف اعتراف، اقرار اور ضابطہ کی حیثیت رکھتا ہے، اول الذکر حضرات آخرت کے متعلق گفتگو کرتے ہیں، تو تڑپ، وارفتگی اور لذت کے ساتھ، اور اس کی طرف دعوت دیتے ہیں، تو جوش وقوت کے ساتھ اور دوسرے لوگ اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو اخلاقی یا معاشرتی ضرورت کی حد تک اور اصلاح یا اخلاقی تنظیم کے جذبے سے اور داخلی جذبہ وجدان اور شعور کے تقاضوں اور اجتماعی مصالح اور منطقی ضرورتوں کو تسلیم کرنے کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔

ایمان بالغیب کا مطالبہ

انبیاء کی دعوتوں اور ان کی کتابوں کی خصوصیات اور نبوت کی ممتاز اور واضح خطوط ہی میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ وہ ایمان بالغیب پر بہت زور دیتے ہیں، اور ہدایت اور دین سے فائدہ حاصل کرنے کی بنیادی شرط، ہدایت یافتہ لوگوں کا شعار اور ارباب صلاح وتقویٰ کی اہم پہچان قرار دیتے ہیں، اور بہت زور اور قوت کے ساتھ اس کا مطالبہ کرتے ہیں، چنانچہ قرآن کہتا ہے۔

الٓمّٓ ۔ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔
اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاأُنْزِلَ اِلَيْكَ
وَمَـاأُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِـالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔
اُوْلٰـئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُوْلٰـئِكَ هُمُ

www.abulhasanalinadwi.org

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ ۱-۵)

''یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں کہ کلام خدا ہے،
خدا سے ڈرنے والوں کی رہنما ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور
آداب کے ساتھ نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے
اسی میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو کتاب (اے محمدؐ) تم پر نازل
ہوئی اور جو کتاب تم سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی سب پر ایمان
لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار
کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں''

اور جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اور اسلام (جو تمام انبیاء کا دین ہے) پر ایمان لاتے ہیں، ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اللہ کی بلند و برتر صفات، اس کی لامحدود قدرت اور اس کے محیر العقول افعال کی دل سے تصدیق کریں، جو بسا اوقات ناقص تجربات، محدود علم اور کمزور عقل کو چیلنج کرتے ہیں، اور رسولوں کی لائی ہوئی اور آسمانی کتابوں میں ذکر کی ہوئی تمام باتوں پر صدق دل سے ایمان لائیں اور ان خبروں پر جن کا نہ کبھی انسان نے تجربہ کیا نہ حواس ظاہرہ نے اس کی تصدیق کی، نہ عقل نے ان کو قبول کیا، یقین کریں اور صرف رسولوں کی خبروں اور ان کی بیان کی ہوئی اور اللہ کی طرف منسوب کی ہوئی، باتوں میں ان کی سچائی کے اعتماد پر اور اس اعتماد پر کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، جس کو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ بہت بڑا خالق ہے، بے مثل، اشیاء کا بنانے والا، اور اپنے ارادوں میں آزاد و خود مختار ہے، اسے اپنے پیدا کئے ہوئے اسباب و ذرائع کی بھی ضرورت نہیں اور نہ وہ خود اپنے متعین کئے ہوئے طریقوں کا پابند ہے، بلکہ وہ ہمیشہ سے ان کا خالق و مالک ہے، ان میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے، ان کا حاکم ہے، ان کی ڈور اللہ کے ہاتھ سے نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

چھوٹی ہے، نہ وہ اپنے وجود وارادہ میں آزاد و خود مختار ہوتے ہیں، اس طرح اس کے احکام، مقدمات اور وسائل و ذرائع پر موقوف بھی نہیں ہیں۔

اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ۝

(سورۂ یٰسین۔۸۲)

''اس کا حکم یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو کرنا چاہے تو اس کو 'ہو' کہے اور وہ اسی وقت ہو جائے۔''

قرآن مجید اور دوسری آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ کے ایسے عجیب صنائع، معجزات اور خارق عادات افعال سے بھری ہوئی ہیں کہ ایمان بالغیب، اللہ کی بے مثل قدرت اور مشیت قاہرہ پر یقین اور ان کتابوں کی صحت اور ان رسولوں کی سچائی (جن پر یہ کتابیں نازل کی گئیں، اور انھوں نے لوگوں کو ان سے باخبر کیا) پر کامل اعتماد ہی ان کا متحمل ہو سکتا ہے، اور ان کی تصدیق و تائید کر سکتا ہے، لیکن وہ ایمان جس کی بنیاد محسوسات، مانوس حوادث، ظاہری عقل کی مطابقت اور کتابی علوم پر استوار ہوتی ہے، وہ یا تو ان کو قبول کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے بالکل انکار کر دے گا یا ان پر یقین کرنے میں تذبذب کا شکار ہوگا، اور ٹھوکر کھائے گا، یا ان کی ایسی تاویل کرے گا، جس سے وہ اس کی معلومات و محسوسات کے مطابق ہو جائیں، اسی لئے اللہ نے فرمایا۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلۡمُهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ مِّنۡهَا بَلۡ هُمۡ مِّنۡهَا عَمُوۡنَ ۝ (سورۂ النمل۔۶۶)

''بلکہ تھک کر گر گیا ان کا علم آخرت کے بارے میں بلکہ ان کو شبہ ہے اس میں، بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔''

قرآن نے دونوں فریقوں کا فرق واضح کر دیا ہے، ایک فریق وہ ہے جس کو اللہ نے ایمان کامل سے نوازا ہے، اور اسلام کے لئے ان کا سینہ کھول دیا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرا فریق وہ ہے جن کی عقلوں اور دلوں کا دروازہ اللہ کی جانب سے آئی ہوئی اکثر چیزوں کے لئے بند کردیا گیا ہے، چنانچہ اس فرق کی بہترین تصویر کشی کرتے ہوئے کہتا ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام۔۱۲۶)

”تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اس طرح خدا ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب بھیجتا ہے۔“

قرآن نے اللہ کی ایسی صفات اور ایسے افعال ذکر کئے ہیں، جن کا اقرار اور ان کی تصدیق ایمان بالغیب کے بغیر ممکن ہی نہیں، اسی طرح وہ ایسے حوادث، واقعات، خدا کے انعامات اور اس کی سزاؤں، رسول کے حالات، ان کے ہاتھوں صادر ہونے والے معجزات اور ان کی تائید میں ظاہر ہونے والی نشانیوں کا تذکرہ کرتا ہے، جن پر یقین ایمان بالغیب کے علاوہ کسی کے بس کا ہے، نہ کوئی دوسری تعلیم یا طاقت ان کی متحمل ہوسکتی ہے، اور نہ انتہائی مضحکہ خیز تکلفات عربی زبان کے قوانین کی خلاف ورزی، زبان واہل زبان پر ظلم، اللہ تعالیٰ پر زیادتی اور انتہائی بے شرمی کے بغیر ان کی عقلی توجیہ ہی ممکن ہے، نہ طبعی قوانین سے مطابقت کی کوئی صورت، جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے لئے سمندر کا پھٹ جانا، پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کی ضرب سے بارہ چشموں کا جاری ہونا، بنی اسرائیل کی جماعت پر پہاڑ کا سایہ کی طرح بلند ہونا

www.abulhasanalinadwi.org

اوران ہی کی ایک جماعت کا موت کے بعد زندہ ہونا، انہی کے کچھ لوگوں کے چہروں کا مسخ ہو کر ذلیل بندروں کی طرح ہو جانا ذبح کی ہوئی گائے کے ایک ٹکڑے کے مس کرنے سے اس مقتول کا زندہ ہونا، جس کا قاتل معلوم نہیں تھا، ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ میں مناسب ٹھنڈک آجانا، سلیمان علیہ السلام کے سدھائے ہوئے پرند کی گفتگو، خود ان کا چیونٹیوں کی گفتگو کو سمجھنا، ہواؤں کے دوش پر صبح وشام میں ایک ماہ کی مسافت طے کرنا، پلک جھپکتے میں ملکۂ سبا کے تخت کا منتقل ہونا مچھلی والے نبی کا قصہ، ان کا مچھلی کے پیٹ سے زندہ سلامت نکلنا، خلاف عادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پتھر کے ریزوں سے اصحاب الفیل کی ہلاکت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر وہاں سے آسمان کا سفر اور اس طرح بے شمار واقعات جن سے قرآن اور دوسری آسمانی کتابیں بھری پڑی ہیں، ان سب کو ایمان بالغیب ہی قبول کرسکتا ہے، ایسا ایمان جس نے ایسے اللہ پر یقین کرلیا ہو، جس کی قدرت تمام چیزوں پر محیط اور حاوی ہے۔

ایمان بالغیب اور ایمان بالظاہر

کیونکہ جس ایمان کی بنیادیں صرف محسوسات اور تجربات پر استوار ہوئی ہوں، جو مشہور اور مانوس چیزوں کا ہی ساتھ دے سکتا ہو، جو تکوینی طریقوں، طبعی اصولوں اور محسوسات کے دامن میں پناہ لیتا ہو، وہ ایمان محبوس اور مقید ایمان ہے، محدود اور مشروط ایمان ہے، وہ اعتماد کے قابل نہیں ہوسکتا، نہ ادیان کا ساتھ دے سکتا ہے، نہ انبیاء کرام کی دعوت، ان کی مطلوبہ تصدیق مطلق، دائمی اعتماد، فوری اطاعت واتباع اور جہاد وقربانی کی راہ میں فنائیت سے کوئی مناسبت رکھتا ہے، درحقیقت اس کا ایمان نام رکھنا ہی درست نہیں، وہ تو صرف علم وتحقیق ہے، منطقی قوانین کے

www.abulhasanalinadwi.org

سامنے سپر اندازی ہے، حواس و تجربات کی بے قید اطاعت ہے اس میں کوئی فضیلت وامتیاز نہیں، اور نہ وہ دین کے ساتھ مخصوص ہے، کیونکہ ہر عقل مند انسان اپنی زندگی میں اپنے تجربات، اپنی معلومات کے نتائج اپنی محسوسات اور اپنی عقل کے اشاروں پر اعتماد و یقین رکھتا ہے۔

اور اس ''طبیعاتی'' یا ''منطقی'' ایمان والے شخص کو آسمانی کتابوں اور الٰہی مذاہب کے سامنے قدم قدم پہ دقتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ دین کی روح اور اس کے حقائق کے بارے میں مستقل کشمکش میں گرفتار رہتا ہے، جیسا کہ ایک عارف نے کہا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

اور ''پائے چوبیں'' تیز چلنے، آزادی کے ساتھ قدم اٹھانے اور اِدھر اُدھر مڑنے میں انسان کا ساتھ نہیں دے سکتا، یہی وجہ ہے کہ خالص استدلالی ذہن کا انسان رسولوں کی لائی ہوئی اور آسمانی کتابوں کے بیان کئے ہوئے حقائق اور اس علم جدید، اپنی یقین کی ہوئی محسوسات، مادیات اور محدود معلومات پر مبنی اصولوں کے درمیان حائل وسیع خلیج کی وجہ سے یا تو تحریفات اور دور از کار تاویلات کا سہارا لیتا ہے یا الحاد پر مجبور ہو جاتا ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَاوِيْلُهٗ ٥ (سورۂ یونس ۳۹)

''حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکے اس کو نادانی سے جھٹلا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں''

لیکن ایمان بالغیب سے بہرہ ور اور اللہ کی قدرت کاملہ اور اس کی آزاد

www.abulhasanalinadwi.org

وخود مختار مشیت پر یقین رکھنے والا، رسولوں کی لائی ہوئی، ان کی بیان کی ہوئی خبروں اور اللہ کے متعلق ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین اور ان کی تصدیق کرنے والا کشمکش اور تذبذب کا شکار نہیں ہوتا بلکہ وہ آرام وسکون محسوس کرتا ہے، مذاہب کی روح اور ان کی خبروں سے ایک طرح کی انسیت اور تعلق محسوس کرتا ہے، اس نے ایک بار محنت کی اور غور وفکر کیا، پھر اس کو اطمینان وسکون حاصل ہو گیا، غور وفکر کیا، اللہ پر ایمان کے بارے میں، رسول کی سچائی کی بارے میں اور رسول کی بتائی ہوئی باتوں میں اس کی عصمت کے بارے میں۔

وَمَايَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ ۝

(سورۃ النجم ۳-۴)

''نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے، یہ تو وحی ہے بھیجی ہوئی۔''

پھر ایمان لے آیا اور مطمئن ہو گیا، اب وہ نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ ان تمام چیزوں پر یقین کر لیتا ہے، جنھیں اللہ کے رسولؐ نے بیان کی ہوں اور صحیح طریقہ سے نقل کی گئی ہوں، جیسے پہلے ہی سے وہ ان سے آشنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان دونوں نفسیات کا فرق بھی بیان کر دیا ہے، ایک اس شخص کی نفسیات جس نے اپنی عقل کو صحیح نقل شدہ اور رسول سے ثابت شدہ امور کے سامنے سرنگوں کر دیا، دوسرے اس شخص کی نفسیات جو اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ کتاب اللہ اور رسول کی لائی ہوئی باتوں کی اپنی عاجز عقل اور محدود علم کے تابع بنائے اور ان پر اپنی دور از کار تاویلات کو مسلط کر دے، چنانچہ کہتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰیَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ

هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ

قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

www.abulhasanalinadwi.org

وَابْتِغَاءَ تَاوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ
وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ
عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ رَبَّنَا لَا
تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ (سورہ آل عمران-۷،۸)

''وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں تا کہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتہ لگائیں حالانکہ مراد اصلی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جو لوگ علم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو عقل مند ہی قبول کرتے ہیں، اے پرودگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔''

اسی طرح اس شخص کی نفسیاتی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے، جو اپنی مصالح خواہشات اور ظاہر بیں اور سطحی عقل کے مناسب مشہور و مانوس چیزوں ہی میں زندگی گزار سکتا ہے، ان ہی کو قبول کرتا ہے اور ان ہی پر ایمان لاتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ
خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى
وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

www.abulhasanalinadwi.org

الْمُبِیْنُ ۔ (سورہ الحج۔۱۱)

''اور لوگوں میں بعض وہ ہیں جو عبادت کرتے ہیں اللہ کی کنارے پر پھر اگر پہنچتی ہے اس کو بھلائی تو مطمئن ہو جاتا ہے اس عبادت پر اور اگر پہنچتی ہے اس کو کوئی تکلیف تو وہ پھر جاتا ہے الٹا، گنوا دی اس نے دنیا اور آخرت یہی ہے صریح نقصان۔''

افسوس کہ ہمارے اسلامی ادب اور ہمارے مذہبی تعلیم اور دعوت دین کے انداز نے یقین اور جوش کے ساتھ ایمان بالغیب کی طرف دعوت دینے میں بڑی کوتاہی کی ہے اور اس کو تقویت دینے کے لئے ادبی و فکری غذا مہیا کرنے اور اس پر زور دینے میں تساہلی سے کام لیا ہے، اور بعض ہمارے معاصر انشا پرداز (محاسن اسلام کو پیش کرنے اور جدید ذہن سے ان کو قریب کرنے میں ان کے فضل و کمال کے اعتراف کے ساتھ) دین کو جدید عقلی انداز میں ڈھالنے کی طرف متوجہ ہیں، اور دین کی ایسی تشریح کر رہے ہیں، جو جدید علم اور جدید عقل سے میل کھاتی ہو، لیکن اس نے ایک حد تک غیر ارادی طور سے ایمان بالغیب کی روح کو نقصان پہنچایا ہے، اور تعلیم یافتہ مسلم نوجوان اسی کے عادی ہوتے جا رہے ہیں، وہ انھیں چیزوں کی طرف لپکتے ہیں، جو مانوس ہوں، مقررہ اصولوں کے مطابق ہوں اور طبعیاتی زندگی میں بار بار سامنے آ رہی ہوں، لیکن جو واقعات ان اصولوں سے الگ یا ان کے خلاف واقع ہوتے ہوں اور جن کی تصدیق میں گہرے اور ہمہ گیر یقین و ایمان کی اور مخبر کی سچائی پر اعتماد کی ضرورت ہو، ان کو بہت تذبذب کے بعد اور بڑی مشکل سے قبول کرتے ہیں، نہ ان کی طرف لپکتے ہیں نہ انھیں خوش آمدید کہتے ہیں، اور ان کو ان حادثات کی تصدیق میں اپنی بار بار سنی ہوئی اور ایمان لائی ہوئی اس بات کی مخالفت نظر آتی ہے کہ اسلام ایک عقلی اور علمی مذہب ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی یہ تعریف

www.abulhasanalinadwi.org

بالکل صحیح ہے، اور یہ صحیح ہے کہ معقولات و منقولات میں کوئی تضاد نہیں، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں، لیکن عقل انسانی کے درجہ اور معیار مختلف ہوتے ہیں، ہمارے زمانہ کے بڑے شہروں اور حکومتوں کے مراکز میں پائی جانے والی عجیب و غریب مصنوعات اور تمدن کی سہولتیں ایک دہقانی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی ہیں، اسی طرح ایک عام انسان کی عقل عصر حاضر میں انسانوں کی ایجادات اختراعات مثلاً ایٹمی طاقت کی تسخیر اور مصنوعی چاند وغیرہ کو نہیں قبول کرسکتی، پھر جتنی بھی بلند پرواز اور عقل رسا کا تصور کیا جائے، بہر حال اس کے بھی حدود ہوں گے، اور اس کا دائرہ انھیں حدود تک محدود رہے گا، اور اسی کے مطابق اس کی ذمہ داریاں بھی ہوں گی، اور وہ انھیں ذمہ داریوں کی ادائیگی کی مکلّف ہوگا، اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جاسکتا۔

اس سلسلہ میں تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت بلکہ فلسفۂ تاریخ اور عمرانیات کے امام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون کی بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، وہ کہتے ہیں:

> ”تم فکر کی اس خام خیالی پر ہرگز اعتماد نہ کرو کہ وہ کائنات اور اس کے اسباب و عوامل کا احاطہ کرسکتی ہے، اور اس کے وجود کی ساری تفصیلات سے واقف ہوسکتی ہے اس معاملہ میں فکر کی خودرائی کو حماقت پر مبنی سمجھو اور یہ سمجھ لو کہ ہر صاحب ادراک انسان ابتدا میں یہی سمجھتا ہے کہ سارے موجودات اس کے علم و ادراک کے احاطہ میں آگئے ہیں، کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہی، لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے، تم بہرے کو دیکھتے ہو کہ اس کے نزدیک موجودات صرف چار محسوسات میں منحصر ہیں، مسموعات

www.abulhasanalinadwi.org

کی قسم سرے سے اس کے دائرہ سے خارج ہے، اسی طرح اندھا، اس کی شمار سے مرئیات کی قسم بالکل خارج ہو جاتی ہے، اور غیر محسوس اشیاء میں اگر ان کے آباء واجداد اور ان کے زمانہ کے بزرگوں اور دوسرے تمام لوگوں کا تقلیدی علم نہ ہوتو ان کے تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیں، لیکن وہ ان غیر محسوس اصناف کی اثبات میں عام لوگوں کی اتباع کرتے ہیں اور ان کو اپنی فطرت اور طبیعت ادراکیہ کی مدد سے قبول نہیں کرتے، اگر بے زبان بولنے لگیں اور ان سے پوچھا جائے، تو ہم ان کو معقولات کا منکر ہی پائیں گے، اور ان کے نزدیک معقولات کا پورا خزانہ ساقط الاعتبار ہوگا، اور جب یہ بات واضح ہوگئی تو بہت ممکن ہے ایسے مدرکات بھی عالم میں موجود ہوں جو ہمارے ادراک سے باہر ہوں، کیونکہ ہمارے ادراکات مخلوق اور حادث ہیں، اور اللہ کی مخلوقات انسان کی معلومات سے کہیں زیادہ ہیں، اور موجودات کا حصر ممکن ہی نہیں ان کا دائرہ بہت وسیع ہے اللہ ہی ان کا احاطہ کرسکتا ہے، لہٰذا موجودات کے احاطہ کے بارے میں اپنی ادراک اور اپنی مدرکات کی تردید کردو اور شارع علیہ السلام کے بتائے ہوئے عقیدہ اور عمل پر قائم رہو، کیونکہ وہ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں، اور تمہارے لئے نفع بخش چیزوں کو وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں، اور ان کے ادراکات تمہارے ادراکات سے بلند ہیں اور ان کی عقل کا دائرہ تمہاری عقل کے دائرہ سے وسیع ہے۔

اور یہ عقل اور اس کے ادراکات کے لئے کوئی عیب کی بات

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں کیونکہ عقل ایک صحیح ترازو کی طرح ہے اور اس کے احکام قطعی اور یقینی ہیں ان میں غلطی یا جھوٹ کا شائبہ نہیں، لیکن تم کو یہ امید نہیں کرنا چاہئے کہ اسی ترازو سے امور توحید و آخرت اور صفات الٰہیہ کی حقیقت بھی تول سکو گے، کیونکہ یہ امید محال ہے اور اس کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک شخص سونا تولنے والا کانٹا دیکھے تو یہ امید وابستہ کر لے کہ اسی سے پہاڑ بھی تول سکتا ہے، لیکن اس سے یہ بات تو ثابت نہیں ہوئی کہ کانٹا اپنی تول میں سچا نہیں اسی طرح عقل کے بھی حدود ہیں، جہاں اس کو ٹھہرنا پڑتا ہے ان سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتی کہ وہ اللہ کی ذات وصفات کو بھی اپنی ادراکات کے دائرہ میں داخل کر لے بلکہ وہ اس کے پیدا کئے ہوئے بے شمار ذرات میں سے ایک حقیر ذرہ ہے۔"(۱)

تکلفات سے پرہیز اور فطرت سلیمہ پر اعتماد

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات اور امتیازات اور ان کی خاص علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خودساختہ انداز واطوار اور تکلف وتصنع سے بالعموم اپنی پوری زندگی میں اور بالخصوص اپنی دعوت گفتگو اور دلائل میں بہت دور رہتے ہیں، اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول:۔

مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (سورہ ص۔۸۶،۸۷)

"میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں

---

(۱) مقدمہ ابن خلدون۔ علم کلام ۳۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

میں ہوں یہ قرآن تو اہل عالم کے لئے نصیحت ہے۔"

تمام انبیائے سابقین کی حالت کی تصویر کشی کر رہا ہے، وہ سب کے سب ہمیشہ فطرت سلیم اور عقل عام کو فطری، سادہ اور پیچیدگیوں سے پاک انداز سے مخاطب کرتے ہیں، جس کا سمجھنا نہ تو نادر ذہانت پر موقوف ہوتا ہے، نہ امتیازی علم پر، نہ مختلف علوم وفنون کے ہمہ گیر اور گہرے مطالعہ پر، نہ علمی اصطلاحات کی واقفیت پر نہ منطق وفلسفہ، ریاضی، فلکیات اور سائنسی علوم کی معرفت پر بلکہ جس طرح خواص اس سے دلچسپی لیتے ہیں، اسی طرح عوام بھی اس کو سمجھتے ہیں، اور جس طرح علماء اس سے استفادہ کرتے ہیں، اسی طرح کم علم بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ہر ایک اپنے علم وفہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

انبیاء کی تعلیمات جس طرح سادہ اور بے تکلف زندگی گزارنے والی قوموں کے حالات سے مطابقت رکھتی ہیں، اسی طرح بلند تہذیب وتمدن رکھنے والی قوموں کی حالت کے بھی موافق ہوتی ہیں، وہ نہ دقیق اور پیچیدہ سوالوں کو اٹھاتے ہیں، نہ انھیں ضروری قرار دیتے ہیں، ان کا کلام میٹھے اور خوشگوار پانی کی طرح ہوتا ہے، ہر شخص اس کو استعمال کرتا ہے اور اس کا ضرورت مند بھی رہتا ہے، حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اپنی بے نظیر کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

> "انبیائے کرام کی سیرت میں یہ بھی نظر آتا ہے کہ وہ لوگوں سے ان کی عقل کے اسی معیار کے مطابق جس پر وہ پیدا کیے گئے ہیں، اور انھیں علوم کے مطابق جو انھیں اصل خلقت کے اعتبار سے حاصل ہیں گفتگو کرتے ہیں، اور یہ اس وجہ سے کہ انسان جہاں بھی ہوگا اصل خلقت میں اس کے ادراک کی ایک حد ہوگی

www.abulhasanalinadwi.org

جو اور تمام حیوانات سے آگے ہوگی، سوائے اس کے کہ مادہ بالکل ناقص ہو، اور کچھ علوم ایسے بھی ہیں، جن تک خرق عادت کے بغیر کوئی نہیں پہنچ سکتا، جیسے انبیاء و اولیاء کے نفوس قدسیہ یا سخت محنت و ریاضت کے ذریعہ اس تک رسائی ممکن ہے، جو اس کے نفس کو اپنی دسترس سے باہر کے علوم حاصل کرنے کے لائق بنادے یا طویل مدت تک حکمت اور اصول فقہ وغیرہ کی مشق و ممارست کے ذریعہ ان علوم کی تحصیل ممکن ہے۔

اور انبیائے کرام لوگوں کو اسی سادہ ادراک کے مطابق مخاطب کرتے ہیں، جو ان کو اصل خلقت کے اعتبار سے ودیعت کی گئی ہے، اور وہ نادر اور قلیل الوجود چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات کا مکلّف نہیں بناتے کہ اپنے رب کو تجلیات اور مشاہدات کے ذریعہ پہچانیں، یا دلائل و قیاسات کے ذریعہ اور نہ اس کا مکلّف کرتے ہیں کہ اس کو تمام جہات سے منزہ سمجھیں، کیونکہ ریاضیات میں مشغول رہنے والے کے لئے تقریباً ناممکن ہے، جو طویل مدت تک معقولیوں کے ساتھ نہ رہا ہو اور انھوں نے اسے استنباط و استدلال کے طریقے اور استحسان کے وجوہ، دقیق اور ناقابل فہم مقدمات کے ذریعہ اشباہ و نظائر کا فرق اچھی طرح سمجھا نہ دیا ہو اور وہ تمام چیزیں ذہن نشین نہ کرادی ہوں جن پر اصحاب الرائے اصحاب الحدیث پر فخر کیا کرتے ہیں۔

اور ان لوگوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ ایسی چیزوں میں مشغول نہیں ہوتے، جو تہذیب نفس یا سیاست امت سے متعلق نہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں، جیسے فضا کے حادثات کے اسباب کا بیان مثلاً بارش، گرہن، ہالہ وغیرہ یا عجیب وغریب حیوانات اور نباتات یا چاند سورج کی رفتار اسی طرح روزانہ کے حادثات انبیاء، بادشاہوں اور شہروں کے قصے وغیرہ کے علاوہ الا ماشاء اللہ، چند معمولی باتوں کے جن سے ان کے کان پہلے ہی سے آشنا رہے ہوں، اور یہ چیزیں بھی اللہ کی نعمتوں اور مصیبتوں کے ذریعہ تذکیر کے ضمن میں برسبیل تذکرہ اجمالی طریقہ سے بیان کی جاتی ہیں اور ان جیسی چیزوں میں استعارات اور مجازات کا استعمال بھی جائز ہوتا ہے۔

اور اسی اصول کی بنا پر جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کی وجہ دریافت کی تو اللہ نے اس سے اعراض کیا اور مہینوں کے فوائد بیان فرمائے، چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (سورہ البقرہ۔۱۸۹)

"لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں چاند کے بارے میں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں اور حج کے لئے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں"

تم بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہو کہ ان فنون اور ان کے علاوہ اسباب وعلل سے الفت وتعلق کی وجہ سے ان کا ذوق فاسد ہو گیا ہے اور وہ لوگ رسولوں کے کلام کو اس کے موقع ومحل کے خلاف استعمال کرتے ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔" (۱)

(۱) حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۸۶ مطبوعہ مصر

www.abulhasanalinadwi.org

اوراسی کتاب میں دین کی آسانی اور سہولت کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اوران ہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شارع علیہ السلام نے لوگوں کو حکمت وکلام اوراصول کے وقائق معلوم کرنے سے قبل، اصل خلقت کے اعتبار سے عطا کئے ہوئے معیار عقل کے مطابق مخاطب کیا ہے، چنانچہ اللہ نے اپنے لئے جہت بھی ثابت کیا، اور فرمایا "الرحمن علی العرش استوی" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حبشیہ سے کہا، اللہ کہاں ہے، اور اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو آپؐ نے فرمایا، یہ مومنہ ہے، اسی طرح استقبال قبلہ اور نمازوں اور عیدین کے اوقات معلوم کرنے کے لئے ہیئت اور ہندسہ کے مسائل حفظ کرنے پر مجبور نہیں کیا، اور آپ نے فرمایا "القبلة ما بین المشرق و المغرب" اور الحج یوم تجمعون والفطر یوم تفطرون"۔ واللہ اعلم بالصواب۔'' (۱)

اور شاہ صاحب سے پہلے ہی حجۃ الاسلام امام غزالیؒ (متوفی ۵۰۵ھ) علم کلام پر اسلوب قرآن کی فوقیت اور دونوں کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن کے دلائل غذا کی طرح ہیں، ان سے ہر انسان فائدہ اٹھاتا ہے، اور متکلمین کے دلائل دوا کی طرح، ان سے چند لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، اور اکثر لوگ نقصان، بلکہ قرآن کے دلائل پانی کی طرح ہیں، جس سے شیر خوار بچے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں،

(۱) حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲۲ مطبوعہ مصر

www.abulhasanalinadwi.org

اور قوی انسان بھی ، اور دوسری تمام دلیلیں غذا کی طرح ہیں جن
سے قوی کبھی فائدہ اٹھاتے ہیں ، کبھی بیمار ہو جاتے ہیں ، اور
بچوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔" (۱)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کہتے ہیں (جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتابوں میں بار بار نقل کرتے ہیں)

"میں نے کلامی طریقوں اور فلسفیانہ اصولوں میں بہت غور کیا، لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی بیمار کو شفا دیتے ہیں، یا کسی پیاسے کی پیاس بجھاتے ہیں ، اور (انسانی ذہن سے) قریب ترین انداز میں قرآن کے انداز کو پایا، اور جو کوئی بھی میری طرح تجربہ کرے گا، اس کو یہی بات نظر آئے گی۔"

نبوت کی طبعی خصوصیات ، اس کی علامتوں ، انبیائے کرام کے اندر اور دعوت و تبلیغ میں یا نجی زندگی اور لوگوں کے ساتھ معاشرتی زندگی میں، ان کی سیرتوں سے، اس زمانہ کے لوگوں، عقلوں اور طبائع کی دوری اور ناواقفیت کی وجہ سے میں نے اس مضمون کو بہت پھیلا کر بیان کیا اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ مصنوعی انداز کلام، طرز استدلال اور دعوت و تنظیم کے جدید اصولوں نے بڑی زیادتی کی ہے، یہاں تک کہ لوگ انبیاء کے طریقوں اور ان کی سیرتوں سے غافل ہو گئے ، بلکہ ان کے استخفاف تک پہنچ گئے ، اور فہم قرآن ان کے لئے بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا، اب حال یہ ہے کہ وہ اس کے حکیمانہ اسلوب سے لطف اندوز ہونے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے ، اور تاویلات و تکلفات کا سہارا لینے لگے ہیں ، حالانکہ آج تک دعوت و تبلیغ میں انبیاء کی سیرت ہی مثالی سیرت ہے، اور قرآن کا اسلوب ہی فطری،

(۱) الجام العوام عن علم الکلام ص ۲۰

www.abulhasanalinadwi.org

بلیغ اور حکیمانہ اسلوب ہے، جس پر ہر زمانہ کی عقلیں مطمئن ہوتی ہیں، دلوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور ہر گروہ اور ہر طبقہ اس میں کافی وضاحت اور شافی علاج پاتا ہے "تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ" صاحب حکمت اور قابل تعریف کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تیسرا خطبہ

ہدایت کے امام اور انسانیت کے قائد

خود ساختہ رہنماؤں کا انسانیت کے ساتھ مذاق

نوع انسانی اپنی طویل تاریخ میں ہمیشہ خود ساختہ رہنماؤں اور برسر اقتدار شخصیتوں کا کھیل اور مذاق، اور قانون سازوں اور حکماء کے تجربات کا نشانہ بنتی رہی ہے، ایسے لوگوں نے اپنے ابنائے جنس اور اپنے ہی جیسے انسانوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک بچہ کاغذ کے کسی پرزے کے ساتھ کرتا ہے، بچہ کبھی کاغذ کو لپیٹتا، کبھی پھیلاتا، کبھی کھولتا کبھی بند کرتا اور جب جی چاہے پھاڑتا اور جلا ڈالتا ہے۔

ان کے لئے انسانی زندگی، اس کی ترقی کے امکانات اور اس کے وسیع مضمرات کی کوئی قیمت نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے انسان میں اطاعت اور فرمانبرداری کی جو صلاحیت ودیعت فرمائی ہے، اور قائدین پر اعتماد اور جاں نثاری کی جو صفت رکھی ہے، اس کے سلسلے میں انھوں نے نہ خدا ترسی سے کام لیا، نہ حق و انصاف کے تقاضے پورے کئے، نہ کسی تعلق اور ذمہ داری کا لحاظ کیا اور اسے انھوں نے اپنی خواہش و منشا کا آلۂ کار اور قیادت و سیادت اور اغراض کا ذریعہ بنالیا، اور ان قائدین کی کوتاہ نظری

www.abulhasanalinadwi.org

خطا کاری وگمراہی، اور غلط فہمی وغلط بیانی نفس پرستی وبوالہوسی، انفرادی واجتماعی انانیت، قومی ووطنی عصبیت نے بدقسمت انسان کے سر پر طویل بدبختی اور مصیبت لاد دی ہے، انھوں نے اپنے اخلاص، بصیرت، خلائق دوستی اور احترام انسانیت کے بارے میں مستقل شبہات پیدا کر دیئے اور اس بات کی اب کوئی ضمانت نہیں رہی کہ انسانیت ان کے زیر سایہ پھل پھول سکتی ہے —— تاریخ انسانی ان المیوں اور رسوائیوں، اور ایک ساتھ ہنسانے اور رُلانے والے واقعات سے بھری ہوئی ہے، اور مشرق ومغرب میں آج بھی بہت سی قومیں انھیں طالع آزما ستم ظریف قائدین کے رحم وکرم پر زندگی گزار رہی ہیں، جو اس سے کھیلتے، اسے گیند کی طرح لڑھکاتے اور اس پر ہر روز نئے تجربے کرتے رہتے ہیں، اور پھر خود ہی ان تجربات کی غلطی وناکامی کا اعتراف بھی کرتے ہیں، اور کبھی ان سے اقتدار حاصل کرنے والا ان کا جانشین انھیں رسوا کرتا اور ان کے کرتوتوں سے پردہ اٹھاتا ہے، اور کبھی انھیں تاریخ محفوظ کر دیتی اور آنے والی نسلیں ان سے واقف ہو جاتی ہیں۔

غلطیوں سے پاک انبیاءؑ کی ضرورت

ان ناکام تجربوں اور غلط نتائج کی زد سے عقائد وایمانیات بھی محفوظ نہیں رہے جن پر حسن انجام، دنیا کی سعادت اور آخرت کی نجات کا دار ومدار ہے، اور جو صحیح اخلاق، صالح تہذیب، بندے کو خدا سے ملانے والی عبادات اور شریعتوں کی تشکیل وتکمیل کرتے ہیں، اور جن میں کسی غلطی کی تلافی بہت مشکل بلکہ ناممکن ہوتی ہے، اس لئے ایسے قائدین کی ضرورت پیدا ہوئی جو امانت دار، گمراہیوں اور غلطیوں سے پاک، ہر لالچ اور نفع اندوزی اور مادی معاوضہ کی خواہش سے بری ہوں، جو خواہشات سے مغلوب اور جذبات سے متاثر نہ ہوتے ہوں، جو اپنی رائے اور ناقص

www.abulhasanalinadwi.org

معلومات، محدود تجربوں اور ذاتی مصلحتوں کے ماتحت کوئی فیصلہ نہ کرتے ہوں اور جب ان سے کبھی کوئی اجتہادی غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کے بعد وہ ان غلطیوں پر قائم اور مصر نہ رہتے ہوں۔

امانت داری اور اخلاص

اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ ہر مبعوث ہونے والا نبی اپنی امت کو اپنی امانت داری اور اخلاص و بے غرضی کا پورا یقین دلاتا ہے، سورہ شعراء میں ایک ایک نبی کی زبان سے جو وضاحت فرمائی گئی ہے، اور جو یقین دلایا گیا ہے، اسے پڑھئے۔

(۱) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (سورہ الشعراء۔۱۰۵۔۱۰۹)

"قوم نوحؑ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور اس کام کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو رب العالمین ہی پر ہے۔"

(۲) كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (سورہ الشعراء۔۱۲۳۔۱۲۷)

"عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی ہودؑ

www.abulhasanalinadwi.org

نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، کیوں نہیں؟ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں تو خدا سے ڈرو اور میری بات مانو، اور میں اس خدمت کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا، میرا معاوضہ تو جہانوں کے پروردگار کے پاس ہے۔"

۳ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوهُمْ صَالِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۚ (سورہ الشعراء۔۱۴۱۔۱۴۵)

"قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں؟ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں تو خدا سے ڈرو اور میری بات مانو اور میں اس خدمت کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا میرا معاوضہ تو جہانوں کے پرور دگار کے پاس ہے۔"

۴ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۚ (سورہ الشعراء۔۱۶۰۔۱۶۴)

"قوم لوط نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا کہ تم تقویٰ کیوں نہیں اختیار کرتے، میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں، تو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اپنے اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو

www.abulhasanalinadwi.org

جہانوں کے پالن ہار ہی کے ذمہ ہے۔"

۵ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الشعراء۔۱۷۶۔۱۸۰)

"ایکہ والوں نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے شعیبؑ نے کہا تم ڈرتے کیوں نہیں میں تمہارے لئے ایک امانت شعار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میری باتیں مانو اور میں تم سے اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتا میرا اجر تو جہانوں کے پالنے والے پر ہے۔"

یہ مقصد کی وحدت جو مختلف امتوں اور مختلف زمانوں کے انبیاء کے بارے میں مشترک ہے اپنے اندر بڑے عمیق معنی رکھتی ہے، لفظ "امانۃ" ایسا جامع لفظ ہے، جو صداقت وحی خدا وندی کو صحت کے ساتھ قبول کرنے، صحت کے ساتھ امت تک پہنچانے کے معانی پر مشتمل اور رسالت و نبوت کے نظام کا رکن اساسی ہے، عربی زبان میں اس مقصد کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور جامع و بلیغ لفظ نہیں۔

یہ حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے ہی اس صفت کے ساتھ شہرت پائی اور مکہ کے امیوں کے دل میں خود بخود یہ بات آگئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "صادق و امین" کے معزز لقب سے پکاریں۔

اس طرح اخلاص، بے غرضی، ہر قسم کی لالچ اور ہر قسم کے شخصی یا اولاد و اقارب کو حاصل ہونے والے نفع سے پرہیز انبیاء کا شعار ہے۔ اور یہ فطرت سلیم اور عقل مستقیم کا تقاضا ہے کہ ایسے بے غرض و خیر خواہ داعیوں سے محبت کرے اسی لئے حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

صالحؑ نے افسوس و تعجب سے کہا تھا۔

یَاقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ رِسَالَةَ رَبِّی وَنَصَحۡتُ لَکُمۡ وَلٰکِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النَّاصِحِیۡنَ ۝ (سورہ اعراف۔۷۹)

''اے قوم میں نے تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچادیا اور تمہاری خیر خواہی کرتا رہا لیکن اس کا کیا علاج کہ تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔''

اور اس فرستادہ نے کہا جو شہر کے کنارے سے آیا تھا:۔

یَاقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡئَلُکُمۡ اَجۡرًا وَّهُمۡ مُهۡتَدُوۡنَ (سورہ یٰسین۔۲۱۔۲۲)

''اے قوم رسولوں کی اتباع کرو، ان کی اتباع کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔''

اسی معنی کی وضاحت حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے کی تھی:۔

وَقَالَ مُوۡسٰی یٰفِرۡعَوۡنُ اِنِّی رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ حَقِیۡقٌ عَلٰی اَنۡ لَّا اَقُوۡلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ، قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِبَیِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَرۡسِلۡ مَعِیَ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ

(سورہ اعراف۔۱۰۴۔۱۰۵)

''موسیٰ نے کہا اے فرعون میں رب العالمین کا رسول ہوں (اس لئے میرے لئے یہ ضروری ہے کہ میں خدا کے بارے میں حق ہی کہوں میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل لے کر آیا ہوں اس لئے میرے ساتھ نبی اسرائیل کو بھیج دو۔''

www.abulhasanalinadwi.org

امت کے لئے تحفظ اور ضمانت

انبیاءؑ کی عصمت، امانت، اور بے لوثی ان کی امتوں کے مذاہب وعقائد کی حفاظت وصیانت کی ضمانت اور غیر قوموں کی لائی ہوئی آزمائشوں کے مقابلہ میں ایک پناہ گاہ ثابت ہوئی جس کے سبب وہ شبہات میں مبتلا ہونے اور انبیاء کے کارناموں اوران کے نتائج کے بارے میں شک وحیرت سے بچ گئے۔

عصمت انبیاءؑ کی حقیقت

حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) اپنی بے نظیر کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں ہادیانِ طریقت وبانیانِ ملت یعنی انبیاءؑ کے ضروری صفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

> ''پھر اس دنیا میں نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ برسرِ عام یہ ثابت کرے کہ وہ نبوت کا رمز آشنا ہے اور وہ جو تعلیم دے رہا ہے، اس میں غلطی اور گمراہی سے پاک ہے، اور اس سے بھی بَری ہے کہ اصلاحی کام کا کچھ حصہ لے لے اور کچھ ضروری حصہ ترک کردے جس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ نبی اپنے سے سابق نبی کا راوی ہو جس کے کمال وعصمت پر وہ متفق ہوں اور یہ روایت اس قوم میں محفوظ ہو، تو اس طرح سے وہ نبی اپنی قوم کے معتقدات پر مواخذہ کرسکتا ان پر حجت قائم اور انھیں لاجواب کرسکتا ہے، کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے ان کے متفق علیہ نبی ہی کی طرف سے کہہ رہا ہے۔
>
> بہر حال لوگوں کے لئے ایک معصوم اور متفق علیہ شخص کی ضرورت

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، جو اُن میں موجود ہو یا جس کی روایت محفوظ ہو اور ایمان وانقیاد اسکی تفصیلات اور منافع اور اسی طرح گناہوں اور ان کے نقصانات کا علم، دلیل و برہان اور اس دنیاوی عقل کے ذریعہ (جس سے روزمرہ کی زندگی کا کام چلایا جاتا ہے) اور حواس سے نہیں ہوتا بلکہ ان امور کی حقیقت، وجدان ہی پر کھلتی ہے، جیسے بھوک، پیاس، گرم یا ٹھنڈی دواؤں کا ادراک وجدان ہی سے ہوتا ہے ویسے ہی روح کی موافق اور ناموافق چیز کا علم ذوق سلیم ہی سے ہوتا ہے۔

اور انبیاء کا خطا سے معصوم ہونا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ضروری علم ویقین کی وجہ سے ہوتا ہے، جس کے سبب نبی سمجھتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے جو چیز پا رہا ہے، اور سمجھ رہا ہے، وہ حقیقت کے عین مطابق ہے، اور اسے ایسا یقین ہوتا ہے گویا کوئی حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، اور دیکھتے وقت اپنی آنکھوں کو غلط بیں نہیں سمجھ رہا ہے، یا نبی کا علم کسی ماہر زبان کے کسی لفظ کے متعین معنی کو سمجھنے سے مشابہ ہوتا ہے، مثلاً ایک عرب کو کبھی یہ شک نہیں ہوگا کہ لفظ ''ماء'' پانی کے لئے بنا ہے، اور لفظ ''ارض'' زمین کے لئے حالانکہ اس سلسلے میں نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوتی ہے، نہ لفظ و معنی میں کوئی عقلی لزوم ہی ہوتا ہے، اس کے باوجود اسے یہ علم ضروری حاصل ہوتا ہے، اور اکثر حقائق کے بارے میں نبی کو ایک فطری ملکہ حاصل ہو جاتا ہے، جس کے ذریعہ اُسے ہمیشہ صحیح طریقے سے علم وجدانی حاصل ہوتا ہے، اور اسے اپنے وجدانی تجربے کی صداقت کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور لوگوں کو اس کی عصمت کا یقین نبی کی عقل اور خطابی دلیلوں سے ہوتا ہے کہ اس کی دعوت صحیح اور اس کی سیرت ایسی صالح ہے، جہاں کذب کا گزر نہیں اور کبھی اس کے خدا کے قریب ہونے کا بھی مشاہدہ انھیں معجزات اور اس کی دعاؤں کی مقبولیت سے ہو جاتا ہے، یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ انھیں نبی کی عظیم دعوت کی عظمت کا احساس ہو جائے اور وہ یہ جان لیں کہ وہ ملائکہ سے رابطہ رکھنے والے نفوس قدسیہ میں سے ہے، اور یہ کہ اس جیسا شخص اللہ کے بارے میں جھوٹ نہیں گڑھ سکتا، اور نہ کوئی گناہ کر سکتا ہے، پھر اس کے بعد کچھ باتوں سے اعتماد پیدا ہوتا ہے، اور وہ انھیں اور قریب لے آتی ہے، اور نبی کو قوم کے مال و اولاد اور پیاسے کے لئے پانی سے زیادہ عزیز بنا دیتی ہیں، اور یہ سب باتیں وہ ہیں، جن کے بغیر کوئی امت کسی نبی کے مخصوص رنگ میں نہیں، رنگ سکتی، اسی لئے ان جیسی عبادتوں میں مشغول اشخاص ایسے سے تعلق پیدا کرتے ہیں، جس میں یہ باتیں پاتے ہیں“(۱)

انبیاء اطاعت کے حقدار ہوتے ہیں

وہ مبارک جماعت جس کی عصمت اور صحت علم کی یہ شان اور جس کی امانت واخلاص اور بے غرضی کا یہ مقام ہو، اور اسے اللہ تعالیٰ نے اعتدال وسلامت روی کے ایسے قالب میں ڈھالا ہو اور اس کی تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام کیا ہو ”وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ“(۲)(تاکہ تو میرے سامنے تیار کیا جائے۔”اِنَّا اَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ

(۱)”حجة الله البالغه“ باب الحاجة الی هداة السبل و مقيمي الملل، ج۔۱ص ۸۳،۸۴

(۲) سورہ طٰہٰ ۳۹

www.abulhasanalinadwi.org

ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفِيْنَ الاَخْيَارِ "(۱)(انھیں ہم نے اپنے گھر کے ذکر کے لئے مخصوص کردیا اور وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور پسندیدہ لوگوں میں تھے) جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو وہ عقل وذوق ومنطق ہرلحاظ سے طاعت واقتداء،اورتقلید واتباع کی مستحق ہے،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ اوران کی صلاحیت وہدایت اوراہل دنیا کے مقابلہ پرفضیلت، کتاب، سلطنت اورنبوت سے دیئے جانے کا ذکر کرنے کے بعد کہا:-

أُولَئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

(سورہ۔الانعام۔۹۱)

"یہی وہ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے تو آپ ان کی سیرت کی اتباع کیجئے"۔

لطف وعنایت کے سزاوار

انبیاء علیہم السلام موردِ عنایاتِ الٰہی اور مرکز الطاف وتوجہات ہوتے ہیں،ان کے اخلاق وعادات،اوران کی زندگی کے طورطریق سب خدا کی نظر میں محبوب،زندگی کے طریقوں سے ان کا طریقۂ حیات لوگوں کے اخلاق میں ان کا اخلاق،اورلوگوں کی گوناگوں عادتوں میں ان کی عادتیں اللہ کے نزدیک پسندیدہ بن جاتی ہیں۔

ایک منزل کومختلف راستے جاتے ہیں وہ سب راستے ایک ہی جگہ پہنچتے ہیں،لیکن انبیاءؑ جس راستہ کواختیار کرتے ہیں وہ راستہ خدا کے یہاں محبوب بن جاتا ہے اوراس کودوسرے راستوں پرترجیح حاصل ہوجاتی ہے،صرف اس وجہ سے کہ انبیاءؑ کے قدم اس راستہ پر پڑے ہیں،(۲)ان کی تمام پسندیدہ چیزوں اور شعائر

(۱) سورہ ص ۴۶،۴۷ (۲) کسی شاعر نے اس مضمون کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوخطاب کر کے بڑی خوبی سے ادا کیا ہے۔ سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

www.abulhasanalinadwi.org

اوران سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے اللہ کی محبت وپسندیدگی متعلق ہوجاتی ہے،اوران کی تقلید واتباع اوران کے شعائر اور خصوصیات کو اپنانا اوران جیسا اخلاق پیدا کرنا، اللہ کی محبت کو پانے کا مضبوط طریقہ اور قریب وآسان راستہ ہوجاتا ہے، اور جواُن کی اتباع کرتا اوران جیسا بنتا ہے، وہ خدا کے محبوں ہی میں نہیں بلکہ محبوبوں میں ہوجاتا ہے، اس لئے کہ دوست کا دوست، دوست، اور دشمن کا دوست دشمن سمجھا جاتا ہے، یہ سنن وعادات الٰہیہ میں سے ہے، جو زمان ومکان کے انقلابات سے بدلتے نہیں، اور جن کی دعوت علانیہ دی گئی ہے، چنانچہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلایا گیا:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(آل عمران۔۳۱)

"کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے حق میں تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور غیر معمولی رحمت والا ہے۔"

اس کے برعکس ظالموں اور کافروں کی طرف میلان اوران کے طریقوں کی ترجیح اوران کی مشابہت اللہ کی غیرت کو حرکت میں لانے والی اوراس سے بندے کو دور کرنے والی بتائی گئی۔

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(سورہ ہود۔۱۱۳)

www.abulhasanalinadwi.org

"اور ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا کہ تمہیں آگ کا عذاب پکڑ لے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست نہ ہو اور تمہاری مدد نہ کی جا سکے"

بعض عادات واطوار کی فضیلت کا راز، اور شعائر اللہ کی حقیقت

ان پیغمبرانہ عادات واطوار کا نام شریعت کی زبان میں "خصال فطرة" (فطری عادتیں) اور "سنن الهدى" (ہدایت کے طریقے) ہے، جس کی شریعت حمایت کرتی اور لوگوں کو انھیں اپنانے کے لئے آمادہ کرتی ہے، یہ تمام اخلاق و عادات لوگوں کو انبیاءؑ کے رنگ میں رنگتے ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ ٥ (سورہ البقرہ۔ ۱۳۸)

"یہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ کے رنگ سے بڑھ کر کون رنگ ہوسکتا ہے اور ہم اس کے عبادت گزار ہیں"۔

اور اللہ تعالیٰ کی ایک عادت کو دوسری عادت، ایک اخلاق کو دوسرے اخلاق، ایک طور وطریق کو دوسرے طور طریق پر ترجیح دینے کا یہی راز ہے، اور یہی وہ راز ہے جسے شریعت اسلامی اہل ایمان کا شعار بتاتی ہے، اور اسے فطرت کے مطابق طریقہ اور اس کے خلاف طریقوں کو انحراف، اور جاہلوں اور کم عقلوں اور کافروں کا شعار کہتی ہے، ان دونوں میں یہی فرق ہے کہ ایک انبیاءؑ، ان کی پسندیدہ عادات کی نقل اور دوسرا اہل کفر، جاہلی عادات اور شیطان اور اس کے مقلدوں کی مشابہت وشعار ہے۔

اور اس اصل کے تحت کھانے پینے، لباس وزینت، رہنے سہنے اور تمدن کے بہت سے مبادی آجاتے ہیں اور یہ سنت نبوی وفقہ اسلامی کا ایک وسیع باب ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

داہنے ہاتھ کو بائیں پر کیوں فضیلت ہے، اور اچھے کام، کھانا پینا، اور کسی اہم چیز کا لینا اور دینا اور ہر عزت کی چیز اسی سے کیوں متعلق ہے، اور بایاں ہاتھ استنجاء اور دوسری ذلیل چیزوں کے لئے کیوں مخصوص ہے؟ حالانکہ دونوں انسان ہی کے ہاتھ ہیں، اور دونوں ہی خدا کی مخلوق اور اس کی صنعت ہیں، اور بہت سی جاہلی قومیں اور انبیاء کی تعلیم و تربیت سے بے خبر امتیں دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتیں اور نہ اس وضع کی پابند ہیں، بلکہ ایک کو دوسرے کے کام کے لئے استعمال کرتی رہتی ہیں۔

اس کا سبب اس کے سوا کوئی اور نہیں کہ انبیاءؑ عام طور پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر ایسا خدائی الہام کے ماتحت یا اپنی فطرت سلیم کے تقاضے سے کرتے تھے، جو ہمیشہ خدا کے پسندیدہ اخلاق و عادات کے مطابق اور ان سے ہم آہنگ ہوتی ہے اور داہنے سے شروع کرنا اور اسے ترجیح دینا قابل تعریف اور فطرت سلیم کے مطابق اور اسلامی تہذیب کی خصوصیت کیوں ہے؟ یہ اسی لئے ہے کہ انبیاءؑ اور رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حتی الامکان اپنے تمام کاموں میں داہنے سے شروع کرنا پسند تھا، وضو کرنے یا صفائی میں اور کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں۔

> كان النبی ﷺ يحب التيمن مااستطاع فی شانه كله فی طهوره و ترجله و تنعله۔ (صحیح بخاری)

> ''نبی اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی الامکان ہر کام میں داہنی جانب سے شروع کرنے کو پسند کرتے تھے، یہاں تک کہ طہارت کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں بھی۔''

اسی پر طہارت اور ان تمام فطری عادتوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے جو حدیث میں سیدنا ابراہیمؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

انبیاءؑ کی ایک خاص تہذیب وطرز حیات کے بانی

انبیاءؑ نے صرف عقیدہ وشریعت اور صرف ایک نئے دین -- اسلام -- ہی کی دعوت نہیں دی بلکہ وہ تہذیب وتمدن، اور نئے طرز حیات کے بھی بانی ہوتے ہیں، جو "ربانی تہذیب" کہلانے کی مستحق ہوتی ہے، اس تہذیب کے کچھ مخصوص اصول وارکان اور شعائر وعلامات ہیں، جن کے ذریعہ وہ دوسری تہذیبوں اور جاہلی تمدنوں سے نمایاں طور سے ممتاز ہو جاتی ہے یہ امتیاز روح اور اصل واساس میں بھی نمایاں ہوتا ہے، اور تفصیلات ومظاہر میں بھی۔

ابراہیمی، محمدی تہذیب

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اس خدا پرست تہذیب کے بانی وامام تھے۔ جس کی بنیادیں خدا کی توحید اس پر ایمان اور اس کے ذکر، فطرت مستقیم اور قلب سلیم، اللہ تعالیٰ کے لحاظ وتقویٰ نوع انسانی پر رحم اور ذوق سلیم پر رکھی گئی ہیں۔

ابراہیمی اخلاق وطرز حیات اس تہذیب کی رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ جس کے بارے میں کہا گیا ہے:-

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۞ (سورہ۔ہود۔۷۵)

"ابراہیمؑ بڑا شریف وحلیم، نرم دل اور خدا سے رجوع کرنے والا تھا"

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۞ (سورہ۔التوبہ۔۱۱۴)

"ابراہیمؑ یقیناً بڑا نرم دل، اور بڑا شریف وبردبار تھا۔"

حضرت ابراہیمؑ ایک طرف اس تہذیب کے بانی وموسس تھے، اور دوسری طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوان کے نسلی وارث بھی تھے، اس تہذیب کے مجدّد اور مکمل تھے، جنھوں نے اس تہذیب میں از سرِ نو جان ڈال دی اور اس میں

www.abulhasanalinadwi.org

بقائے دوام کا رنگ پیدا کر دیا، اور اس کے اصول وارکان اس طرح مضبوط کئے کہ اسے ایک دائمی اور عالمگیر تہذیب کی شکل دے گئے۔

اس تہذیب کی خصوصیات وامتیازات

یہ ابراہیمی، محمدی تہذیب شرک وبت پرستی سے قطعاً نا آشنا ہے، اور اسے کسی رنگ میں اور کسی مقام اور زمانے میں اپنانے کے لئے تیار نہیں، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی ایک بڑی دعاء اور ان کی آرزو یہ تھی کہ:

وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

(سورہ۔ابراہیم۔۳۵)

''اور اے خدا مجھے اور میری اولاد کو اس سے بچا کہ ہم بتوں کو پوجنے لگیں''

اور ان کی خاص وصیت اور امتوں اور افراد کو یہ دعوت تھی کہ:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ
حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ (سورہ الحج۔۳۰۔۳۱)

''گندگی یعنی بتوں سے بچتے رہو اور جھوٹ کہنے سے بچو، خدا کے لئے خالص ومخلص ہو کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کئے ہوئے بغیر''۔

یہ تہذیب حظ النفس اور خواہشات نفسانی پر ٹوٹ کر گرنے، دنیا کی بے مایہ وحقیر سامان پر ریجھنے، اور مادہ کے مردار پر کتوں کی طرح غرانے اور جھگڑنے، اور عہدوں اور حکومتوں کے لئے لڑنے مرنے کا نام نہیں جانتی، یہ تو وہ دعوت ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ:۔

www.abulhasanalinadwi.org

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

(سورہ القصص۔۸۳)

"یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم انہیں کو دیتے ہیں جو زمین میں بڑا بننے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ فساد مچاتے ہیں اور انجام بخیر تو متقیوں ہی کا ہوتا ہے"۔

یہ تہذیب انسان، انسان میں فرق کرنا نہیں جانتی اور نہ رنگ ونسل و وطن کا بھید بھاؤ پیدا کرتی ہے۔

فالناس کلهم من آدم وآدم من تراب لا فضل لعربی علی عجمی ولالعجمی علی عربی الا بالتقوی، "يَاأَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ. (۱)

"سب لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے بنے تھے، عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں مگر تقوی کے لحاظ سے، اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور تمہیں گروہوں اور قبیلوں میں بانٹا کہ ایک دوسرے کو پہچانو تم میں سے خدا کے نزدیک معزز تم میں کا متقی شخص ہے"۔

اور حضرت خاتم المرسلینؑ نے فرمایا:

لیس منا من دعا الی عصبية وليس منا من قاتل

(۱) سیرۃ ابن ہشام

www.abulhasanalinadwi.org

علی عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة (۱)

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے جاہلی جتھا بندی کی دعوت دی،
اور جو جاہلی جتھا بندی کے لئے لڑا اور جو جاہلی جتھا بندی کے
پیچھے مرا''۔

اور انصار ومہاجرین کی دہائی دینے والوں کو سرزنش فرمائی۔

دعوھا فانھا منتنه. (۲)

''اس عصبیت کو ترک کر دو یہ گندی اور مردار ہے''۔

یہ وہ تہذیب ہے، جس کا شعار اور طغرائے امتیاز عقائد کے دائرہ میں توحید، معاشرت کے میدان میں مساواتِ انسانی اور احترام آدمیت، اخلاق کے بارے میں خدا کا خوف، اس سے حیا، اور تواضع وانکسار ہے، میدان عمل میں آخرت کی جدوجہد اور اللہ کے راستے میں جہاد، میدان جنگ میں رحم کا جذبہ اور حدود کی پابندی اس کی خصوصیت ہے، یہ تہذیب حکومت کے طور وطریق اور نظم ونسق میں مالی مفاد پر دینی مفاد کو، تحصیل وصول اور اضافۂ آمدنی پر ہدایت کو، نفع اٹھانے سے زیادہ نفع پہنچانے، خدمت لینے سے زیادہ خدمت کرنے کے اصول کو ترجیح دیتی ہے، یہ تہذیب تاریخ میں اپنی مخلصانہ انسانی خدمت اور انسانیت کو جاہلیت کے چنگل اور سرکش وگمراہ دعوتوں سے نجات دلانے اور صفحۂ عالم پر اپنی دلکشا یادگاروں اور اپنی پھیلائی ہوئی برکتوں کے لئے نیک نام اور زندۂ جاوید ہے۔

یہ تہذیب اللہ کے نام اور اس کے ذکر وفکر کے خمیر سے تیار ہوئی ہے، اور خدائی رنگ میں رنگی ہوئی اور ایمان کی بنیادوں پر تعمیر ہوئی ہے، اس لئے اسے اس کے دینی رنگ سے جدا کرنا کسی طرح ممکن نہیں اور نہ ربانی رنگ اور ایمانی آہنگ

---

(۱) ابوداؤد (۲) بخاری

www.abulhasanalinadwi.org

سے اس کی علاحدگی ممکن ہے۔

انبیاءؑ کی اطاعت وتقلید پر قرآن کا زور

قرآن مجید جگہ جگہ انبیاء کی اتباع، ان کی سیرت کو اپنانے اور ان کے طرز پر زندگی گزارنے اور حتی الامکان ان کی مشابہت اختیار کرنے پر زور دیتا اور کہتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيراً.

(سورہ الاحزاب ۲۱)

"بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت سے پُر امید ہے، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے"۔

وہ مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ برابر یہ دعا مانگتے رہیں کہ:۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

(سورہ فاتحہ)

"اے خدا ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ ان کی راہ جو تیرے مغضوب ہیں اور نہ گمراہوں کی راہ"۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے انعام سے سرفراز بندوں کے سرگروہ انبیاء اور رسول ہی ہیں، اس دعاء کو نماز میں بھی شامل کر دیا گیا، جب بھی انسان اس دعاء کے قوانین کی پیروی اور ان انعام یافتہ بندوں کی سیرت وصورت

www.abulhasanalinadwi.org

میں مشابہت کرے گا تو خدا سے قریب اور اس کے نزدیک معزز ہوگا۔

انبیاءؑ کا احترام اور ان سے محبت

قرآن انبیاءؑ کے لئے اس اعزاز واحترام اور توقیر واکرام کا طالب ہے جو قلب کی گہرائیوں کی پیداوار ہو، اور ان سے جذباتی لگاؤ اور محبت پیدا کرنا چاہتا ہے، اور صرف ان کی اس اطاعت پر راضی نہیں جو جذبات، محبت اور تعظیم سے خالی ہو، جیسے کہ رعایا کا بادشاہ کے ساتھ اور دوسرے فوجی وسیاسی لیڈروں کے ساتھ عوام کا ایک رسمی تعلق ہوتا ہے، قرآن مومن سے زکوۃ وصدقات کے محض فرائض کی ادائیگی اور احکام کی ضابطہ کی تعمیل کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ اس کا مطالبہ یہ بھی ہے:-

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ.

(سورہ الفتح۔۹)

''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اس کی مدد کرو اور اس کی عزت وتعظیم کرو''۔

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ. (سورہ الاعراف۔۱۵۷)

''جو اس رسول پر ایمان لائے اور جنھوں نے اس کی مدد کی''

اسی لئے اس نے ہر اس چیز کا حکم دیا جس میں ان کی عزت وحرمت کی حفاظت ہوتی ہو۔ اور ہر اس چیز سے منع کیا جس سے ان کی بے ادبی ہوتی ہو، اور جس سے ان کی عزت مجروح، ان کی شان گھٹتی، اور ان کی بڑائی کم ہوتی ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ

www.abulhasanalinadwi.org

الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ° (الحجرات ۲۔۳)

'اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز کے مقابلے پر بلند نہ کرو اور نہ اسے اس طرح پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو مبادا تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہی وہ ہیں جن کے دل اللہ نے تقوی کے لیے پرکھ لئے ہیں انھیں کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے"۔

لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً. (سورہ النور۔۶۳)

"اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایک دوسرے کے بلانے کی طرح مت بناؤ۔"

اسی لئے نبیؐ کی وفات کے بعد امت پر ان کی ازواج حرام کر دی گئیں۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُوْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْآ اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَداً. اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْماً. (سورہ الاحزاب۔۵۳)

"تمہیں اس کی اجازت نہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ تم ان کی بیویوں سے ان کے بعد نکاح کرو یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی اہم ہے۔"

اس کے علاوہ بہت سے صریح نصوص میں رسول کی محبت اور اپنی جان،

www.abulhasanalinadwi.org

مال اور آل واولاد کے مقابلے پر ترجیح کا مطالبہ کیا گیا ہے، صحیحین میں ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (صحیحین)

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے لئے اس کے باپ اس کے لڑکے اور تمام لوگوں کے مقابلے پر زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔

طبرانی معجم کبیر اور اوسط میں ''من نفسہ'' کے الفاظ کا اضافہ ہے، یعنی اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔

اور اسی طرح فرمایا گیا:-

ثلاث من کن فیہ وجدبھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما الخ

''جس میں تین باتیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پا سکا ہے۔ایک وہ جس کے لئے اللہ اور اس کا رسول اوروں سے بڑھ کر محبوب ہوں۔''

جذبۂ محبت کی تاثیر اور اطاعت رسول ؐ میں صحابہ کی فنائیت کا راز

رسول کی مخلصانہ اور مکمل اطاعت، نبوی اخلاق کو اپنانا، شریعت کو خواہشات نفس اور رسم ورواج وعادات پر ترجیح دینا، اور دعوت اسلامی کی راہ میں جانی ومالی فدا کاری، بغیر اس دلی محبت کے جو دل کی گہرائیوں میں موجود ہو اور انسان کے عقل ودل ونگاہ پر محیط ومستولی ہو ممکن نہیں، اسی لئے فرمایا:-

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَ

www.abulhasanalinadwi.org

اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَاوَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَآ
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِي سَبِيْلِهٖ
فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ. (سورہ البراۃ۔۲۴)

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے، اور بھائی، بیویاں اور خاندان اور اپنا جمع کردہ مال، اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے ڈرتے ہو اور وہ گھر جنھیں پسند کرتے ہو، اللہ اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ عزیز ہے تو انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لائے اور خدا فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا''۔

اسی لئے صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے حریص، اس کی طرف لپکنے والے، اس میں نشاط محسوس کرنے والے اور اس پر صبر کرنے والے تھے، اور اسی لئے انھیں اس باب میں ہمیشہ سبقت وخصوصیت حاصل رہے گی، حضرت صدیق اکبرؓ ایسے لوگوں میں تھے، ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وزندگی کو اپنی صحت وزندگی پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ عتبہ بن ربیعہ نے ان کے چہرے پر پھٹے ہوئے جوتوں سے پیہم ضربیں لگائیں او سینے پر سوار ہوکر اس قدر زدوکوب کیا کہ چہرے کے اعضاء وخدوخال کی تمیز مشکل ہوگئی ان کا قبیلہ بنوتمیم کے لوگ اس حال میں انھیں ایک کپڑے میں ڈال کر اٹھا لائے کہ ان کی موت میں کسی کو شبہ نہ تھا، مگر جب دن چھپے انھیں ہوش آیا تو سب سے پہلے یہی پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

علیہ وسلم خیریت سے ہیں؟ اور جب انھیں اطمینان دلایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں، تب بھی انھیں اطمینان نہ ہوا اور انھوں نے کہا۔

ان للہ علیَّ ان لا اذوق طعاماً و لااشرب شرابا اواتی رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۰)

"مجھے خدا کی قسم ہے میں اس وقت تک کھانے پانی کو ہاتھ نہ لگاؤں جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے اپنی آنکھیں روشن نہ کرلوں"۔

ایسے ہی جانثاروں اور عاشقوں میں وہ انصاری خاتون تھی جس کو غزوۂ احد کے موقع پر اس کے قریب ترین عزیزوں، باپ، بھائی اور شوہر کی شہادت کی خبر دی جاتی رہی مگر اس نے ان سب کو نظر انداز کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت پوچھی اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت بتائی تو اس نے زیارت کے بعد کہا "کل مصیبة بعدك جلل"(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔

ایسے ہی فدائیوں میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی تھے۔ جنھوں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ اگر ہم مدینہ لوٹے تو معزز، ذلیل کو نکال دے گا، وہ مدینہ کے دروازے پر باپ کے مقابلے پر تلوار لے کر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ کیا تم ہی نے ایسا کہا تھا؟ بخدا تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ عزت تمہارے لئے ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے! تم مدینہ کے سایے میں اللہ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر جا نہیں سکتے، چنانچہ انھوں نے اس وقت تک اجازت نہیں دی جب تک کہ

---

(۱) ابن اسحاق و بیہقی

www.abulhasanalinadwi.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آنے کی اجازت نہ دیدی(۱)

یہ اسی جذبے کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنی جانیں اور اپنے سر ہتھیلی پر لے کر نکلے۔ اور زندگی انھیں گراں لیکن اعزا اور وطن کو چھوڑنا اور اللہ کے رستے میں شہادت خوشگوار ہوگئی، اور اسی وجہ سے وہ غزوۂ بدر کے موقع پر یہ کہہ سکے کہ:-

ان امرنا تبع لامرك فو الله لئن سرت حتى تبلغ البرك من غمدان لنسيرن معك و الله لئن استعرضت بنا هذاالبحر خضناه معك (۲)

''ہمارا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع ہے، بخدا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم برک غمدان تک چلیں تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور بخدا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے تو ہم اس سمندر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کود پڑیں گے''۔

عالم اسلامی میں محبت کے فقدان کا نتیجہ اور زندگی پر اس کا اثر

آج عالم اسلامی میں شریعت پر عمل میں کوتاہی اور طاعات سے غفلت اور نفس پر ہر گراں گزرنے والی چیز سے وحشت اور نبیؐ کی سنتوں کے معاملہ میں نئے تعلیم یافتہ طبقہ کی غفلت، سب اسی عظمت رسولؐ کا احساس نہ ہونے کا نتیجہ ہے، جس پر قرآن زور دیتا ہے، اس کے ساتھ ہی رسولؐ سے محبت کی کمی کو بھی اس میں بہت دخل ہے، یہ وہی جذبہ ہے، جو پہلے اور اب بھی حیرت انگیز قوت کا سرچشمہ، اور تاریخ میں عجائبات و معجزات کے لئے مشہور رہا ہے، اور اس جذبہ کی کمی عقل، عزم، نظام کے بڑی سے بڑی مقدار سے بھی پوری نہیں ہوسکتی، اور یہ ایسا نقصان ہے، جس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں۔

(۱) تفسیر طبری ج ۲۸ (۲) مقولہ سعد بن معاذؓ

www.abulhasanalinadwi.org

نبیؐ کی اطاعت ومحبت ہی میں قوم کی فلاح ہے

امتوں کی تقدیریں، ان میں بھیجے گئے رسولوں کی اتباع وانقیاد، ان کے جھنڈے تلے جمع ہونے، ان کی سیرت کو اپنانے اور عزت وذلت ہر حال میں ان کی رکاب سے وابستہ رہنے سے متعلق ہوتی ہیں۔

چنانچہ کوئی امت تمام طاقتوں، عقل ووسائل کے ساتھ زمانے، تہذیب، فلسفوں اور حالات وحوادث کے تمام ترقیوں کے باوجود کامیاب نہیں ہوسکتی، جب تک کہ وہ نبیؐ کی اتباع، اس سے محبت، اور اس کی دعوت کے لئے ہر حال میں جدوجہد نہ کرے، اور جو امت بھی اس طریقے سے ہٹ کر عزت، سیادت، اور قوت واہمیت کے حصول کے لئے اپنی دانشمندانہ سیاست یا کسی بڑی طاقت کی پشت پناہی پھر بھروسہ کرتی ہے، تو اس کا انجام ذلت وناکامی، داخلی انتشار اور دیر سویر رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔

عالم اسلام اور ممالک عربیہ کے حوادث اور اسباب

عالم اسلام عام طور پر اور عرب دنیا خاص طور پر اس حقیقت کے بہترین گواہ ہیں، ان ممالک میں جب نبیؐ امی کی اتباع گراں گزرنے لگی اور سیاسی لیڈروں کے مطالبات میں نبیؐ کے مطالبات سے زیادہ دلچسپی بڑھ گئی اور نبیؐ کی طرف نسبت سے اور ان کی غلامی کو شرف سمجھنے سے ان کو گریز ہونے لگا اور نبیؐ کے دین، ان کے احکام اور ان کی تہذیب سے ہٹ کر ان کے اکثر ممالک قومیت ووطنیت، اشتراکیت اور دوسرے جدید فلسفوں کو اپنانے لگے تو کوئی کامیابی نہ حاصل کرسکے اور نہ اپنا کوئی مسئلہ حل کرسکے بلا کسی معذرت کے ممالک عربیہ کی مثال پیش کروں، وہ اپنی وحدت کو پارہ پارہ کرچکے ہیں، وہ ایک فلسطین کا مسئلہ اتنی طویل مدت

www.abulhasanalinadwi.org

میں بھی نہ حل کر سکے اور عالم اسلامی یا عالم انسانی کی صف میں کوئی باعزت مقام بھی نہیں حاصل کر سکے، ہر دن ان کے لئے نئی مشکل اور نیا مسئلہ لے کر ہی آتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے شام میں اپنے عرب ساتھیوں سے سچ کہا تھا، (جو بڑے صحابہ اور فتوحات اسلامی کے قائد تھے، اور جنھوں نے انھیں ایک بڑی حکومت کے سربراہ کی شان اختیار کرنے کو کہا تھا) ''انکم کنتم اذل الناس فاعزکم الله بالاسلام فمهما تطلبوا العز بغیره یذلکم الله ''۔ (۱) تم سب سے زیادہ ذلیل لوگ تھے، پھر اللہ نے تمہیں اسلام کے ذریعہ عزت دی تو جب بھی تم اسلام کے بغیر عزت چاہو گے تو خدا تمہیں ذلیل کر دے گا۔

(۱) البدایہ والنہایہ ۷/۶۰

www.abulhasanalinadwi.org

چوتھا خطبہ

ارادۂ الٰہی اور اسباب مادی

مادی اسباب کے سلسلے میں انبیاءؑ اور ان کے مخالفین کا فرق

قرآن کا ـــــــ جو وہ واحد کتاب ہے، جس نے انبیاء کی تاریخ، ان کے حالات زندگی اور پیمبرانہ خبروں کو محفوظ رکھا ہے ـــــــ پڑھنے والا تسلسل اور وضاحت کے ساتھ یہ دیکھے گا کہ انبیاءؑ کی بعثت ہمیشہ بڑے تاریک مخالف ماحول میں ہوئی ہے... مادی لحاظ سے بھی وہ کمزور اور بے سروسامان تھے، اور ملک و مال، دوست اور ساتھی، اور دوسرے وہ تمام مادی اسباب جن پر انسانوں کو ناز ہوتا ہے، ان کے مخالفین کے پاس تھے، اور ان کے ماتحت تھے، انبیاءؑ کا سرمایہ وہ مضبوط ایمان ہوتا ہے، جس تک شک کی رسائی بھی نہیں، اخلاص کامل ہوتا ہے، جس میں طمع و نفاق کی ذرا بھی آمیزش نہیں ہوتی، اللہ پر بھروسہ، اس کی طرف رجوع، اس کی چوکھٹ پر افتادگی، عمل صالح تقویٰ، حسن سیرت، اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر (مذکورہ صفات کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے) وہ صحیح ایمانی دعوت ہوتی ہے، جس کی کامیابی کی ضمانت خود خدا نے کی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ. (سورہ المومن۔ ۵)

''ہم اپنے پیمبروں اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی اور اس دن جب گواہ کھڑے ہوں گے ضرور مدد کریں گے۔''

کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ.

(سورہ المجادلہ۔۲۱)

''اللہ نے طے کر رکھا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے اللہ یقیناً قوی اور غالب ہے۔''

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ۚ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۚ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ.

(سورہ الصّٰفّٰت۔۱۷۱،۱۷۳)

''ہماری بات طے ہو چکی ہے اپنے بندوں اور رسولوں کے لئے کہ وہی کامیاب ہوں گے اور ہماری فوج ہی غالب ہوگی۔''

متعین و مقصود موضوع

قرآن کے پڑھنے والے کے سامنے یہ بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے جو قصے، ان کی دعوت کی خبریں، اور اس سلسلے میں پیش آنے والے مقابلوں، جنگوں سازشوں اور قوم کی متفقہ دشمنی اور متحدہ محاذ آرائی کا جو نقشہ کھینچا ہے، اور اس خطرناک لڑائی کا جو نتیجہ بیان کیا ہے، وہ ہمیشہ ایک نہتے مرد فقیر اور ایک سرمایہ دار اور ذی اثر قوم کے درمیان یا کسی جابر بادشاہ سے ہوئی اور پھر نبوی دعوت اور اس کے علمبردار اپنے فقر و کمزوری کے باوجود کامیاب اور ذی اثر سرمایہ دار

www.abulhasanalinadwi.org

اور جابر بادشاہ اپنی قوت وسطوت کے باوصف ہمیشہ ناکام رہے یا اس دعوت کو ماننے پر مجبور ہو گئے ـــــ وہ ایک مقصود و مطلوب چیز ہے، یہ ایک مشترک حقیقت محض ایک اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ ایک دائمی سنت الٰہی اور ایک طے شدہ بات ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی قدرت کاملہ اچانک حادثات اور بخت اور اتفاق سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی جو نادانوں اور بے عملوں کی منطق اور تسکین کا سامان ہے۔

اور یہ واقعات بار بار دہرائے گئے ہیں، ان کے ذریعہ اس قدرت کاملہ پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے، جس نے اسباب کو پیدا کیا اور جو اسباب کی مالک، ان میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے والی اور انھیں مؤثر یا غیر مؤثر کر دینے والی ہے، اور وہ قدرت ـــــ جیسا کہ ہم نے سابقہ خطبہ میں کہا ـــــ کہ اسباب کو پیدا کر کے خود معطل اور کمزور نہیں ہوئی۔ اور اپنے ارادے سے اُسے دوسروں کو دینے کے بعد خود اس سے محروم نہیں ہوئی۔ اور نہ وہ تخلیق و ایجاد، اور غلبہ و کامرانی کے لئے ان اسباب کی محتاج ہی ہے۔

یہ واقعات حق کی قوت، اس کے باقی رہنے کی صلاحیت اور باطل کی کمزوری اور اس کی سست بنیادی پر دال ہیں اور ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ.

(سورہ سبا۔۴۹)

''آپ کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل نہ اب شروع ہوگا نہ اس کی بازگشت ہوگی۔''

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (سورہ الانبیاء۔۱۸)

''بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں، اور وہ اس کی سرکوبی

www.abulhasanalinadwi.org

کرتا ہے، اور پھر وہ مٹ جاتا ہے اور تمہارے لئے اس میں جو تم
کہتے ہو ہلاکت ہے۔"

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ا وَاَمَّا مَايَنفَعُ النَّاسَ
فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ۝

(سورہ الرعد۔۱۷)

"جھاگ یونہی ختم ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کو نفع دیتا ہے، وہ زمین
پر باقی رہتا ہے، اس طرح اللہ مثالیں دیتا ہے۔"

تجربہ اور اللہ کی رحمت کی ترغیب

اس طرح کے قرآنی قصے اللہ اور اس کی مدد پر توکل کی ـــــ (زمانہ کے تمام اختلافات کے باوجود) ـــــ دعوت ہیں، وہ تمام ناسازگار و مخالف فضا اور حالات میں بھی دعوت، حسن سیرت اور عمل صالح پر اعتماد بحال کر دیتے ہیں، خدائی نصرت کے معجزانہ کارنامے، اور قدرت الٰہیہ کے عجائبات کے تذکرے قرآن میں بہ تکرار آتے رہتے ہیں، جب قرآن کسی نبیؑ کی خدائی مدد، فتح مبین، قبولیتِ دعا اور دشمن پر غلبہ کا ذکر کرتا ہے، تو وہیں، اس نبیؑ کے ماننے والوں اور اس کی دعوت کے حمایتیوں کو اس تجربہ کی دعوت بھی دیتا ہے اور انھیں رحمت الٰہی سے پر امید کر دیتا ہے، جیسے ایوبؑ نبی پر خدا کے عطیے کے ذکر کے بعد ارشاد ہوا:-

رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرىٰ لِلْعَابِدِيْنَ. (الانبیاء۔۸۴)

"یہ ہماری رحمت سے ہوا اور عبادت گزاروں کے لئے تنبیہ ہے"

حضرت یونسؑ کے بارے میں فرمایا گیا:-

فَاسْتَجَبْنَالَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى

www.abulhasanalinadwi.org

الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (سورہ الانبیاء۔۸۸)

''ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم ایسے ہی مومنین کو نجات دیتے ہیں''۔

سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھَارُوْنَ ۝ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورہ الصّٰفّٰت۔۱۲۰۔۱۲۱)

''موسیٰ وہارون پر سلامتی ہو ہم اسی طرح نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں''

سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ ۝ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورہ الصّٰفّٰت۔۱۳۰۔۱۳۱)

''الیاس پر سلام ہو ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں''۔

قصہ لوطؑ کے ذکر کے بعد فرمایا گیا:۔

نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا کَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ شَکَرَ.

(سورہ القمر۔۳۵)

''یہ بطور ہماری نعمت کے ہوا، جو شکر کرتا ہے اسے ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں''۔

اس لئے قرآن کے بڑے حصے پر مشتمل یہ قصے تفریحی قصے، یا تاریخی کہانیاں، نہیں بلکہ وہ ذکر وموعظت، ترغیب، دعوت وارشاد، رہنمائی اور تقویت وتشجیع کی حیثیت رکھتے ہیں:۔

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سورہ یوسف۔۱۱۱)

www.abulhasanalinadwi.org

''ان کے قصوں میں عقل والوں کے لئے سامان عبرت ہے، یہ کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں بلکہ اپنے سے پہلے واقعہ کی تصدیق، ہر چیز کی تفصیل اور ایمان لانے والی قوم کے لئے ہدایت و رحمت ہے''۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ ہود۔۱۲۰)

''اور ہم انبیاء کی تمام خبریں آپ کو دیتے ہیں جس کے ذریعہ آپؐ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور آپؐ کے پاس اس بارے میں حق آچکا جو نصیحت اور مومنین کے لئے یاد کرنے کی چیز ہے''

تمام انبیاءؑ کے ساتھ اللہ کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ تمام انبیاء کے ساتھ رہا ہے، مثلاً حضرت نوحؑ کی قوم نے جب ان سے کہا:۔

اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ (سورہ الشعراء۔۱۱۱)

''کیا ہم تم پر ایمان لائیں حالانکہ ذلیل لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں''۔

حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے عجز کے ساتھ اپنے ضعف کی شکایت کی:۔

اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (سورہ القمر۔۱۰)

میں شکست کھا رہا ہوں میری مدد کر!

اور حضرت لوطؑ نے قوم سے کہا:۔

www.abulhasanalinadwi.org

لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ

(سورہ ہود۔۸۰)

"کاش تمہارے مقابلہ کی مجھے طاقت ہوتی یا کسی مضبوط چیز کا سہارا لیتا"۔

اور حضرت شعیبؑ کی قوم نے ان سے کہا:-

مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ

(سورہ ہود-۹۱)

"جو تم کہتے ہو اس کا بیشتر حصہ ہی نہیں سمجھ پاتے اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور پاتے ہیں، اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے اور تم ہم پر غالب آنے والے نہیں"

اور فرعون اپنے اور حضرت موسیٰؑ کے بارے میں صراحتاً اور بے شرمی کے ساتھ کہتا ہے:

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ (سورہ الزخرف۔۵۱۔۵۳)

"اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کیا اور کہا کہ اے قوم کیا میرے پاس مصر کی سلطنت نہیں؟ اور یہ نہریں میرے قدموں کے نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم غور نہیں کرتے؟ کیا میں اس سے بہتر نہیں جو ذلیل ہے، اور بولنے پر بھی قادر نہیں اور اگر وہ سچا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے تو اس کے پاس سونے کے کنگن کیوں نہیں آئے یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آئے"۔

انبیاءؑ جن قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے، وہ بڑی قوت وقدرت والی بڑے ساز وسامان کی مالک اور بڑی خوشحال قومیں تھیں، حضرت ہودؑ کا قول اپنی امت کے بارے میں گذر چکا۔

وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّکُم بِمَا تَعْلَمُوْنَ۝ اَمَدَّکُم بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ۝ وَجَنَّاتٍ وَّعُیُوْنٍ۝ (سورہ الشعرا۔۱۳۲۔۱۳۴)

"ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا ہے جو تم جانتے ہو، تمہیں جانور دیئے، اولادیں دیں، باغ دیئے اور چشمے"۔

اور حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی امت سے اس طرح فرمایا:-

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ۝ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝ اَتُتْرَکُوْنَ فِیْمَا ھٰھُنَا اٰمِنِیْنَ۝ فِیْ جَنَّاتٍ وَّعُیُوْنٍ۝ وَزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُھَا ھَضِیْمٌ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فَارِھِیْنَ۔

(سورہ الشعرا۔۱۴۴۔۱۴۹)

"تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو، اور میں اس کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدا) رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا جو چیزیں (تمہیں یہاں میسر) ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ یعنی باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور کھجوریں جن کے توشے لطیف ونازک ہوتے ہیں، اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش خراش کر کے گھر بناتے ہو"۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا "اِنِّی اَرٰکُم بِخَیرٍ" میں تمھیں خوشحال دیکھ رہا ہوں۔

لیکن خدا کی عطا کردہ اس خوشحالی کا نتیجہ کیا ہوا،؟ اس کا جواب قرآن کی زبان سے سنئے۔

اَلَم یَرَوا کَم اَھلَکنَا مِن قَبلِھِم مِن قَرنٍ مَّکَّنّا ھُم فِی الاَرضِ مَا لَم نُمَکِّن لَکُم وَاَرسَلنَا السَّمَآءَ عَلَیھِم مِدرَارًا وَّ جَعَلنَا الاَنھَارَ تَجرِی مِن تَحتِھِم فَاَھلَکنَاھُم بِذُنُوبِھِم وَاَنشَانَا مِن بَعدِھِم قَرنًا اٰخَرِینَ ° (سورہ الانعام۔٦)

"کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا جنھیں زمین میں ہم نے نے وہ طاقت دے رکھی تھی، جو تمھیں نہیں دی، اور ہم نے ان پر آسمان کے دہانے کھول دیئے، اور ان کے نیچے نہریں بھی بہائیں پھر ان کے گناہوں کے سبب انھیں ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری نسل کو کھڑا کر دیا"

مادیت کے لئے سب سے بڑا چیلنج اور اسباب کی خدائی کے خلاف سب سے بڑی بغاوت

حضرت ابراہیمؑ کا قصہ جو قرآن میں بار بار بیان ہوا ہے، وہ مادی اسباب کے ذاتی تاثیر کے خلاف سب سے بڑا چیلنج ان اسباب اور ان کے ماننے والوں کی قوت کا مذاق اڑانے والا اور ان کی کمزوری اور غیر مفید ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے، گویا حضرت ابراہیمؑ مادیت اور اس کے حاملین کے استخفاف واستہزاء پر مامور

www.abulhasanalinadwi.org

ہو کر آئے تھے، جو اس کی تقدیس کرتے، اس کا کلمہ پڑھتے، اور اس پر ہر طرح بھروسہ کرتے تھے، ان کو حقیر سمجھتے، اور خدا کی مدد سے ان پر فتح پانے، اور ان کی تذلیل میں خاص لذت، قلبی تسکین اور روحانی غذا حاصل ہوتی تھی، اور گویا وہ اپنے ایمان وتوحید کے طویل اور بابرکت سفر میں ہر قدم پر مادیت کو اپنے قدموں سے روندنے، اپنے عزم سے اسے مسخر کرنے کا التزام کر کے شک پر ایمان کی، مادہ پر روح کی، نظام شرک پر توحید کی نئی فتح کی سروسامان کر رہے تھے۔

اپنی طویل زندگی میں انھوں نے اپنے ماحول کی قوت وبادشاہت، مادہ اور معدہ کی عبادت، باطل خداؤں اور دھمکانے والی طاقتوں کے خلاف ہمیشہ عَلَم بغاوت بلند رکھا، اس کا راز یہ تھا کہ ان کے وقت کی دنیا مادی اسباب کی شدت سے قائل اور اس پر حد سے زیادہ اعتماد کر بیٹھی تھی حتیٰ کہ وہ اسے مستقل اور ذاتی طور پر مؤثر سمجھنے لگی تھی، اور اسے خدا کے ساتھ ایک خدا کی حیثیت دیدی تھی۔

مادیت کی یہ غلامی، تقدس، اور اس پر اعتماد نے ان کی بت پرستی کے پہلو میں ایک نئی بت پرستی کی شکل اختیار کر لی تھی، جس میں وہ پہلے سے ڈوبے ہوئے اور ان کی بندگی میں پھنسے ہوئے تھے، حضرت ابراہیمؑ کی زندگی دونوں بت پرستیوں کے خلاف بغاوت اور اعلان جنگ، خالص توحید کی دعوت، اور اللہ کی بسیط ومحیط قدرت کا اعلان اور اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ عدم سے چیزوں کو وجود میں لاتا ہے، اور وہ اسباب کا خالق بھی ہے، اور ان کی زمام کار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ اسباب سے تاثیر سلب کر سکتا، اور اشیاء کی خاصیت وافادیت کو روک سکتا، اور ان کا الٹا اثر پیدا کر سکتا اور ان کو جس کا چاہے، تابع وفرمان بنا سکتا ہے۔

لوگوں نے اس بغاوت کے جرم میں آگ کا الاؤ تیار کیا اور یہ تجویز پاس کی کہ:

حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْا اٰلِھَتَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ فَاعِلِیْنَ (الانبیاء: ۶۸)۔

www.abulhasanalinadwi.org

''اسے جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو''

حضرت ابراہیمؑ کو یقین کامل تھا کہ آگ، اللہ کے ارادے کی تابع ہے، اور جلانا اس کی ایسی صفت نہیں جو اس سے الگ نہ ہو سکے، بلکہ یہ اس میں بطور امانت رکھی ہوئی ایک خاصیت ہے، جس کی لگام کبھی ڈھیلی چھوڑ دی جاتی، اور کبھی کھینچ لی جاتی ہے، اور اسے ٹھنڈک اور سلامتی بنادیا جاتا ہے، چنانچہ آپؑ اس ''دار نمرود'' میں مومنانہ شان کے ساتھ مطمئن اور پر اعتماد انداز میں کود پڑے، اور نتیجہ آپ کے یقین کے تابع ہی رہا:-

قُلْنَا يَانَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ. (سورہ الانبیاء-۶۹-۷۰)

''ہم نے حکم دیا اے آگ ابراہیم کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا، اور وہ لوگ اسے نقصان پہنچانا چاہتے تھے تو ہم نے انہی کو ناکام کردیا''۔

لوگوں کا یہ خیال بھی تھا کہ زندگی بغیر سرسبزی، خوشحالی اور پانی کی فراوانی کے ممکن نہیں، اس لئے وہ اپنی آل اولاد، اور اپنے رہنے سہنے کے لئے ایسی زرخیز زمین حاصل کرتے تھے، جن میں پانی کی افراط اور شادابی کی فراوانی ہو اور جہاں صنعت وتجارت کی سہولتیں حاصل ہوں، حضرت ابراہیمؑ نے اس چلی ہوئی عادت اور عام رسم ورواج، اور اسباب پر تکیہ کرنے کے خلاف بھی قدم اٹھایا اور اپنے چھوٹے سے خاندان کے لئے ---(جو ایک ماں اور بیٹے پر مشتمل تھا)--- ایک بے آب گیاہ وادی پسند کی جس میں نہ زراعت ممکن تھی، نہ تجارت اور جو دنیا اور اس کی تجارتی منڈیوں سے بالکل کٹی ہوئی اور سرمایہ کے مرکزوں سے بہت دور تھی۔

آپؑ نے اللہ سے رزق میں وسعت کی دعاء کی کہ وہ دلوں کو اس وادی کی

www.abulhasanalinadwi.org

طرف مائل کردے اور یہاں تک پھل اور میوے بغیر کسی معروف طریقے کے پہنچائے، آپ نے کہا:-

رَبَّنَا اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلَاۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ. (سورۂ ابراہیم۔۳۷)

''اے رب میں نے اپنے خاندان کو ایک ناقابل کاشت وادی میں تیرے معزز گھر کے قریب بسایا ہے، اے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر اور انھیں پھل میسر کر شاید وہ شکر ادا کریں''۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور انھیں رزق، امن و عافیت کی ضمانت دی اور ان کے شہر کو ہر قسم کے پھلوں اور خیر و برکت کے خزانوں کا مرکز بنا دیا:-

اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ حَرَماً اٰمِنًا یُّجْبٰی اِلَیْهِ ثَمَرَاتُ کُلِّ شَیْءٍ رِزْقاً مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ القصص۔۵۷)

''کیا ہم نے ان کے لئے ایک پر امن حرم مہیا نہیں کر دیا جس کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں، اور جو ہماری طرف سے بطور رزق کے تھے۔ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْ اَطْعَمَھُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَھُمْ مِنْ خَوْفٍ. (سورہ القریش۔۳-۴)

''تو انھیں اس گھر کے خدا کی عبادت کرنا چاہئے جس نے انھیں

www.abulhasanalinadwi.org

بھوک کے بعد کھانا کھلایا اور خوف کے بعد امن نصیب کیا"۔

حضرت ابراہیمؑ نے انھیں ایسی خشک زمین پر اتارا تھا، جہاں پیاس بجھانے اور حلق تر کرنے کے لئے پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ لیکن ریت کے ذروں سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ اور وہ اس وقت سے اب تک اس طرح جاری ہے کہ لوگ اسے جی بھر کر پیتے اور اپنے ملکوں کو لے جاتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے اپنے گھر والوں کو چٹیل میدان میں لا چھوڑا تھا، مگر وہ ایسا مرکزی مقام بن گیا جس کے لئے اطراف عالم کے لوگ عزم سفر کرتے، اور رخت سفر باندھ کر آتے ہیں، دنیا کے گوشہ گوشہ سے منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے پہنچتے ہیں، اور دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

اس طرح حضرت ابراہیمؑ کی زندگی اپنے زمانہ کی پھیلی ہوئی اور حد سے بڑھی ہوئی مادیت، اسباب کی عبادت، اور ان کی بندگی کے لئے چیلنج اور اللہ اور اس کی قدرت مطلقہ، اس کے غالب ارادے پر ایمان کی زندہ مثال تھی، اور اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا کہ اس نے ان کے سامنے اسباب کو جھکا دیا اور ان پر حیرت انگیز نوازشیں کیں۔ (۱)

حضرت موسیٰ کا واقعہ تنگ اور محدود مادی ذہنیت کے لئے چیلنج

قصۂ ابراہیمؑ کے بعد حضرت موسیٰؑ کا قصہ بھی اس عقل مادی کے لئے ایک کھلے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، جو اسباب وحوادث کو خود مختار، ابدی اور جامد قانون سمجھتی ہے، اور ایسی قاہر طاقت خیال کرتی ہے، جو حاکم ہیں محکوم نہیں۔

یہ قصہ ان لوگوں کو بڑی آزمائش میں ڈال دیتا ہے، جن کی فکر ونظر ماورائے اسباب یا اسباب سے اوپر نہیں جاتی، یہاں میں اپنے ایک سابق مقالہ سے مدد

(۱) یہ حصہ مصنف کے مضمون مندرجہ "المسلمون" ص ۱۸۰، ۱۸۱، عدد ۷، ۸، ۱۳۸۱ھ سے ماخوذ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لوں گا جس میں حضرت موسیٰ کے قرآنی قصے اور اس کی عبرت و بصیرت کا جائزہ لیا گیا تھا، اس میں کہا گیا تھا:-

''حضرت موسیٰ مصر کے ایک تاریک اور گھٹے ہوئے ماحول میں پیدا ہوتے ہیں، جو بنی اسرائیل کو پورے طور پر گھیر چکا اور ان کے لئے نجات کے تمام راستے بند کر چکا تھا، حال مایوس کن، مستقبل تاریک، تعداد تھوڑی، وسائل معدوم، قوم بے عزت، دشمن بالا دست، حکومت ظالم، یہ چیزیں ان کی راہ میں حائل تھیں نہ کوئی ان کا دفاع کرنے والا تھا، نہ کوئی بچانے والا، بنی اسرائیل کی حیثیت اس قوم کی سی تھی جس کا انجام بد معلوم و طے شدہ ہو اور وہ بدبختی اور فنا کے لئے پیدا ہوئی ہو ـــــ ان حالات میں حضرت موسیٰ پیدا ہوتے ہیں، اور ان کی ولادت و زندگی فلسفۂ اسباب اور وقت کے نظام کے لئے سراپا چیلنج ثابت ہوتی ہے۔ فرعون نے چاہا کہ وہ پیدا نہ ہوں مگر وہ پیدا ہو کر رہے، اس نے خواہش کی کہ زندہ نہ رہیں، مگر وہ زندہ بھی رہے، اور لکڑی کے ایک بند صندوق میں نیل کے گہرے پانی میں، معجزانہ طور پر زندہ رہے۔

آپ دشمن کی گود میں پرورش پاتے اور قاتل کی حفاظت میں پروان چڑھتے ہیں، آپ علیہ السلام بھاگتے اور نجات پاتے اور ایک درخت کے سائے میں محزون ولاچار ہو کر جا بیٹھتے ہیں، اور پھر معزز مہمانی، اور پسند کی شادی سے متمتع ہوتے ہیں، اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں، راستے

www.abulhasanalinadwi.org

مین ناواقفیت اور رات کی تاریکی سے واسطہ پڑتا ہے، اس کے ساتھ ہی بیوی کو ولادت پیش آتی ہے، اور ان کے لئے آگ کی تلاش ہوتی ہے اور وہ ایسا نور پالیتے ہیں، جس کے ذریعہ بنی اسرائیل کی قسمت چمک جاتی اور ایک عالم راہ یاب ہوجاتا ہے۔ نبی ایک عورت کی ضرورت اور مدد کا سامان ڈھونڈتا ہے تو وہ پوری انسانیت کی مدد اور ضرورت کا سامان پالیتا ہے، اور نبوت وپیمبری سے سرفراز کردیا جاتا ہے۔ وہ فرعون کے خدم وحشم سے بھرے ہوئے دربار میں داخل ہوتے ہیں، حالانکہ وہ کل مطلوب ومفرور ملزم کی حیثیت میں تھے، جس پر فرد جرم لگ چکی اور مقدمہ دائر ہو چکا تھا، اور ان کی زبان میں لکنت اور ارادوں میں تذبذب تھا۔ لیکن آج وہ فرعون اور فرعونیوں کو اپنی دعوت وایمان، اور حجت وبیان سے مغلوب کرلیتے ہیں اور فرعون، ساحروں کی مدد سے اعجاز موسوی کو دبانا چاہتا ہے، جس سے وہ ایک کرتب اور جادو سمجھتا ہے، لیکن ساحر عاجز اور قائل ہوجاتے ہیں، اور کہہ اٹھتے ہیں:

آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

(سورہ الشعراء ۴۷۔۴۸)

"ہم رب العالمین رب موسیٰ وہارون پر ایمان لائے۔"

انھیں اسرائیلیوں کو لے کر راتوں رات ظلم کی سرزمین سے نجات کی سرزمین کی طرف کوچ کا حکم ملتا ہے، اور فرعون اپنے لاؤ شکر کے ساتھ ان کا پیچھا کرتا ہے، صبح جب ہوتی ہے تو حضرت موسیٰؑ سمندر کو اپنے سامنے ٹھاٹھیں مارتے دیکھتے اور

www.abulhasanalinadwi.org

دشمن کو اپنے پیچھے یلغار کرتے دیکھتے ہیں، اور سمندر میں گھس پڑتے ہیں، سمندر دو ٹکڑے ہو جاتا اور ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے، حضرت موسیٰؑ اور قوم سمندر پار کر لیتی ہے، ان کے دیکھا دیکھی فرعون بھی اپنی فوج کے ساتھ سمندر میں اترتا اور غضب ناک سمندر کا لقمہ بن جاتا ہے، اس طرح فرعون اور اس کی قوی جماعت ہلاک ہوتی اور بنی اسرائیل کی محتاج اور کمزور قوم ان کی جگہ لیتی ہے۔" (۱)

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ

(سورہ اعراف۔ ۱۳۷)

"اور ہم نے اس قوم کو زمین کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی ہے، مالک بنا دیا جو کمزور بنا دی گئی تھی، اور آپ کے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل کے لئے پوری ہو کر رہی، ان کے صبر کے نتیجے میں، اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کی کارستانیوں کو مٹا کر رکھ دیا اور جو کچھ وہ انگور کی بیلیں چڑھاتے تھے"

قصہ حضرت یوسفؑ اور معروف طریقوں سے اس کی دوری

"حضرت یوسفؑ کا قصہ بھی اپنی ندرت و غرابت اور حوادث کے متعین طبعی اسباب، قانون اور علت و معلول کے عام قانون کی کارفرمائی کے خلاف ایک تاریخی شہادت ہے، انھیں بھائیوں کے حسد اور فریب، کنویں کی اندھیاری میں ایک

(۱) مصنف کے عربی مضمون "ثورة في التفكير" سے ماخوذ اس نے عربی کے نامور رسالہ "المسلمون" کے لئے لکھا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مدت تک قیام، قافلہ والوں کی غلامی سے سابقہ پڑا جس میں ہلاکت، تکلیف، اور بے عزتی کا قوی اندیشہ تھا، لیکن وہ ان سب سے صحیح سالم بچ نکلتے اور زندہ رہتے ہیں۔

انھیں عصمت وعفت، وفاداری اور شرافت کا ایک سخت امتحان دینا پڑتا ہے جس میں وہ قوی محرکات اور مہیّجات، حسن شباب، اور فریق ثانی کی طرف سے طلب واصرار (جسے اقتدار بھی حاصل تھا، اور جس کا ان پر احسان بھی تھا) سے دو چار ہوتے اور سنگین الزام اور اخلاقی جرم میں اس زمانہ میں جیل میں داخل ہوتے ہیں، جب کہ وہ جرم کی علامت تھی، اور جہاں اخلاقی مجرم ہی رکھے جاتے تھے۔ وہ قیاس آرائی اور شہر میں پھیلی ہوئی افواہوں کا پسندیدہ موضوع بھی بن جاتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سب اپنے شہر سے دور اس جگہ ہوتا ہے، بلکہ ان کا اس قوم سے تعلق ہے، جس سے مصری شدید نفرت وحقارت کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور اسرائیلی ہونے کے معنی تھے کہ عزت واقتدار میں اس کا کوئی حصہ نہیں، ان پر ایک ایسی نسل سے ہونے کا جنم داغ ہے، جس کے لئے غلامی مقدر ہو چکی ہے، یہ سب حادثات ان کی گم نامی وبدنامی، اور ہر عزت اعتماد سے محرومی، اور مصری معاشرے کے کسی بھی معزز ومحترم مقام (چہ جائیکہ حکومت وسیادت ومنصب جلیل جس کے حقدار صرف شرفاء ہی تھے) محرومی کا سبب ہو سکتے تھے، نہ کہ اس کے بعد وہ مصر کے بادشاہ ہوتے اور ان کے فیصلے نافذ ہوتے اور لوگوں پر ان کا رعب وداب ہوتا، لیکن اس کے برعکس لوگوں نے کھلی آنکھوں سے حضرت یوسفؑ کو مصر کے تختِ حکومت پر بیٹھتے اور اقتدار سنبھالتے دیکھا:-

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ یوسف-۵۶)

www.abulhasanalinadwi.org

''اور اس طرح ہم نے زمین پر یوسف کے قدم جمائے کہ وہ جہاں چاہے رہ سکے ہم جسے چاہتے ہیں، اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں، اور نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے''۔

قصۂ یوسفؑ اور سیرتِ نبویؐ میں مماثلت

خاتم النبیینؐ اور قریش کے وہ افراد جوان پر ایمان لائے اور جنھوں نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے تھے۔ وہ بھی ایسے تاریک حالات و مشکلات سے دوچار تھے۔ اور انھیں بھی، تعداد کی کمی، موقف کی کمزوری، اسباب کی نایابی، خاندان کی ملامت، اور قوم کی شدید مخالفت و مقاطعہ، گھراؤ، دباؤ اور راہِ خدا سے بندش، اور مومنین کی مظلومیت (جنھیں وہ بددین، اور احمق کہتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش، مستقل خوف و خطرہ کا سامنا تھا، جس کا قرآن سے زیادہ معنی خیز بیان اور اس سے بہتر تصویر کشی ممکن نہیں:-

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ ۔ (سورہ انفال-۲۶)

''وہ وقت یاد کرو جب تم بہت تھوڑے اور زمین میں کمزور و ضعیف تھے اور تمہیں یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ لوگ تمہیں کہیں اچک نہ لیں''۔

رسولؐ اللہ کو مددِ غیبی اور عظیم مستقبل کی بشارت

ان تاریک حالات میں جو نہ کوئی امید بندھاتے اور نہ کسی مستقبل کی بشارت دیتے ہیں۔ اور نہ جن میں روشنی کی کوئی کرن ہی دکھائی دیتی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان کیا، رسولؐ اللہ کی سیرت قصۂ یوسفؑ سے بہت ہی مشابہ ہے قبیلۂ قریش کے معاملات برادران یوسف کے معاملات کے ہم

www.abulhasanalinadwi.org

شکل نظر آتے ہیں، یہاں بھی شروع میں حسد اور جنگ سے آغاز ہوتا ہے، اور آخر میں انتہا اعتراف، تعظیم، اور ندامت پر ہوتی ہے، ابتداء دوری اور قطع تعلق سے اور جور و ستم سے ہوتی ہے۔ اور انتہاء، تسلیم اور التجاء رحم پر ہوتی ہے۔

حضرت یوسفؑ کے سلسلہ میں کنویں کی تاریکی اور ہجرت نبوی میں غار ثور کا مرحلہ اور ابن یعقوبؑ کی داستان میں قید و بند کا باب ابن عبدالمطلب کی سیرت کے شعب ابی طالب والے باب ایک دوسرے کے بہت مشابہ ہیں۔

دونوں کے دشمنوں کی طرف سے یہ اعلان و اظہار یکساں ہے کہ:-

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ.

(سورہ یوسف:۹۱)

"بخدا اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور ہم ہی خطاوار تھے"۔

اور دونوں سرداروں نے قوم کو یکساں اور نرم و شریفانہ جواب ہی دیئے۔

لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. (سورہ یوسف: ۹۲)

"آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے"۔

قرآن نے اس عظیم قصے کو اس طرح شروع کیا ہے:-

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ. (سورہ یوسف: ۳)

"ہم آپ سے ایک بہترین قصہ کہنے جا رہے ہیں، اس سبب سے کہ ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے، اور اگرچہ آپ اس سے

www.abulhasanalinadwi.org

پہلے غافلوں میں تھے"۔

اور قصہ کو ختم اس طرح کیا گیا ہے:-

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (سورہ یوسف: ۱۱۱)

"ان کے قصہ میں اہل عقل کے لئے عبرت ہے یہ کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں، بلکہ اپنے سے سابق قصہ کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل اور مومن قوم کے لئے ہدایت ورحمت ہے"۔

اس طرح یہ سورہ مکہ کے بوجھل اور تاریک ماحول میں اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عظیم وتابناک اور شاندار مستقبل کی بشارت ثابت ہوئی گویا حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ آپ کا قصہ ہے، اور مخالف ماحول میں کنایہ، صراحت سے ہمیشہ بلیغ مانا گیا ہے۔

انبیاءؑ کی کامیابی امت کی کامیابی

پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت موسیٰؑ اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کا قصہ بیان کیا ہے، جو قصہ سورہ قصص میں آیا اس میں حضرت موسیٰؑ کی کامیابی اور فرعون کی چالوں سے آگاہی اور سلامتی اور رسالت عظمیٰ اور نبوت سے سرفرازی (جب کہ وہ صرف اپنی زوجہ کے تاپنے کے لئے آگ کی تلاش میں تھے) دشمن کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کا بیان ہوا ہے، یہ حضرت یوسف کے قصہ سے اس کے سوا بالکل مشابہ ہے کہ اس میں بنی اسرائیل کی نجات، ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

کامیابی، اور سیادت کا قصہ زائد طور پر بیان ہوا ہے۔

اس قصہ کا افتتاح ایک بڑی معرکہ آرا تمہید کے ساتھ ہوا ہے، جس میں قریشی مخالفین کے دل دہلا دینے اور اس کمزور مومن جماعت کے مستقبل کے تصور سے مرعوب کر دینے کے لئے کافی سامان ہے، جسے قریشی خاطر میں نہیں لاتے تھے، اور اسے نگل جانے کی فکر میں تھے، فرمایا گیا:-

طٰسٓمٓ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۚ نَتْلُوا عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۚ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۚ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ○ (سورہ قصص: ۱-۶)

"یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں، ہم آپ کو موسیٰ وفرعون کا ٹھیک ٹھیک قصہ مومن قوم کی خاطر بتا رہے ہیں، فرعون نے زمین (مصر) میں بڑا بننے کی کوشش کی اور اس کے باشندوں کو تقسیم کر دیا، اور ایک طبقہ کو اس نے کمزور کرنا شروع کر دیا، وہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں کو چھوڑ دیتا تھا، وہ مفسدوں میں سے تھا، ہم خاص طور پر ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جو زمین میں کمزور بنا دیئے گئے ہیں اور انھیں امام اور وارث بنا دینا

www.abulhasanalinadwi.org

اور زمین پر ان کے قدم جما دینا چاہتے ہیں اور فرعون وہامان اوران کے لاؤ لشکر کو جس انجام بد سے وہ ڈرتے تھے اسے دکھا دینا چاہتے ہیں"۔

داعیوں اور مومن وصالح کام کرنے والوں کے لئے قوت واعتماد کا سرچشمہ

یہ بلیغ وموثر قصے قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقویت تسلی کے لئے ہوتے تھے جیسا کہ فرمایا گیا:-

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ (سورہ ہود: ۱۲۰)

"اور رسولوں کی خبروں میں سے ہم ہر وہ خبر آپ کو دیتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو تقویت دیں اور آپ کے پاس اس سلسلہ میں حق اور مومنین کے لئے نصیحت اور یاد دھانی آچکی ہے"۔

یہ سچے قصے داعیوں اور منہاج نبوت پر کام کرنے والوں، اور ایمان وعمل صالح اور تقویٰ کی طرف بلانے والوں، مصیبت پر صبر کرنے والوں، جہاد پر قائم رہنے والوں، اور اللہ کے راستہ میں جاگنے والوں کے لئے ہمیشہ قوت وثابت قدمی کا اور روشنی پیدا کرنے والی امید، فوز وفلاح اور مخالفوں کے مقابلہ پر فتح وظفر کے قوی یقین کا سرچشمہ وخزانہ رہے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے قصہ میں فرمایا ہے:-

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ

www.abulhasanalinadwi.org

بِمَاصَبَرُوْا ۰ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۰ (سورہ اعراف: ۱۳۷)

''اور نبی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے نتیجہ میں آپ کے رب کی اچھی بات پوری ہوئی اور جو فرعون اور اس کی قوم کر رہی تھی، اور جو وہ بیلیں چڑھاتے تھے، اسے ہم نے نیست و نابود کر دیا۔''

اور یوسفؑ نے اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نمایاں کامیابیوں کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِيْ قَدْمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۰ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۰

(سورہ یوسف: ۹۰)

''کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر احسان کیا، جو بھی تقویٰ اور صبر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

یہ جان لینا چاہئے کہ یہ اللہ کی وہ سنت ہے، جس میں کبھی استثناء نہیں ہوتا اور انبیاء کے منہاج وطریقہ پر دعوت اور کوشش ایمان وعمل صالح، صبر وطاعت اور اچھی وپاکیزہ سیرت ایسا مبارک درخت ہے، جو خدا کے حکم سے ہمیشہ سدا بہار اور ثمر دار رہتا ہے، اور ایک کمزور ترین فرد بھی ان صفات کے ذریعہ قوی ہو جاتا ہے، اور کوئی بھی اقلیت، اگر ان اخلاق فاضلہ کی حامل ہو تو وہ اکثریت ہے۔

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ۰ (سورہ البقرہ: ۲۴۹)

''کتنی ہی چھوٹی جماعتیں، بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے

www.abulhasanalinadwi.org

غالب آ گئیں، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

وَلَاتَهِنُوْا وَلَاتَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

(سورہ آل عمران:۱۳۹)

"نہ ہمت ہارو اور نہ غمگین ہو، تمہیں سر بلند ہو گے اگر تم مومن ہو"

یہ قصے نسل در نسل قوت و عبرت کا سر چشمہ، اپنے قوی ایمانی طرز، اور اس کی دلیل ہونے کی وجہ سے بنے رہے کہ انبیاء کی دعوت ہی کو فتح و ظفر ملتی ہے، اور اللہ کی پسندیدہ سیرت و صفات ہی کے ساتھ فوز و فلاح وابستہ ہیں، خواہ اس کے اسباب کتنے ہی مخالف، اس کی مخالف قوتیں کتنی ہی نبرد آزما اور مادی طور پر اس دعوت کے حامل کتنے ہی کمزور کیوں نہ ہوں۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا، فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (سورہ آل عمران:۱۳)

"تمہارے لئے ان دو جماعتوں میں نشانی تھی، ایک جماعت تو اللہ کے راستے میں جہاد کر رہی تھی، اور دوسری کافر تھی اور وہ مسلمانوں کو چشم دید طور پر اپنے سے دو گنا دیکھ رہی تھی اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے"۔

انبیاءؑ کی دعوت پر ایمان یا پھر ہلاکت و تباہی

انبیاءؑ کی سیرت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کبھی تفصیل اور کبھی اجمال

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ بیان کیا ہے، اور بہ تکرار اس کا ذکر کیا ہے، اس کے درمیان ایک ایسا متفقہ نقطہ پایا جاتا ہے، جس میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا، اور وہ ہے ان کا تمام رکاوٹوں کے باوجود کامیاب، اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کامراں ہونا، اور اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں، یا تو یہ مخالفین ایمان لے آتے اور ان کی دعوت قبول کر لیتے، اور اس کے مخلص فدائی بن جاتے ہیں، یا پھر ہلاک اور تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ (سورہ الانعام: ۴۵)

''پھر کٹ گئی جڑ ظالموں کی اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے''۔

انفرادی اور قومی مصالح کی کوئی قیمت نہیں

جو دعوت، انسانیت کی سعادت و نجات کا مدار ہے، اس کی عند اللہ یہ قیمت ہے کہ اس کے لئے نوامیس فطرت اور قوانین قدرت بھی توڑ دیئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے وہ کچھ کیا جاتا ہے، جس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور فردی یا اجتماعی مصلحتیں یا سیادت و غلبہ کی خواہش اور وہ بے معنی قیادتیں جو نہ خیر کو اٹھاتیں اور نہ شر کو گراتی ہیں، اور ان سے اسلام و انسانیت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اور ان کا شر و فساد اور کفر و فسق کی طاقتوں سے کوئی جھگڑا نہیں، ان کی ساری دوڑ دھوپ اور لڑائی اس کے لئے ہوتی ہے کہ ہونے والے تمام گناہ اور فساد ان کی نگرانی، سرپرستی اور ان کے سایہ اقتدار میں ہوں جن کا فائدہ انھیں پہنچے تو ایسی انفرادی و اجتماعی کوششوں کی اللہ کے یہاں کوئی قیمت اور مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں، اور اللہ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس وادی میں مرتی اور کون سا دشمن ان پر غلبہ پاتا ہے، اور ان کا خاتمہ

www.abulhasanalinadwi.org

کب ہوتا ہے۔

ایسی ہی کوششوں کے مقابلہ میں سرکش وجابر اور بے رحم بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوتی اور ایسے مشکلات ومسائل سامنے آجاتے ہیں، جن کی ابتدا وانتہا معلوم نہیں ہوتی۔

ایک پھیلا ہوا غلط خیال

آج مسلم قوموں اور عالمِ اسلامی میں یہ خیال مقبول ومروج ہے اور اس پر سب کا ایمان راسخ ہے کہ سیرت واخلاق کے مقابلہ میں مادی طاقت ہی فیصلہ کن میزان اور معیار ہے، بہت سے اچھے اچھے دینداروں حتیٰ کے دین کے داعیوں کا بھی یہ نعرہ ہو گیا ہے کہ "مادی طاقت سب سے پہلے"۔

یہی وہ طریقۂ فکر ہے، جس کا ابطال وتردید انبیاءؑ ومرسلین کی سیرت، ان کے ساتھ پیش آنے والے حوادث اور ان کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والے عجائب ومعجزات ان پر اللہ کی نصرت وفتح کے انعام اور ان کے دشمنوں سے انتقام میں موجود ہیں۔

یہاں ایک بار پھر اپنے رسالہ "ثورۃٌ فی التفکیر" سے ایک اقتباس مستعار لیتا ہوں۔

"ایک طویل مدت سے ہم اپنی ذات، اپنی قیمت، وحیثیت کو (دنیا کے نقشہ میں) مادی "طاقت" "صلاحیت" "وسائل" "خام مواد" "ملکی پیداوار" "عددی طاقت" "جنگی پوزیشن" سے تولنے اور ناپنے کے عادی ہو گئے ہیں، اور ہم کہیں اپنا پلڑا ابھاری اور کہیں ہلکا پاتے ہیں، اور اس سے خوش یا افسردہ ہوتے ہیں۔

ایک عرصہ سے مغرب کی قیادت وسیادت پر ہمارا ایمان سا ہو گیا ہے، اور گویا ہم نے مان لیا ہے کہ یہ تقدیر مبرم، امرِ محکم،

www.abulhasanalinadwi.org

اوراٹل قانون ہے، جس میں کوئی تبدیلی اور انقلاب نہیں آسکتا، اوراس طرح وہ قدیم مثل پھر زندہ ہوگئی کہ "اگر تم سے کہا جائے کہ تاتاریوں نے کہیں شکست کھائی تو کبھی اس کو باور نہ کرنا"۔

ہم اب مغربی اقتدار اور مغرب کی قائدانہ صلاحیت کو چیلنج کرنے کے بارے میں کبھی سوچتے بھی نہیں، اور اگر کبھی "علم وتحقیق" سے آنکھ بچا کر اور عقل وفہم کو نظر انداز کر کے سوچتے بھی ہیں، تو ہم اپنے وسائل وامکانات، جنگی طاقت، اسلحہ کی پیداوار اور ایٹمی طاقت کی پوزیشن کا جائزہ لیتے ہیں، تو ہم کو ناامیدی اور بدفالی گھیر لیتی ہے، اور ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ہم محکومی وغلامی، زندگی کے دھارے سے دور رہنے، مغرب کا دست نگر، اور دو بڑی طاقتوں میں سے کسی ایک سے وابستہ رہنے ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔"(۱)

ایمان واطاعت، مومن کا ہتھیار اور کامیابی کی کنجی

لیکن اللہ نے قرآن میں انبیاءؑ کی سیرت اور ان کے دشمنوں کا جو انجام بتایا اور جس کی ہم نے اپنے مقالے میں کچھ درخشندہ مثالیں پیش کی ہیں، وہ اس اندازِ فکر سے پوری طرح ٹکراتی ہیں، اور ہم پر یہ واضح کرتی ہیں کہ انبیاء کی کامیابی کا راز اور جن کامیاب ہتھیاروں سے انھوں نے اپنے مخالفین کا مقابلہ کیا اور ان کی چھوٹی سی کمزور جماعت کامیاب اور دنیا کی امامت وہدایت کے منصب پر فائز ہوگئی وہ "ایمان" "اطاعت" "دعوت الی اللہ" تھی:۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا

(۱) "ثورة في التفكير" ۲-۳

www.abulhasanalinadwi.org

بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ٥ (سورہ الم سجدہ:۲۴)

"اور ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے، یہ ان کے صبر اور ہماری آیتوں پر یقین کے سبب ہوا۔"

وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ (سورہ یونس:۸۷)

"اور ہم نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی کو وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کو مصر میں بساؤ اور اپنے گھروں کو مسجدوں کی شکل دو۔ اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو بشارت دیدیجئے"۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورہ محمد:۷)

"اے وہ جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جمادے گا۔"

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَی السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ یَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (سورہ محمد:۷)

"تو کمزور نہ پڑو اور امن کی طرف بلاؤ تمہیں غالب رہوگے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں کٹوتی نہیں کرے گا"

امت مسلمہ کا مستقبل انبیاءؑ کی سیرت سے وابستہ

ان سچے حکیمانہ قصوں کا یہی پیغام اور سبق ہے، جو ہمیں انبیاءؑ کی زندگی اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی پاکیزہ سیرت سے ملتا ہے۔ یہی وہ سیدھا اور صحیح راستہ ہے، جس پر بلا استثناء تمام انبیاء چلتے رہے، اور قرآن نے جس کے نقوش محفوظ رکھے ہیں، کمزور قوموں کے لئے اگر کوئی امید کا راستہ ہو سکتا ہے، تو یہی ہو سکتا ہے اور صاحب دعوت وعقیدہ قوموں کا مستقبل اسی طور طریق سے وابستہ ہے، اور اللہ ہی حق کہتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے۔

پانچواں خطبہ

رسالتِ محمدی کی عظمت

عصر جاہلی کا المیہ

اس جاہلی عصر کا المیہ ــــــ جس کے انحطاط وزوال پر مورخین کا اتفاق ہے ــــــ کفر وفجور، معاصی اور گناہ، ظلم وسرکشی، انسان کی حیثیت عرفی کا ازالہ اور اس کے حقوق کی پامالی، جابر حکومتوں اور ظالم بادشاہوں کا غلبہ نہ تھا..... اسی طرح یہ المیہ خدا کی عبادت کرنے والے صالح بندوں کی کمی اور ان کی کمزوری بھی نہ تھی، اگرچہ یہ سب چیزیں قابلِ افسوس ہیں، لیکن یہ سب انسانیت کی طویل تاریخ میں بارہا ہو چکا، اور اس کے خلاف دعوت واصلاح کے مرد میدان، بیدار ضمیر اور قوی عزائم والے افراد اپنے اپنے زمانوں میں کام بھی کرتے رہے ہیں۔

دراصل جاہلیت کا وہ المیہ جس کے نتائج بد سے انسانیت کو نجات دینے، اور انسان کی حیثیت عرفی بحال کرنے کے لئے بعثت محمدی ہوئی، وہ المیہ یہ تھا کہ علم صحیح، نیک ارادے اور حق کے لئے سینہ سپر ہونے والی اور باطل سے پنجہ آزمائی

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے والی جماعت اس وقت کی وسیع دنیا میں کہیں پائی نہیں جاتی تھی، یہ المیہ اس حقانی گروہ کی نایابی کا تھا، جو شر کی طاقتوں سے نبرد آزما ہو کر خیر کی بنیادوں پر ایک عالم نو کی تعمیر کر سکے۔

علم صحیح کا فقدان

عصر جاہلیت میں وہ علم صحیح گم ہو گیا تھا، جس کے ذریعہ انسان اپنے رب کو اچھی طرح پہچانتا اور اس تک پہنچتا ہے، اور جس کے ذریعہ صحیح، خالص، اور پسندیدہ عبادت کر سکتا ہے، ایسے زمانے میں اگر صحیح اور قوی ارادہ اور طلبِ صادق کسی شخص میں پائے بھی جائیں، تو اس کے لئے ماحول کی خرابی کے سبب کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتے ایسے زمانے میں جو علم بھی پایا جاتا ہے، وہ جہالت و خرافات کی آمیزش لئے ہوئے اور اپنی اصل سے ہٹا ہوا، اس میں صحت کم، غلطی زیادہ، نفع تھوڑا اور نقصان بہت ہوتا ہے۔

قوی ارادۂ خیر کی کمی

اور اگر یہ علم صحیح اپنی کمیابی کے باوجود کسی عالم کے سینے یا کسی حکیم کے سفینے میں یا قدیم زمانے میں نازل شدہ کسی علم کی باقیات کے طور پر کہیں پایا بھی جاتا ہے، تو اپنے حق میں وہ ارادۂ خیر نہیں پاتا جو اسے اس کی جگہ سے چن لے اور اسے متاع جان بنا لے اور اس کے ذریعہ اپنی نفسانی خواہشات، اور معاشرے کا مقابلہ کر سکے۔

چنانچہ اس عہد میں خدا طلبی اور تلاش حق کا جذبہ مفقود ہو گیا تھا۔ قوتیں، اور عزیمتیں اس کی طلب کے سلسلے میں درماندہ ہو چکی تھیں، وہ طلب معاش، ہوس رانی، نفس کے مطالبات کی تکمیل، بادشاہوں کی اندھی اطاعت، اور ان کے لئے جاں سپاری

www.abulhasanalinadwi.org

میں لگ گئی تھیں، محبت کے شعلے بجھ چکے تھے۔ دلوں کی انگیٹھیاں سرد پڑ گئی تھیں، اور ان پر حب دنیا کی برف جم گئی تھی، دین کے مظاہر و آثار میں سے صرف خرافاتی بت پرستی اور سطحی قسم کے رسم و رواج باقی رہ گئے تھے۔

حق کی حامی و ناصر جماعت کا فقدان

اگر بفرض محال ایسے ماحول میں کہیں علم صحیح اور ارادۂ خیر کا وجود بھی تھا تو کوئی ایسی پشت پناہ جماعت اور طاقت نہ تھی جس کا وہ سہارا لیتے اور کمزور پڑنے پر اس سے طاقت حاصل کرتے، چنانچہ یہ دونوں چیزیں انفرادی کوششوں اور شخصی اصلاحات ہی میں ضائع ہوگئیں، اور یہ افراد ——— جو کلیساؤں، مندروں، یا غاروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں گوشہ گیر تھے——— ایسے چراغ کی مانند تھے، جس کا فتیلہ جل چکا، جس کا تیل ختم ہو چکا، اور اس کا نور ہلکا پڑ چکا ہو، ان کی مثال ایسے جگنوؤں کی تھی، جو سرما کی بارش زدہ اور تاریک راتوں میں اِدھر اُدھر اڑتے اور چمکتے ہیں، لیکن ان سے نہ کوئی بھولا بھٹکا مسافر راستہ پا سکتا ہے، اور نہ کوئی سردی سے کپکپایا ہوا غریب گرمی پا سکتا ہے۔

ایک آفتاب تازہ کی ضرورت

وہ علم صحیح جو لوگوں کو اس کائنات کے خالق و مالک کی ذات وصفات و برگزیدہ ناموں کی صحیح پہچان عطا کرے، انھیں اس سے ایک مضبوط اور نئے رشتے میں جوڑ دے، عقلوں اور دماغوں کو نئے ایمان ویقین سے بھر دے، دلوں کو محبت سے پُر کردے، غلو کرنے والوں کی تحریف، اور باطل پسندوں کے غلط الحاق وانتساب کو دور کر کے لوگوں کو اندھیرے سے اُجالے، اور شک سے یقین تک پہنچا دے، وہ

www.abulhasanalinadwi.org

علم صرف نبوت محمدی کی شکل میں ــــ دنیا کو ملا ــــ وہی ان اوہام وخیالات اور مغالطوں کا پردہ چاک کرسکتا تھا، جن میں دنیا کی بت پرست، اور خدانا آشنا قومیں عرصہ سے مبتلا تھیں، وہی یہود ونصاریٰ، اور اہل کتاب کا صحیح احتساب کرسکتا تھا، اور ان میں اگر خوف خدا اور انصاف ہوتا تو وہ اعتراف کرتے کہ ستارے ماند پڑ چکے بطن گیتی سے آفتاب تازہ پیدا ہو چکا ہے، اور صبح کی روشنی چراغوں سے بے نیاز کرچکی ہے۔

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی تَأْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ

(سورہ البینۃ: ۱،۲،۳)

"اہل کتاب میں سے کافر لوگ اور مشرکین چھوڑنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل یعنی اللہ کی طرف سے رسول نہ آجاتا جو پاکیزہ اوراق کی تلاوت کرتا جن میں قیمتی کتابیں ہیں"۔

فلسفہ اور شرک کی، ایمان کو کمزور اور انسان کو گمراہ کرنے کے لئے سازش

ارادۂ خیر ہمیشہ علم صحیح اور ایمان قوی کے تابع ہوتا ہے، جب انسان چند حقائق پر ایمان لاتا اور منافع اور مضرتوں کو سمجھتا ہے، اور اس میں امید وبیم، خوف وطمع کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، تو اس کے ارادے بھی اس کے ساتھ دیتے اور اس کے اعضا بھی مدد کرتے ہیں لیکن عصر جاہلی میں ایمان قوی مفقود ہوگیا اور انسان خدا کے

www.abulhasanalinadwi.org

اور جنت ودوزخ کے وجوداور آخرت اوراپنے اعمال کی جواب دہی کے عقیدہ سے محروم ہوگیا تھا، فلسفہ وشرک نے بھی اس ایمان اور خداو بندے کے باہمی ربط کو کمزور کرنے میں خاصا حصہ لیا، فلسفہ نے صفات کی نفی میں غلو سے کام لیا، اور شرک نے ان صفات میں مخلوق کو شامل کردیا، اس طرح دونوں نے عبد ومعبود کے رابطہ کو نقصان پہنچایا، چنانچہ جس شخص کا تعلق فلسفہ سے ہوا اسے صفاتِ قدرت وحکمت اور رحمت ومحبت سے مجرّد خدا سے رجوع کرنے اور اس سے ڈرنے یا اس سے پرامید ہونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی اور جو شرک میں مبتلا ہوا وہ مخلوقات ہی سے التجاء والتماس میں مشغول رہا اور اسے آنکھوں سے غائب مگر بندوں کے معاملات میں دخیل، خدا سے التجاء کی نہ ضرورت پیش آتی تھی، اور نہ اس کی فرصت ملتی تھی۔

اس طرح دنیا دو کیمپوں میں تقسیم ہوگئی تھی، ایک کیمپ تو اپنے اندر آخرت کے لئے کسی کوشش کا کوئی داعیہ اور جذبہ نہیں پاتا تھا، اور دوسرے کیمپ کو ربّ الارباب سے سوال کی فرصت ہی میسر نہیں، ان دونوں نظریات نے جاہلیت کی پوری دنیا اور طویل عہد کو خدا سے کاٹ کر رکھ دیا، اور انسانی دل کے اندر محبت اور خدا طلبی کا شعلۂ فروزاں بجھ کر رہ گیا، اسی طرح انسانی فطرت میں ودیعت کی ہوئی صلاحیتیں اور قوتیں جمود وخمود، شرک وخرافات نفس اور بادشاہوں کی غلامی، طاغوت اور شیطان کے فریب کا شکار ہوگئیں اور مشرق سے لے کر مغرب تک کی تمام انسانی دنیا ان اصنام اور معبودوں کی عبادت میں مبتلا تھی جنھیں اس کے تخیل نے جنم دیا تھا، یا جو موروثی طور پر رسم ورواج کا جز بن چکے تھے، یا ان مقاصد، نصب العین اور اقدار حیات کی ماتحت ہوکر رہ گئی تھی، جنھیں اس نے خود ہی گڑھا اور اپنے لئے لازم کرلیا تھا، اور ان سب پر حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول صادق آ گیا تھا۔

اَتَعْبُدُوْنَ مَاتَنْحِتُوْنَ (سورہ الصّفت: ۹۵)

www.abulhasanalinadwi.org

”کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنھیں تم اپنے ہی ہاتھوں سے
گڑھتے ہو؟

جاہلی ماحول میں تبدیلی، نبی کی لائی ہوئی عالمگیر دعوتِ ایمانی ہی سے ممکن

قوت قدسیہ کے موید من اللہ انسان کے سوا کسی کے لئے صدیوں سے گم شدہ ایمان کو دلوں میں پھر سے تازہ کرنا ایک نئی لگن اور عشق پیدا کر دینا ممکن نہ تھا، اور نہ یہی ممکن تھا کہ اس کے قوی ارادوں کو پر فریب اور لذیذ دنیوی زندگی کی طلب اور نفس کے عزیز و لذیذ تقاضوں کی تکمیل سے باز رکھا جا سکے، اور انھیں عظیم الشان بادشاہوں کی خوشامد سے ہٹا کر ان دیکھے خدا کی طلب پر مائل اور اسے خدا کی مرضی پر راضی، اور اس کے راستے میں جان و مال اور ہر عزیز شے کی، ثوابِ آخرت کی امید پر قربانی کرنے پر آمادہ کیا جا سکے۔

اس اہم کام بلکہ کارنامے کے لئے تو اس آہنی ارادے کی ضرورت ہوتی ہے جسے سر بہ فلک پہاڑ بھی نہ ہلا سکیں، اور جنھیں جن و انس کی مجموعی مخالفت بھی نہ کمزور کر سکے، اسی حقیقت کی ترجمانی زبان نبوت سے نکلے ہوئے اس فقرہ نے کی تھی۔

لَوْ وُضِعَتِ الشَّمْسُ فِي يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرُ فِي يَسَارِيْ مَا تَرَكْتُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ أَوْ أُهْلَكَ فِي طَلَبِهٖ (۱)

”اگر قریش میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند بھی رکھ دیں تو میں تبلیغ کے اس کام کو ترک نہیں کر سکتا یہاں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا ایک ٹکڑا، تفصیل کے لئے ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ ۳/۴۲ دیکھی جائے

www.abulhasanalinadwi.org

تک کہ اللہ تعالیٰ اسے غالب کردے یا میں اس کی طلب میں
ہلاک ہوجاؤں''

اس کام کے لئے اس قوی ایمان کی ضرورت تھی جو اگر تمام دنیا اور دنیا والوں پر تقسیم کردیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوجائے اور سب کے شک کو یقین اور ضعف کو قوت سے بدل دے، وہ ایمان، صاحبِ ایمان کی زبان سے اس وقت بھی بولتا ہے، جب زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں اور نگاہیں چوندھیا جاتی ہیں، چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ غار کے دہانے پر جانی دشمن کھڑے ہیں، مگر نبیؐ اپنے ساتھی کو تسلی دے رہا ہے۔

لَاتَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

''غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے''

نبیؐ کی نگاہیں بُعد مکانی وزمانی اور مختلف پردوں کے حائل ہونے کے باوجود عرب کے ایک فقیر بدوی سراقہ کے ہاتھوں میں شہنشاہِ ایران کسریٰ کے کنگن اور بھوک کی شدّت اور محاصرے کی طوالت کے باوجود خندق کے ایک پتھر کی چنگاری میں قیصر روم کا سفید محل دیکھ لیتی ہیں سفر ہجرت کے موقع پر سراقہ بن جعشم جب تعاقب کرتا ہوا پہنچا اور اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اس نے اپنی گستاخی کی معافی چاہی تو آپؐ نے فرمایا سراقہ وہ کیا وقت ہوگا، جب شاہ ایران کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھ میں ہوں گے، مدائن فتح ہونے پر کسریٰ کے جب طلائی کنگن مالِ غنیمت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو پہنایا اور ناقابل قیاس پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اسی طرح غزوۂ خندق میں جب آپؐ نے ایک پتھر پر کدال ماری اس سے ایک شعلہ سا نکلا تو آپؐ نے فرمایا اس روشنی میں میں نے قیصر کا سفید محل دیکھا نبوت کی یہ دور بینی بھی حرف بہ حرف ثابت ہوئی اور مسلمان

www.abulhasanalinadwi.org

قیصر کے محل پر قابض ہوئے۔(۱)

عالمگیر جاہلیت کا خاتمہ اور اس کی جگہ زندگی ویقین اور دینی جوش کا اعادہ ایسے ہی طاقتور اور پیغمبرانہ ایمان کے ذریعہ ممکن ہوتا ہے، اور انسان کے حق میں خدا کی رحمت کے تحت ظہور میں آتا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(سورہ الجمعہ۔۳)

"وہ ذات جس نے ان پڑھ لوگوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اللہ کی آیات سناتا، ان کی سیرت کو سدھارتا، اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

"هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(سورہ الصف۔۹)

"وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے وہ تمام دینوں پر غالب کردے خواہ اسے مشرکین کتنا ہی ناپسند کریں"۔

دائمی اصلاح وجد وجہد والی قوم کی ضرورت

جاہلیت کا یہ فساد چند مصلح افراد یا کسی مضبوط جماعت، یا کسی بڑے

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتب حدیث وسیرت

www.abulhasanalinadwi.org

ادارے کے بس سے باہر تھا، اس لئے کہ یہ فساد اپنی آخری شکل کو پہنچ گیا اور نا قابل علاج بن چکا تھا، اس کے لئے ایک مستقل امت کی ضرورت تھی، جو اس کے لئے متحدہ اور مسلسل جدوجہد کرتی رہے، اور خدا کی زمین میں پھیل کر باطل جہاں بھی ہو اس کا مقابلہ کرے، شر کی طاقت جہاں بھی ہو اسے اکھاڑ پھینکے اور خدا کی سرزمین کو عدل وانصاف سے بھر دے جیسے کہ وہ ظلم وجور سے بھری جا چکی تھی، اس طرح دنیا کو ایک پیغمبر اولوالعزم کی ضرورت تھی، جس کی امت ایک عظیم امت ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

(سورہ آل عمران۔۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے برپا کی گئی ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو''

صاحبو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ٹھیک اس وقت ہوئی جب انسانیت اس کے لئے اسی طرح چشم براہ اور گوش برآواز تھی، جیسے گرمی سے جھلسی ہوئی فضا اور تپتی ہوئی زمین موسم کی پہلی بارش کے لئے ہوتی ہے۔

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ (سورہ الحج۔۵۔۶)

''اور تم زمین کو مرجھائی ہوئی دیکھتے ہو اور جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو لہلہا اٹھتی، نمو پذیر ہونے اور ہر قسم کے دلفریب

www.abulhasanalinadwi.org

پھل پھول اگانے لگتی ہے، یہ ثبوت ہے کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور وہی مردے کو جلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

بعثت محمدیؐ کی انقلابی تاثیر

"یکا یک اس مردہ انسانی جسم میں ـــــ جسے نسل انسانی کہا جاتا ہے روح حیات دوڑنے لگتی ہے، اور اچانک یہ مردہ انگڑائی لینے لگتا ہے، جو سڑنے گلنے کے قریب ہو گیا تھا، اس حقیقت کو مؤرخین اپنی محدود زبان میں ایوانِ کسریٰ کے لرزنے اور آتش فارس کے بجھنے سے تعبیر کرتے ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ پختہ اور مضبوط عمارتیں اور فلک بوس محلات زمین کے زلزلے کی ایک حرکت سے خزاں زدہ پتوں کی طرح زمین پر آرہتے ہیں، تو قیصر وکسریٰ کے نظام اور فراعنۂ عصر کے کارنامے نبیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دنیا میں صبح سعادت کے طلوع سے کیوں زوال پذیر نہیں ہو سکتے؟(۱)

ایک نئی دنیا کا ظہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و بعثت صرف ایک نبی کی یا ایک صرف ایک امت کی یا ایک عصر ہی کی پیدائش نہیں بلکہ ایک نئی دنیا کی پیدائش تھی، جو آپؐ کی بدولت ظہور میں آئی، اور آپؐ کی یہ دنیا تا قیام قیامت باقی رہے گی، جب میراث عالم کا آخری وارث خدائے تعالیٰ ہوگا۔

آپؐ کی بعثت مبارکہ کے آثار اس دنیا کے چپے چپے پر موجود اور اس کے ذرّے ذرّے میں سرایت کئے ہوئے ہیں، اور دنیا اپنے عقیدے، اندازِ فکر، تہذیب

---

(۱) معقل الانسانیۃ از مؤلف، ص ۳،۲

وتمدن اخلاق ومعاشرت علم وثقافت کے سلسلہ میں بعثت محمدیؐ سے متاثر ہی نہیں بلکہ اس کے اثرات اس میں اس طرح پیوست ہو چکے ہیں کہ کسی طرح اس کا ان سے جدا ہونا ممکن نہیں، اور اگر وہ اس سے الگ کر دیئے جائیں تو وہ اپنے بہترین سرمائے اور اثاثہ سے محروم ہو جائے گی، دنیا دراصل اپنی زندگی کے لئے بھی بعثت محمدیؐ کی ممنون ہے، اس لئے کہ اسی نے اسے زندگی کا استحقاق بخشا اور اس کی عمر میں اضافہ کر دیا، اور خیر کو شر پر غالب کر کے خدائی غضب کی مار اور اللہ کی لعنت اور بدبختی سے اسے بچالیا جس کی وہ مستحق ہو چکی تھی، دنیا بعثت محمدیؐ سے پہلے اس کی بالکل سزاوار تھی کہ اس کی بساط الٹ دی جائے اور اس کی بنیاد کھود ڈالی جائے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ
اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوْا
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورہ الروم۔۴۱)

''لوگوں کے کرتوتوں کے سبب خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا تاکہ وہ انھیں ان کے کئے کا کچھ مزہ چکھائے شاید وہ اپنے کئے سے باز آئیں''۔

حدیث شریف میں اس سلسلہ میں آیا ہے۔

''اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَاِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فمقتهم عربهم وعجمهم الابقايامن اهل الكتاب''

''اللہ نے اہل زمیں کی طرف نظر کی اور عرب وعجم دونوں کو ناپسند کیا سوائے تھوڑے سے اہل کتاب کے۔''

عصر جاہلی کی تصویر

خدا نے جو خبیر وعلیم بھی تھا، زمین پر کیا دیکھا؟ اس نے یا تو کسی کو بت کے

www.abulhasanalinadwi.org

آگے سجدہ ریز دیکھا یا کسی کو پیٹ کا پجاری یا کسی کو سلطان اور شیطان کا بندہ پایا، جہاں تک دین خالص، طلب صادق، علم صحیح اور عمل صالح اللہ سے رجوع، آخرت کی سعی، کا سوال تھا تو یہ چیزیں نایاب اور کیمیا کی طرح عزیز الوجود ہوگئی تھیں، حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں اس دور جاہلیت کی جو تصویر پیش کی ہے، میں نے اس سے بہتر تصویر کسی مصنف کے قلم سے نہیں دیکھی، فرماتے ہیں:

''صدیوں سے آزادانہ حکومت کرتے کرتے، اور دنیا کی لذتوں میں منہمک رہنے، آخرت کو یکسر بھول جانے، اور شیطان کے پورے اثر میں آجانے کی وجہ سے ایرانیوں اور رومیوں نے زندگی کی آسانیوں اور سامان آرائش میں بڑی موشگافی اور نازک خیالی پیدا کرلی تھی، اور اس میں ہر قسم کی ترقی، اور نفاست میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور فخر کرنے کی کوشش کرتے تھے، دنیا کے مختلف گوشوں سے ان مرکزوں میں بڑے بڑے اہل ہنر اور اہل کمال جمع ہوگئے تھے، جو اس سامان آرائش اور راحت میں نزاکتیں پیدا کرتے تھے، اور نئی نئی تراش، خراش نکالتے تھے ان پر عمل فوراً شروع ہوجاتا تھا، اور اس میں برابر اضافے اور جدتیں ہوتی رہتی تھیں اور ان باتوں پر فخر کیا جاتا تھا زندگی کا معیار اتنا بلند ہوگیا تھا کہ امراء میں سے کسی کا ایک لاکھ درہم سے کم کا پٹکا باندھنا اور تاج پہننا سخت معیوب تھا، اگر کسی کے پاس عالی شان محل، فوارہ، حمام، باغات خوش خوراک اور تیار جانور، خوش رو جوان اور غلام نہ ہوتے، کھانے میں تکلفات

www.abulhasanalinadwi.org

اور لباس و پوشاک میں تجمّل نہ ہوتا، تو ہم چشموں میں اس کی کوئی عزت نہ ہوتی، اس کی تفصیل بہت طویل ہے، اپنے ملک کے بادشاہوں کا جو حال دیکھتے اور جانتے ہو، اس سے قیاس کر سکتے ہو(۱) یہ تمام تکلفات، ان کی زندگی اور معاشرت کا جزء بن گئے تھے، اور ان کے دلوں میں اس طرح رچ بس گئے تھے، کہ کسی طرح نکل نہیں سکتے تھے، اس کی وجہ سے ایک ایسا لا علاج مرض پیدا ہو گیا تھا، جو ان کی پوری شہری زندگی، اور ان کے پورے نظام تمدن میں سرایت کر گیا تھا، یہ ایک مصیبت عظمیٰ تھی، جس سے عام و خاص، اور امیر و غریب میں سے کوئی محفوظ نہیں رہا تھا، ہر شہری پر یہ پر تکلف اور امیرانہ زندگی ایسی مسلط ہو چکی تھی، جس نے اس کو زندگی سے عاجز کر دیا تھا اور اس کے سر پر غم و افکار کا ایک پہاڑ ہر وقت رکھا رہتا تھا، بات یہ تھی کہ یہ تکلفات بیش قرار رقمیں صرف کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے تھے، اور یہ رقمیں، اور بے پایاں دولت کاشتکاروں، تاجروں، اور دوسرے پیشہ وروں پر محصول اور ٹیکس بڑھانے، اور ان پر تنگی کئے بغیر دستیاب نہیں ہو سکتی تھیں، اگر وہ ان مطالبات کے ادا کرنے سے انکار کرتے، تو ان سے جنگ کی جاتی، اور ان کو سزائیں دی جاتیں اور اگر وہ تعمیل کرتے تو ان کو گدھے اور بیلوں کی طرح بنا لیتے، جن سے آبپاشی، اور کاشتکاری میں کام لیا جاتا، اور صرف خدمت کرنے کے لیے ان کو پالا جاتا ہے، اور محنت و مشقت سے ان کو کسی

(۱) شاہان دہلی اور مغل دہلی

www.abulhasanalinadwi.org

ومشقت سے ان کو کسی وقت چھٹی نہیں ملتی، اس پرمشقت اور حیوانی زندگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو کسی وقت سر اٹھانے، اور سعادت اخروی کا خیال بھی کرنے کا موقع اور مہلت نہیں ملتی تھی، بسا اوقات پورے پورے ملک میں ایک فرد بشر بھی ایسا نہ ملتا جس کو اپنے دین کی فکر اور اہمیت ہوتی۔" (۱)

نیا عالمی رجحان

بعثت محمدیؐ نے اس جاہلی ماحول کو یکسر بدل دیا اور متمدن دنیا میں ایمان وخدا طلبی جہاد وسعیٔ آخرت، انسانیت کو اس کے دشمنوں سے بچانے، قوموں کو زوال کے بعد عروج، اور لوگوں کو لوگوں کی بندگی سے نکال کر خدا کی بندگی میں اور دنیا کی تنگنائے سے آخرت کی وسعتِ بیکراں، اور مذاہب کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف لانے کی طاقتیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور اس مقصدِ عظیم کی طرف اہل عزیمت افراد کی ہمتیں، اصحاب صلاحیت کی صلاحیتیں، اذکیاء کی ذہانتیں، ادیبوں کا علم وفضل، اور شعراء کے ذوق ووجدان، سورماؤں کی تلواریں اہل علم کے قلم، ممتاز افراد کی عبقریتیں، متوجہ ہوگئیں اور اس دنیا میں جو صرف ایک قسم اور ایک طرز کی نفس کی غلام، شہوت کی اسیر، اور ہوس کی پرستار انسانیت ہی کو جانتی تھی۔ اب ہر زمانے میں اور ہر جگہ خدا کے مخلص بندے، ربانی وحقانی علماء، عادل حکمراں، زاہد بادشاہ، مجاہد مرد اتنی کثرت سے پائے جانے لگے شاید ریت کے ذروں اور صحرا کی کنکریوں سے بھی ان کی تعداد —— بڑھ گئی، ان پر خدا کو فخر تھا۔ اور تاریخ ان کے احترام پر مجبور اور دشمن بھی ان کے آگے سرنگوں تھے، اور بالآخر صحیح اور مفید علم، اور صالح اور برگزیدہ عمل،

(۱) حجۃ اللہ البالغہ - باب اقامۃ الارتفاقات واصلاح الرسوم

www.abulhasanalinadwi.org

خیر پسندی کا قوی جذبہ، اور مومن ومجاہد جماعت کے افراد ہر طرف پھیل گئے۔ جو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے، اللہ پر ایمان لاتے اور اس کے راستے میں جہاد کرتے اور اس سلسلہ میں کسی ملامت کی پروانہیں کرتے تھے۔ اور اس طرح جہاد واصلاح، دعوت وارشاد کی ایک مسلسل تاریخ بن گئی جس میں کوئی خلل اور وقفہ نہیں۔

"لاتزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى ياتي أمرالله

(صحیح مسلم۔ ج ۲ ص ۱۴۳)

"میری امت کا ایک طبقہ ہمیشہ حق کے ساتھ غالب رہے گا اور ان کا مخالف انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

امت محمدی محمد رسول اللہ ﷺ کا معجزۂ عظیم ہے

شیخ الاسلم ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے۔ انقلابی اثر، اس کی اہمیت اور نتائج کی بڑی اچھی تصویر کشی کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت واخلاق، اقوال وافعال، اوران کی شریعت خدا کی آیات میں سے ہے، اوران کی امت، اور امت کا علم ودین اور اس امت کے صالحین کی کرامات بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے حکم پر پوری طرح قائم رہے، اور اس میں پوری صداقت، عدل، اور وفاداری برتتے

www.abulhasanalinadwi.org

رہے، کبھی کوئی جھوٹ، کسی پر ظلم، کسی سے بے وفائی، ثابت نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سچے، اعتدال پسند اور وفا شعار تھے۔ اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ وصلح، امن وخوف، فقر وخوشحالی، قلت وکثرت، کامیابی وناکامی کے مختلف حالات سے برابر گزرتے رہے۔ لیکن ان تمام حالات میں اچھے اور پسندیدہ راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں ہٹے، حتی کہ دعوت اسلام عرب کی اس سرزمین میں پھیل گئی جو اس سے پہلے بت پرستی، کواکب پرستی، کفر وشرک، قتل وسفاکی، قطع رحمی سے بھری تھی، اور جو لوگ آخرت اور معاد کو جانتے تک نہ تھے، اب وہ روئے زمین پر سب سے زیادہ علم والے، دین والے، انصاف اور فضیلت والے بن گئے، حتی کہ شام کے نصاریٰ بھی ان کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ''مسیح'' کے ساتھی اور حواری ان سے بہتر نہ تھے۔ اور روئے زمین پر آج بھی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے علم وعمل کے آثار پھیلے ہوئے ہیں، اور اہل فہم دونوں کا فرق کھلے طور پر محسوس کرتے ہیں'' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام امتوں سے ہر معاملہ میں برتر و بہتر ہے، اگر ان کے علم کا مقابلہ دوسری قوموں کے علم سے اور ان کے دین اور طاعت وعبادت کا دوسروں کے دین، طاعت وعبادت سے ——— کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ علم وعبادت میں دوسروں سے بہت آگے ہیں، اور اگر ان کی شجاعت اور اللہ کے راستے میں جہاد اور اللہ کے لیے مصائب کی برداشت

www.abulhasanalinadwi.org

کا جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ وہ اس باب میں بھی سب سے بڑھ کر ہیں، اور اگر ان کی سخاوت وفیاضی اور دوسروں کے لئے ایثار وخوش اخلاقی پر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ فیاض وشریف ہیں۔ اور یہ تمام فضائل اخلاق اس امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے حاصل ہوئے تھے۔ اور آپ ہی نے ان باتوں کی تعلیم وتلقین کی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد کسی کتاب کے متبع نہیں تھے، جس کی تکمیل کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوں جیسا کہ مسیح شریعتِ توراۃ کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ اور مسیح لوگوں کے فضائل اخلاق، اور ان کے علوم وفنون کا کچھ حصہ توراۃ سے کچھ زبور سے، کچھ دوسرے انبیاء کی تعلیمات سے کچھ حضرت مسیح سے اور کچھ آپ علیہ السلام کے بعد لوگوں جیسے حواریوں اور ان کے حواریوں سے ماخوذ ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے فلاسفہ وغیرہ کے کلام سے بھی مدد لی اور دین مسیحی میں تبدیلی کے وقت اس میں ایسے امور داخل کر لئے جو مسیحیت کی ضد اور کفر سے تعلق رکھتے تھے۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے کسی کتاب سے واقف نہ تھی۔ بلکہ ان کی بڑی تعداد موسیٰؑ وعیسیٰؑ وداؤدؑ اور توریت وانجیل وزبور پر ایمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے کہنے سے لائی، آپ ہی نے انھیں حکم دیا کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں اور اللہ کی طرف سے

اتاری ہوئی ہر کتاب کا اقرار کریں، اور کسی رسول کے خلاف تفریق وامتیاز نہ برتیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وَقُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ" (۱)

(۱) الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح سے ماخوذ ج ۴ ص ۸۲

www.abulhasanalinadwi.org

چھٹا خطبہ

نبوت محمدیؐ کا کارنامہ[1]

انسان کی اہمیت

دنیا کا مقدر انسان کے مقدر سے برابر وابستہ رہا ہے، اور رہے گا، اس کی سعادت وشقاوت، بلند اقبالی اور نحوست کا تعلق انسان ہی کی ذات سے رہا ہے، چنانچہ اگر حقیقی انسان کا وجود رہے، اور دنیا کی ہر قابل فخر چیز، مال ودولت اور زیب وزینت، ختم ہوجائے تب بھی کوئی ایسی بڑی مصیبت نہیں آجائے گی اور نہ دنیا کا کوئی بہت بڑا خسارہ ہوجائے گا بلکہ حقیقی انسان کا وجود ہر گم شدہ چیز کا نعم البدل، ہر محرومی کی تلافی اور ہر بیچارگی کا درماں ثابت ہوگا، اور انسان اپنے نشاطِ کار، جوش عمل، قوت کارگردگی اور محنت وہمت سے دنیا کو وہ تمام چیزیں دوبارہ مہیا کردے گا، جو دنیا نے کھودی ہوں گی، اور صرف یہی نہیں بلکہ پہلے سے بہتر اور بڑھ کر فراہم

(۱) عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کردے گا، اور اگر دنیا یا دنیا کے کسی ذمہ دار کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ انسان بغیر دنیا یا دنیا بغیر انسان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلے (اور وہ اس انتخاب میں عقل سلیم اور خدا کی دی ہوئی قوت تمیز سے کام لے) تو اس کا انتخاب یقیناً انسان ہی ہوگا، اور اس میں اسے کسی تردد وتذبذب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، اس لئے کہ دنیا انسان ہی کے لئے بنائی گئی ہے، اور اس کی عزت وقدر وقیمت اسی کے سبب سے ہے۔

اس دنیا کی بدبختی و بدنصیبی آلات ووسائل اور ساز وسامان کا فقدان نہیں، بلکہ ان آلات ووسائل کا غلط اور بے محل استعمال ہے، اس دنیا کی طویل اور حادثات سے بھری ہوئی تاریخ میں دنیا کو جو کچھ مصیبت پیش آئی اس کا سبب انسان کی گمراہی، راہ راست، اور اپنی فطرتِ سلیمہ سے انحراف ہے ـــــ وسائل وذرائع تو انسان کے لئے ہاتھ میں خاموش اور معصوم آلات ہیں۔ جو اس کا حکم مانتے اور اس کی مرضی پوری کرتے ہیں، ان آلات کا اگر کوئی قصور ہوسکتا ہے، تو یہی ہوسکتا ہے کہ وہ اس مصیبت میں سرعت وتندی اور اس کی کمیت وکیفیت میں وسعت پیدا کردیتے ہیں۔

انسانی فطرت کے اسرار وعجائبات

یہ وسیع کائنات اسرار ورموز اور عجائب وغرائب سے اس طرح بھری ہوئی ہے کہ اس کا حسن وجمال عقلوں کو مبہوت بنادیتا اور دہشت وحیرت میں مبتلا کردیتا ہے۔

لیکن اگر انسانی فطرت کے اسرار وعجائب، اس کے امکانات اور مخفی صلاحیتوں قلب انسانی کی گہرائی اور گیرائی، فکر انسانی کی بلند پروازی اور ذہنی افق کی وسعت، روح انسانی کے سوز وگداز، اس کی لامتناہی امیدوں اور آرزوں، اس کی بلند ہمتی وعالی نظری (جس کی کوئی انتہا نہیں اور جو فتوحات، لذتوں اور مسرتوں، ملک

www.abulhasanalinadwi.org

وحکومت اور خوشحالی وآسودگی کی کسی مقدار پر قانع نہیں ہوتی) اس کی متنوع اور متناقض، بے شمار اور لامحدود صلاحیتوں کا دنیا کے اسرار وعجائب سے مقابلہ کیا جائے تو یہ وسیع کائنات اس کے سامنے سمندر کے آگے ایک قطرہ یا صحرا کے مقابل ایک ذرہ کی طرح معلوم ہوگی۔ اور اپنی پوری وسعت کے ساتھ قلب انسانی کی وسعت اور گہرائی میں اس طرح گم ہو جائے گی جیسے ایک چھوٹی سی کنکری ایک بحر بیکراں میں گم ہو جاتی ہے۔ اس کے مضبوط اور غیر متزلزل ایمان کے آگے پہاڑ ہیچ ہو جائیں اس کی محبت کے بھڑکتے ہوئے جذبات کے تند شعلوں کے سامنے آگ سرد اور خاکستر نظر آئے، اور خوف خدا یا کسی ناتواں پر ترس کھانے یا گناہوں سے ندامت پر نکلے ہوئے آنسو کے ایک قطرہ کو دیکھ کر سمندر پانی پانی ہو جائے، اور اپنی تنگ ظرفی کا ماتم کرے، انسانی سیرت کا جمال، اس کے اخلاق کا حسن اور اس کے جذبات کی لطافت اگر آشکارا ہو جائے تو اس عالم کی تمام رنگینیوں اور دلفریبیوں پر پانی پھیر دے اور حسن کائنات کو مات دیدے، انسان کی ذات اس کائنات میں گوہر مقصود اور بیت الغزل کی حیثیت رکھتی ہے اور خلاق عالم کی نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی ہے جسے اس نے بہترین صورت، مکمل سیرت اور عمدہ ترین ساخت عطا کی ہے۔

انسان ہر پیمانے سے بلند ہے

دنیا اپنے تمام خزنیوں اور دفینوں اور دولت وحکومت کے ساتھ بھی اس انسانی عقیدے کا بدل نہیں بن سکتی، جو شک اور کمزوریوں سے بالاتر ہوتا ہے، اور نہ اس محبت کی قیمت بن سکتی ہے، جو مادی فوائد ومصالح سے بے نیاز ہوتی ہے، اور نہ اس جذبے کی قائم مقامی بن سکتی ہے، جو حدود وقیود سے آشنا نہیں، نہ اس اخلاص کی جگہ لے سکتی ہے، جو اغراض ومنافع سے بے نیاز ہوتا ہے، اور نہ اس کے اس اخلاق کی

www.abulhasanalinadwi.org

قیمت بن سکتی ہے، جو سودے بازی اور انتقام سے بلند ہوتا ہے اور نہ اس مخلصانہ خدمت کے برابر ہو سکتی ہے جو بدلے اور شکریے سے بھی مستغنی ہوتی ہے۔

انسان اگر اپنے آپ کو پہچان لے اور اپنی قیمت طلب کرے تو یہ دنیا اس کے دام لگانے سے عاجز ہو جائے، اور اگر اس کی ذات وسعت اختیار کر لے اور اپنے عزم و ہمت کی عنان ڈھیلی چھوڑ دے اور اپنی فطرت کو اس کے بہاؤ پر ڈال دے تو یہ دنیا اس کے لئے تنگ ہو جائے، اور سمٹ کر اس کے لئے ایک بے روشنی اور ہوا کا پنجرا ثابت ہو۔

گھٹے اگر تو بس ایک مشتِ خاک ہے انساں
بڑھے تو وسعتِ کونین میں سما نہ سکے

فطرتِ انسانی کی گہرائیوں کو نہ ناپا جاسکتا ہے نہ اس کی تہ تک پہنچا جاسکتا ہے نہ اس کے اسرار کا احاطہ ہو سکتا ہے، نہ اس کی ماہیت و حقیقت کا پتہ لگایا جاسکتا ہے اس کی حیرت انگیز اور اعجاز نما صلاحیتیں، اس کا علم و حلم، اس کی شرافت و کریم النفسی، اس کی شفقت و محبت، اس کا رحم و کرم، اس کے شعور کی لطافت اس کے احساس کی نزاکت، اس کا زہد و ایثار، اس کی خود داری وانکسار، معرفت الٰہی کی استعداد اور فنافی اللہ ہونے کا ذوق، بنی نوع انسان کی خدمت کا شوق اور پیچیدہ، مشکل اور نئے نئے علوم و فنون کی لگن، یہ سب ایسی چیزیں ہیں، جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور ذہین ترین لوگوں کا دماغ چکرا جاتا ہے۔

نبوت محمدؐ یہ کا کارنامہ

انسان کا وجود ہر خیر و برکت اور اقبال و سعادت کی کنجی اور ہر مشکل اور ہر مسئلہ کا حل ہے اور جب اس کی ساخت میں کجی آجاتی اور اس کی تہذیب فاسد

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جاتی ہے، حقیقی انسان نادر و نایاب ہو جاتے ہیں، اور جب اچھے انسان بنانے کا رواج اٹھ جاتا ہے، تو یہی چیز تمام نبوتوں کا موضوع بنی ہے، اور ہر نبی اپنے زمانے میں اسی مہم کو لے کر اٹھا ہے، اور ایسے انسانوں کا ایسی کمیت و کیفیت میں اٹھ کھڑا ہونا، جس کا منظر تاریخ کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو، نہ ایسا نظارہ چشم فلک کے سامنے آیا ہو، وہ ایک سلکِ گہر ایک سیسہ پلائی دیوار، اور مضبوط ملت و جماعت بن گئے ہوں، اور ایک مشترکہ مقصد وعقیدہ کے لئے باہمی تعاون کرنے لگے ہوں، یہ نبوت محمدیؐ کا کارنامہ اور عظیم معجزہ ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردم سازی اور آدم گری کا کام اس سطح سے شروع کیا، جہاں سے کسی نبی یا مصلح کو نہیں کرنا پڑا تھا، اور نہ وہ اس کا مکلّف بنایا گیا تھا، اس لئے کہ عام طور پر دیگر انبیاء کی قوموں کی معاشرتی سطح، زمانۂ جاہلیت سے بہت بلند تھی، اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عظیم کام کو اس سطح تک پہنچا دیا جہاں تک کسی نبی کا عمل نہیں پہنچا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سطح سے کام شروع کیا، جہاں حیوانیت کی انتہا اور انسانیت کی ابتداء ہوتی تھی، اور اس اعلا سطح تک پہنچا دیا جو انسانیت کی انتہائی منزل ہے، اور جس کے بعد نبوت کے سوا کوئی اور درجہ نہیں اور جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ختم کر دیا گیا۔

واقعہ جو خیال وتصور سے زیادہ دلکش ہے

امت محمدیہؐ کا ہر فرد اپنی ذات سے ایک مستقل معجزۂ نبوت کی نشانیوں سے ایک نشانی، اس کے ابدی کارناموں میں سے ایک کارنامہ اور نوع انسانی کے اشرف وافضل ہونے کی ایک روشن دلیل ہے، کسی مصوّر نے اپنے فن کا رموئے قلم اور

www.abulhasanalinadwi.org

صناع ذہن سے اس سے بہتر تصویر نہیں بنائی ہوگی، جیسے کہ حقیقتِ واقعہ، اور تاریخ کی شہادت کی روشنی میں وہ افراد موجود تھے۔

کسی شاعر نے بھی اپنے شاداب تخیل، مواج طبیعت اور شعری صلاحیت سے کام لے کر ایسے اوصاف جمیلہ، ایسی پاکیزہ سیرتوں اور ایسے برگزیدہ محاسن کا خیالی پیکر نہیں تیار کیا ہوگا جس کا نمونہ ان کی ذات میں موجود تھا، دنیا کے اگر تمام ادیب جمع ہو کر انسانیت کا کوئی بلند ترین نمونہ پیش کرنے کی کوشش کریں، تو ان کا تخیل اس بلندی تک نہیں پہنچ سکتا، جہاں واقعاتی زندگی میں وہ لوگ موجود تھے، جو آغوشِ نبوت کے پروردہ اور تربیت یافتہ تھے، اور جو درسگاہِ محمدیؐ سے فارغ ہو کر نکلے تھے، ان کا قوی ایمان، ان کا عمیق علم، ان کا خیر پسند دل، ان کی، ہر تکلف اور ریاء و نفاق سے پاک زندگی، انانیت سے ان کی دوری، ان کا خوفِ خدا، ان کی عفت و پاکیزگی اور انسان نوازی، ان کے احساسات کی نزاکت و لطافت، ان کی مردانگی و شجاعت ان کا ذوقِ عبادت اور شوقِ شہادت، ان کی دن کی شہسواری اور راتوں کی عبادت گزاری، متاع دنیا اور آرائش زندگی سے بے نیازی، ان کی عدل گستری، رعایا پروری اور راتوں کی خبر گیری اور اپنی راحت پر ان کی راحت کو ترجیح، ایسی چیزیں ہیں کہ اگلی امتوں اور تاریخ میں ان کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

فردِ صالح مختلف پہلوؤں اور زندگی کے میدانوں میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت و رسالت کے ذریعہ ایسا صالح فرد پیدا کیا جو خدا پر ایمان رکھنے والا، اللہ کی پکڑ سے ڈرنے والا، دیندار و امانت دار، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادیت کے مظاہر کو نظرِ حقارت سے دیکھنے والا، اور ان مادی طاقتوں پر اپنے ایمان اور روحانی قوت سے فتح پانے والا تھا، جس کا ایمان اس پر تھا کہ

www.abulhasanalinadwi.org

دنیا اس کے لئے پیدا کی گئی ہے اور وہ آخرت کے لئے بنایا گیا ہے، چنانچہ جب یہ فردِ تجارت کے میدان میں آتا ہے تو راست باز اور امانت دار تاجر ہوتا، اور اگر اس کو فقر و فاقہ سے واسطہ پڑتا تو وہ ایک شریف و محنتی انسان نظر آتا، وہ جب کبھی کسی علاقے کا حاکم ہوتا تو ایک محنتی اور بہی خواہ عامل ہوتا، وہ جب مالدار ہوتا تو فیاض اور غمخوار مالدار ہوتا، جب وہ مسند قضا اور عدالتی کرسی پر بیٹھتا تو انصاف دوست اور معاملہ فہم قاضی ثابت ہوتا، وہ حاکم ہوتا تو مخلص اور امانت دار حاکم ہوتا تو مخلص اور امانت دار حاکم ہوتا اسے سیادت و ریاست ملتی تو وہ متواضع اور شفیق و غمخوار حاکم اور سردار ہوتا اور جب وہ عوام کے مال کا امانت دار بنتا تو محافظ اور صاحبِ فہم خازن ہوتا۔

بنیادیں، جن پر اسلامی معاشرہ قائم ہوا

انہی اینٹوں سے اسلامی معاشرت کی عمارت بنی تھی، اور اسلامی حکومت انہی بنیادوں پر قائم ہوئی تھی، یہ معاشرت و حکومت اپنی فطرت میں ان افراد کے اخلاق و نفسیات کی بڑی صورتیں اور تصویریں تھیں، اور ان افراد ہی کی طرح ان سے بنا ہوا معاشرہ بھی صالح، امانت دار، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، اور مادی اسباب پر حاکم نہ کہ اس کا محکوم تھا، اس معاشرے کے اقدار میں تاجر کی صداقت و امانت، ایک محتاج کی سادگی و مشقت، ایک عامل کی محنت و خیر خواہی، ایک غنی و مالدار کی سخاوت و ہمدردی، ایک قاضی کا انصاف اور معاملہ فہمی، ایک والی، ملک کا اخلاص و امانتداری، ایک رئیس و سردار کی تواضع و رحمدلی، ایک وفادار خادم کی قوت کار، اور ایک امانت دار محافظ کی نگرانی و نگہبانی جمع تھی، اور یہ حکومت دعوت و ہدایت کی علمبردار حکومت تھی جو عقیدہ کو منفعت و مصلحت اور ارشاد و ہدایت کو مال گزاری اور ٹیکس وصولی پر ترجیح دیتی تھی، اس معاشرے کے اثر و نفوذ اور اس حکومت کے اقتدار

www.abulhasanalinadwi.org

کے تحت، عوامی زندگی میں ہر طرف ایمان و عمل صالح، صدق و اخلاص، جہاد و اجتہاد، لین دین میں عدل و اعتدال اور اپنے اور دوسروں کے ساتھ انصاف نظر آنے لگا۔

آزمائشوں اور تجربہ کے وقت فرد صالح کی کامیابی

یہ فرد صالح ہر اس امتحان اور آزمائش میں پورا اترا جو کمزور پہلوؤں کو ظاہر کر دیتی اور مخفی صلاحیتوں کو جانچتی ہے، یہ فرد آزمائش کی ان بھٹیوں سے کھرے اور خالص سونے کی طرح نکلا جس میں کوئی کھوٹ اور ملاوٹ نہ تھی، اس نے ہر نازک موقع پر قوتِ ایمانی قوتِ ارادی نبوی تربیت کی تاثیر، پاک نفسی و احساس ذمہ داری اور امانت و بے نیازی اور ایثار کا وہ بلند نمونہ پیش کیا، جس کی ماہرین نفسیات و علمائے اخلاقیات اور مؤرخین و ماہرین بشریات توقع بھی نہیں کر سکتے۔

ان نازک موقعوں میں سب سے نازک آزمائش اس امیر و حاکم کی ہے، جو کسی کے آگے جواب دِہ نہیں، نہ اسے کوئی متجسّس آنکھ دیکھتی ہے، اور نہ اسے کسی کمیٹی اور عدالت کا سامنا کرنا ہے ــــــــــ ایسا حاکم اپنے لئے جائز چیزوں اور اپنے ذاتی مال کی طرف سے بھی بے رغبتی دکھاتا اور اس معمولی مال کا بھی روادار نہیں ہوتا، جس کی شریعت اجازت دیتی اور جو عرف عام میں رائج ہے، اور جسے کسی زمانے کے لوگوں نے اہمیت نہیں دی۔

حکمرانوں کا زہد اور ان کی سادگی

اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زوجۂ محترمہ کو ایک بار کوئی میٹھی چیز کھانے کی خواہش ہوئی اور اس کے لئے انھوں نے اپنے روزانہ کے خرچ سے کچھ پس انداز کر لیا، جب حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

علم ہوا تو انھوں نے وہ رقم بیت المال کو واپس کر دی اور اپنے روزانہ کے وظیفہ سے بقدر اس رقم کے کم کرا دیا، انھوں نے کہا کہ تجربہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ اتنی رقم زائد تھی، اور اس سے کم میں ابو بکرؓ کے گھرانے کا گذارا ہو سکتا ہے مسلمانوں کا بیت المال اس لئے نہیں کہ اس سے حاکم کا خاندان عیش کی زندگی بسر کرے اور کھانے پینے میں توسع سے کام لے۔

یہاں ایک دوسری سچی تصویر ''جلوسِ'' خلافت کی ہے، اور اپنے وقت کی سب سے بڑی مملکت کے طاقتور حاکم کے اس سرکاری دورے کی تفصیل پر مبنی ہے، جو سرکاری کام ہی کے لئے ہوا تھا۔

یہ ایسے باجبروت حاکم کا سفر تھا، جس کا نام سن کر لوگوں کے دل لرز جاتے اور وہ تھرا اُٹھتے تھے ہم ایک مؤرخ کا بیان نقل کرتے ہیں، جو اس عجیب سفر کا راوی ہے، اور اس پر بلیغ انداز میں روشنی ڈالی ہے، ابن کثیر کا بیان ہے :

''حضرت عمر بن الخطابؓ بیت المقدس جاتے ہوئے ایک خاکستری رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے، دھوپ میں آپ کے سر پر کوئی ٹوپی اور عمامہ نہ تھا، کجاوہ کے دونوں طرف آپ پاؤں لٹکائے ہوئے تھے، اس میں رکاب بھی نہ تھی، اونٹ پر ایک موٹا اونی کپڑا تھا، جسے آپ اتر کر بچھاتے تھے، آپ کی گٹھری جو چمڑے یا اون کی تھی جس میں پتے بھرے ہوئے تھے، سواری کی حالت میں اسی پر ٹیک لگاتے اور اترنے کے بعد اسی کا تکیہ بناتے تھے آپ کی قمیص ایک پرانے گزی کے کپڑے کی تھی، جو بغل کی طرف پھٹی ہوئی تھی۔

آپ نے وہاں کے سردار کو بلایا چنانچہ لوگ جلومُس کو بلانے

www.abulhasanalinadwi.org

گئے ،اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا کرتا دھودو اور اس کے پھٹے ہوئے حصے پر پیوند لگادو اور میرے لئے عاریۃً کوئی کپڑا یا کرتا فراہم کرو، چنانچہ ایک ریشمی کرتا حاضر کیا گیا آپ نے اسے دیکھ کر حیرت سے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ریشم ہے، آپ نے پھر فرمایا ریشم کیا ہوتا ہے ، لوگوں کے بتانے پر آپ نے اپنا کرتا اتار کر غسل فرمایا اور آپ کا پیوند لگا کرتا حاضر کیا گیا تو آپ نے ان کا ریشمی کرتا اتار کر اپنا وہی کرتا پہن لیا۔

جلومُس نے ان سے مشورۃً کہا کہ آپ بادشاہ عرب ہیں ، اور یہاں کے لوگوں میں اونٹ کی کوئی اہمیت نہیں ، اس لئے آپ اگر کوئی اچھا کپڑا پہن لیں اور گھوڑے پر سوار ہوں تو یہ اہل روم کو متاثر کر سکے گا، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا "ہم وہ قوم ہیں، جسے اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت دی تو اب اللہ کے بدلے ہم کسی اور چیز کو نہیں اپنائیں گے، ایک گھوڑا لایا گیا، جس پر آپ نے اپنی چادر ڈال دی اس پر نہ لگام استعمال کی اور نہ رکاب باندھی بلکہ یونہی سوار ہو گئے ، لیکن تھوڑی ہی دیر بعد فرمایا روکو روکو، میں نے اس سے پہلے لوگوں کو شیطان پر سوار ہوتے نہیں دیکھا تھا، چنانچہ آپ کا اونٹ لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہوئے۔" (۱)

اسی طرح مؤرخ طبری نے آپؓ کے ایک سفر کا حال لکھا ہے :

"ایک بار حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر

(۱) البدایہ والنہایہ ۷/۵۹، ۶۰

www.abulhasanalinadwi.org

سفر پر نکلے آپؓ کے ساتھ کچھ صحابہ بھی تھے، آپؓ مقام ابلۃ کے مقابل جا رہے تھے) (جو بحر احمر کے ساحل پر ہے) جب اس کے قریب پہنچے تو راستے کے کنارے ہو گئے اور اپنے غلام کو پیچھے کر لیا، آپ نے اس مقام پر پہنچ کر استنجا کیا اور لوٹ کر اپنے غلام کی سواری پر سوار ہو گئے، (جس پر ایک الٹی فرد پڑی ہوئی تھی) اور اپنی سواری غلام کو دیدی، چنانچہ لوگوں کا پہلا گروہ آپ سے ملا تو اس نے آپؓ سے دریافت کیا کہ امیر المومنین کہاں ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے ہیں، چنانچہ وہ آپؓ کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے، جب ابلۃ پہنچے تو ان ملنے والوں سے جب کہا کہ امیر المؤمنین ابلۃ پہنچ گئے تو لوگوں نے آپؓ کو پہچانا اور آپؓ کی طرف لپکے۔" (۱)

انسانیت کا مثالی نمونہ

زہد و تواضع، ایثار و ہمدردی، عدالت و شجاعت، حکمت و صداقت، کے یہ بہترین اور مثالی نمونے خلفائے راشدینؓ اور صحابۂ کرام کے حالات میں اس کثرت سے ملتے ہیں کہ اگر انھیں کوئی مؤرخ و ادیب یا نفسیات و اخلاق کا کوئی عالم جمع کرے اور ان سے ایک جامع اور منفرد شخصیت تیار کرے تو انسانی سیرتوں میں ایک ممتاز ترین سیرت و شخصیت تیار ہو جائے اور انسانیت کے عظیم مرقع اور انسانیت کی عالمی تاریخ کی جلوہ گاہ میں ایک حسین ترین پیکر کا اضافہ ہو جائے، لیکن افسوس ہے کہ ہم اس برگزیدہ جماعت کی مکمل اور جامع تعریف و تصویر کتابوں میں نہیں پاتے۔

(۱) طبری ۲۰۳/۴، ۲۰۴

www.abulhasanalinadwi.org

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وتربیت کا ثمرہ اور نمونہ تھی۔ پھر بھی بعض شخصیتوں کے کچھ جلوے، ادیبانہ بلاغت پیکر نگاری، اور مرقع کشی کے ساتھ کتابوں میں محفوظ ہوگئے ہیں، اس لئے کہ عرب قدیم زمانے سے اپنی زباں دانی، جادو بیانی، منظر نگاری اور صداقتِ تعبیر کے لئے مشہور رہ چکے ہیں، ان کی اس خاکہ نگاری کی مدد سے ہم تربیت نبوی کے اثرات وآثار اور اس کی کامیابی و نادرہ کاری کا کچھ اندازہ لگا سکتے، اور اس معاشرے کے بلند نمونے دیکھ سکتے ہیں، جس کی وساطت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز اپنی دلکش ترین شکل میں ظہور میں آیا تھا، ان تصویروں میں ایک تصویر سیدنا علی مرتضیٰؓ کی ہے یہ تصویر، اپنی تاثیر وتعبیر کے اعتبار سے عالمی اور غیر فانی ادب کے بہترین نمونوں میں شامل ہونے کی مستحق ہے۔

ایک موقع پر امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے رفیق قدیم ضرار بن ضمرہ سے (جنھیں ان کی صحبت سے فیضیاب ہونے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا) حضرت علیؓ کے اوصاف ومحاسن بیان کرنے کی فرمائش کی تو انھوں نے کہا:۔

"واللہ وہ بڑے بلند ہمت اور مضبوط اعصاب کے مالک تھے، آپ کی بات قول فیصل اور آپ کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوتا، آپ کے ہر پہلو سے علم کا چشمہ ابلتا تھا، آپ کو دنیا اور اس کے زیب وزینت سے وحشت رہتی تھی، رات کی تنہائی اور تاریکی سے آپ بہت مانوس تھے، خدا کی قسم آپ بہت ہی رونے والے، طویل غور وفکر میں رہنے والے تھے، آپ اپنی ہتھیلی کو پلٹ کر اپنے آپ سے مخاطب ہوتے اور اپنا محاسبہ کرتے، آپ کو موٹا جھوٹا لباس اور روکھا پھیکا کھانا پسند تھا، وہ ہم میں ہمارے ہی طرح رہتے تھے۔ جب ہم کوئی بات پوچھتے تو بشاشت سے

www.abulhasanalinadwi.org

جواب دیتے اور جب ہم ان کے پاس آتے تو خیریت طلبی میں پہل کرتے، آپ ہماری دعوت پر ہمارے یہاں تشریف لاتے لیکن ان کی شفقت اور اپنی نیازمندی اور بے تکلفی کے باوجود ہم رعب کے مارے زیادہ گفتگو نہ کرتے اور نہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے، مسکراتے تو ان کے دانت موتیوں کی لڑی معلوم ہوتے، وہ دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت رکھتے تھے، کوئی باا‌ثر شخص ان سے کسی غلط کام کی امید بھی نہیں کرسکتا تھا، اور نہ کمزور آدمی ان کے عدل سے محروم و مایوس ہوسکتا تھا۔

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انھیں کبھی کبھی اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ رات ڈھل چکی ہے، اور ستارے ڈوبنے لگے ہیں، اور آپ اس وقت اپنی محراب میں اپنے محاسنِ شریف پکڑے ہوئے سانپ کاٹے ہوئے شخص کی طرح بے چین ہیں، اور کسی غمزدہ کی طرح رو رہے ہیں، اور میں انھیں یہ کہتے سن رہا ہوں کہ "اے دنیا! کیا تو مجھے نشانہ بنانا چاہتی ہے، اور میرے لئے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو! دور ہو!! اور میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے میں نے بغیر رجعت کے تجھے تین طلاقیں دیں، تیری عمر مختصر، تیرا عیش حقیر، اور تیرا خطرہ بہت بھاری ہے، آہ! زادِ سفر کم، سفر لمبا، اور راستہ وحشت ناک ہے۔" (۱)

(۱) صفۃ الصفوۃ ابن جوزی

www.abulhasanalinadwi.org

پہلا اسلامی معاشرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے نتیجے میں قائم ہونے والا یہ معاشرہ جسے آپ کی تربیت نے کندن بنادیا تھا، وہ انسانیت کی پوری تاریخ میں بہترین انسانی معاشرہ ثابت ہوا، جو دلکش، کامل اور تمام انسانی محاسن کا جامع تھا، اس معاشرے کا تعارف اس کے ایک فرد، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بڑی بلاغت، مختصر لیکن ہمہ گیر اور معنی خیز اور وسیع امکانات رکھنے والے الفاظ میں اس طرح کرایا ہے، ''وہ لوگ تمام لوگوں میں پاکیزہ ترین دل، عمیق ترین علم، اور کم سے کم تکلف والے تھے، جنھیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت بابرکت اور دین کی سربلندی ونصرت کے لئے انتخاب فرمایا تھا'' (۱)

جب اس معاشرے کا کسی اور معاشرے سے مقابلہ کیا جائے گا تو بحیثیت مجموعی اس کا پلہ بھاری نکلے گا، اور اس کی کمزوریوں کا پہلو (جس سے کوئی بشر خالی نہیں) اس کے محاسن، اور اس کے عظیم بشری نمونوں کے مقابل میں بہت ہی حقیر دکھائی دے گا، اور اس کے اخلاقی کمالات کے ایسے نادر شاہکار نظر آئیں گے جن سے تاریخ انسانی خالی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بڑی بلاغت اور دقیقہ رسی کے ساتھ فرمایا ہے:

> ''اس امت کے بہترین لوگ صحابہ کرامؓ ہیں، اس لئے کہ امت میں ان سے بڑھ کر ہدایت اور دین حق پر جمع ہونے والا، اور تفرقہ واختلاف سے ان سے بڑھ کر دور رہنے والا کوئی اور نہیں، ان کی طرف جو تھوری سی کوتاہیاں منسوب کی جاتی ہیں،

---

(۱) مسند دارمی

www.abulhasanalinadwi.org

اگران کا امت کے دیگر افراد سے مقابلہ کیا جائے تو وہ بہت ہی کم دکھائی دیں گی اسی طرح جب امت کی کوتاہیاں دوسری قوموں کی کوتاہیوں کے مقابلہ میں رکھیں تو ان کا پلہ بھی ہلکا نظر آئے گا، اور جو یہ غلط بیانی کرتا ہے، وہ گویا ایک سفید کپڑے کے ایک کالے دھبے کو بڑا کر کے دکھاتا ہے، وہ دسری قوموں کے جامۂ سیاہ کو نہیں دیکھتا جس میں سفیدی چند لفظوں کے برابر ہے، اور اس طرح فیصلہ کر دینا بڑا ظلم اور جہالت ہے۔ "(۱)

رسالت محمدیہؐ کا اثر بعد کی نسلوں پر

دعوت نبویؐ، تعلیمات محمدیؐ اور ان بلند پایہ نمونوں کی تاثیر (جنھیں آپؐ نے اپنی اور اپنے اصحابؓ کی سیرت کی شکل میں پیش کیا، اور بعد کے آنے والوں کو جن کی اتباع کی تلقین کی تھی) اور آپؐ کی عظیم شخصیت (جو تمام احوال اور تمام ادوار کے لئے کامل مثال، روشن چراغ اور دائمی رہنما رہی ہے) کا اثر اسی عہد تک موقوف نہ تھا، جس میں آپ مبعوث ہوئے تھے اور نہ اس معاشرے تک محدود تھا، جس نے آپ کا مبارک زمانہ پایا اور آپ کی صحبت سے استفادہ کیا تھا، وہ تو اس نیر اعظم کی طرح تھا، جس کی روشنی و گرمی میں کھیتیاں اور پھل ہر زمانے اور ہر جگہ میں پکتے ہیں اور جو اپنی بلندی سے اپنی حسین، سنہری، اور قوت و حیات سے بھری ہوئی کرنیں دنیا کی طرف بھیجتا رہتا ہے، جن سے ہر دور و نزدیک کی چیز مستفید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان کے لئے آپؐ کی دعوت، اللہ کی نگرانی کا استحضار، اس کے غیظ و غضب کا خوف، اس کے اجر و ثواب کی طمع، جہنم کا ڈر اور جنت

(۱) منہاج السنۃ ۳/۳۲۴

کا شوق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متاع دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طلب، زندگی میں سادگی، لوگوں کو اپنے اور اپنی آل واولاد پر ترجیح، بیگانہ کے ساتھ ایثار اور خویش واقارب پر اس کو مقدم رکھنا اور قریبی اعزاء کو جہاد ومشقت اور قربانی کے موقعوں پر آگے بڑھانا، مکارم اخلاق، اور ایسے نازک ولطیف احساسات کو فروغ دینا (جنھیں ذکی وذہین لوگ سوچ بھی نہ سکیں) یہ سب چیزیں ایک عالمگیر، ابدی اور ہمہ گیر مدرسہ کی طرح تھیں جس سے یکے بعد دیگرے نئی نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں، اور علماء وقائدین، بادشاہ اور حکام، عابد وزاہد، اس سے مستفید ہو ہو کر نکلتے رہے، سب نے اسی مثالی مدرسہ میں اخلاق وانسانیت کے پہلے سبق لئے اور پھر سب پر فائق ہو گئے، اور اپنے اخلاق فاضلہ کی بلندی، لطافت حس، شعور کی نزاکت امانت داری، عیش وطرب کا سامان، خزانوں کی کنجیاں، حکومتوں کی باگ ڈور، اور قوموں کا مستقبل اپنے ہاتھ میں رکھنے کے باوجود زہد وکثرتِ عبادت میں تمام قوموں سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس نبوی تاثیر سے فیض یاب ہونے والوں میں زمان ومکان کے بہت سے فاصلے ہیں، لیکن وہ بہرحال، ایمان کی کھیتی، نبوت کی فصل، دعوت اسلامی کا ثمر، اور رسالت محمدیہ کا کارنامہ ہیں، اور ان کی سیرت واخلاق میں جو کچھ حسن نظر آتا ہے، وہ نبوتِ محمدی کی جلوہ سامانیوں کا پرتو ہے، اس عقیدہ وسیرت، اور اس اخلاق کے حصول میں ان کے والدین، ماحول اور ان کی ذہانت کا اس میں کوئی دخل نہیں، اس لئے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تعلیمات اور ان افراد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور سیرت نبوی کی اتباع کا ذوق، اور اسلام کا احسان نہ ہوتا تو وہ عقیدے میں بتوں کے پجاری، اور اخلاق میں درندوں اور چوپایوں کی طرح ہوتے، نہ توحید ہوتی نہ تقویٰ ہوتا، نہ زہد وایثار ہوتے، نہ عفو وعالی ظرفی، نہ

www.abulhasanalinadwi.org

لطافتِ جذبات ہوتی اور نہ حسنِ اخلاق۔

عالمگیر اور ابدی درس گاہِ محمدیؐ کے بعض تلامذہ

اور ان کے اخلاق و زندگی کے چند نمونے

اس مدرسے کے تلامذہ و فضلاء میں سے ایک شخص کو لے لیں جسے نبوت محمدیؐ نے گہوارۂ اسلام جزیرۃ العرب، عہد رسالت سے بہت دور تیار کیا تھا، اور نسل و نسب کے اعتبار سے جس کی رگیں عربی خون سے خالی تھیں، وہ سلطان صلاح الدین کُردی عجمی ہیں، جن کو صلاح الدین ایوبی کے نام سے تاریخ اسلام جانتی ہے، جو چھٹی صدی ہجری میں ہوئے ہیں (۱) ان کے بارے میں ان کے رفیق اور معتمد خاص (Secretary) ابن شداد کہتے ہیں:

> ''ان کی حکومت میں کیا کچھ نہیں آیا لیکن مرتے وقت ان کے پاس چاندی کے کل ۴۷ ناصری درہم اور ایک سونے کا سکہ نکلا جس کا وزن مجھے نہیں معلوم ہوسکا۔ میں نے انھیں ایک بار بیت المقدس میں وفود کے درمیان دیکھا اور وہ دمشق جانے کی تیاری میں تھے، لیکن ان کے خزانے میں ان وفود کو دینے کے لئے کچھ نہ تھا، میں اس سلسلے میں گفتگو کرتا رہا آخر انھوں نے بیت المال کی کچھ چیزیں فروخت کیں اور ان وفود کو دے دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں بچا۔

وہ تنگی کے حال میں بھی اسی طرح داد و دہش سے کام لیتے

(۱) صلاح الدین ایوبی کی وفات ۵۸۹ھ میں ہوئی تھی، ایوب، سلطان صلاح الدین کے والد کا نام تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

جس طرح خوش حالی کے وقت فیاضی برتتے تھے، اسی لئے ان کے خزانہ دار، ان سے کچھ چیزیں چھپا کر اہم فوری ضرورتوں کے لئے رکھ لیتے تھے، اس لئے کہ انھیں جب بھی کسی شے کا علم ہوجاتا تو اسے باہر منگا لیتے، ایک گفتگو کے دوران میں نے انھیں یہ کہتے سنا کہ لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی ہوسکتے ہیں، جو مال کو مٹی سمجھتے ہیں، گویا یہ ان کا اپنی ہی ذات کی طرف اشارہ تھا، وہ سائل کی توقع سے زیادہ ہی دیتے تھے۔'' (۱)

جب یہ عظیم بادشاہ جو شام کے شمالی حدود سے جنوب میں صحرائے نوبہ تک حکومت کرتا تھا، دنیا سے رخصت ہوا تو اس کے خزانے میں اس کے کفن دفن تک کا پیسہ نہ تھا، ابن شداد کا بیان ہے کہ:

''پھر ان کے غسل اور کفن کی تیاری ہونے لگی تو ہمیں اس کا انتظام اس طرح کرنا پڑا کہ معمولی چیزیں بھی قرض سے لینا پڑیں حتیٰ کے گھاس کے پولے جو قبر میں رکھے جاتے ہیں قرض ہی سے لئے گئے نماز ظہر کے بعد ایک معمولی کپڑے سے ڈھکے ہوئے تابوت میں آپ کا جنازہ لایا گیا، کفن کے تمام کپڑے قاضی فاضل نے مہیا کئے تھے۔'' (۲)

صلاح الدین کا یورپین سیرت نگار لین پول (STANELY LANPOOL) اپنی مشہور کتاب ''صلاح الدین'' میں لکھتا ہے:

''اگر دنیا کو صلاح الدین کی شرافت و عالی حوصلگی کے اس

(۱) النوادر السلطانية والمحاسن اليوسفية: ابن شداد ۱۳،۱۴

(۲) النوادر السلطانية والمحاسن اليوسفية: ابن شداد ۳۵۱

www.abulhasanalinadwi.org

معاملے کے سوا اور کچھ نا معلوم ہو جو اس نے بیت المقدس کے فتح اور اسلام کے لئے اس کی بازیابی کے وقت اپنے مسیحی دشمنوں کے ساتھ کیا تھا، تب بھی یہ ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ اس کے زمانے میں عالی ہمتی، عظمت وشجاعت، اور مردانگی اور بسالت میں کوئی آدمی اس سے بڑھا ہوا نہیں تھا، بلکہ اس معاملہ میں تو وہ ہر زمانہ کے لوگوں میں بھی عظیم تھا"۔(۱)

یہ محمدی تاثیر، قوت فیضان اور امکانات سے بھرپور، اور وسعت وہما گیری کے ساتھ تاریخ کے ہر دور میں کارفرما رہی اور ان ملکوں میں جو عالم اسلامی کے دور دراز کناروں پر واقع ہیں، اور نومسلم قوموں اور افراد میں جو اسلام کے اوّلین داعیوں سے نسل وزبان اور ثقافت کا کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے، اپنے عجائب وغرائب ظاہر کرتی رہی، چنانچہ ایسا اکثر ہوا ہے کہ ایسے لوگ کسی داعی اسلام یا روحانی مرشد کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، اور پھر ان کی اولاد میں بادشاہ یا بادشاہ کی صورت میں زاہد مرتاض اور ولی کامل پیدا ہوئے، جن میں خشیت وتقویٰ، عدل وتوازن، ہمدردی وغم خواری، رحم وکرم، احتساب واخلاص، نیت، اور صدق وصفا کے وہ نمونے پائے گئے کہ دوسری قوموں کے احبار ورہبان اور پوپ پادریوں میں بھی ایسے نمونے نہیں پائے گئے، ان کے ملوک وسلاطین کا تو سوال ہی نہیں۔

میں یہاں ہندوستان کی طویل اسلامی تاریخ سے (جو ایسے بلند نمونوں سے بھری ہوئی ہے) ایک ہی نمونے پر اکتفا کروں گا، جس کی جدّت وندرت اور تازگی طرفگی مرورِ ایام اور اعادہ تکرار کے باوجود اب تک کم نہیں ہوئی ہے، گجرات کے بادشاہ مظفر حلیم (م ۹۳۲ھ) اور اس کے معاصر سلطان محمود خلجی والی مانڈو کے

(۱) صلاح الدین ایوبی ۲۰۵

www.abulhasanalinadwi.org

درمیان پرانی رنجش تھی، سلطان خلجی برابر جارحیت سے کام لے کر گجرات پر حملہ آور ہوا کرتا تھا، جس کے نتیجہ میں سلطان مظفر حلیم کو اپنے ملک کا دفاع اور جوابی حملہ کرنا ہوتا تھا، قسمت کی بات کہ محمود پر زوال آیا اور اپنے قوت وشوکت پر ناز کرنے والے اس بادشاہ کو ایک پناہ گزیں کی حیثیت سے اپنے کریم النفس پرانے دشمن سے فریادرسی اور امداد طلبی کرنی پڑی اس لئے کہ اس کے ملک پر اس کے وزیر منڈلی رائے نے قبضہ کرلیا تھا، سلطان محمود کو سلطان مظفر کے دامن عاطفت اور اسلامی غیرت کے سوا کہیں جائے پناہ نظر نہیں آئی، چنانچہ حسب توقع وہ سلطان مظفر کے لطف وکرم، مدد وتعاون کا سزا وار ٹھہرا، یہ معاملہ وہ شخص کبھی نہیں کرسکتا تھا، جو جاہلی عصبیت کا شکار اور مادیت وموقع پرستی کے فلسفہ میں ہوتا، سلطان مظفر نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوئی کوشش نہیں کی اور نہ اپنے لاچار اور نہتے دشمن کو کوئی طعنہ دیا بلکہ صرف اللہ کی رضا کے لئے اور نفس وشیطان کے علی الرغم اس موقع کو غنیمت سمجھا، اور اپنے لشکر جرار کے ساتھ مانڈو کی طرف بڑھا اس نے اس حریف سلطنت کے معاملہ کو اپنی سلطنت کے معاملہ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اہمیت دی اور ایک اسلامی مملکت کی آزادی کی حفاظت اور شوکتِ اسلام کے اعادہ کے لئے اپنی حکومت اور اس کی حریت وسالمیت کو داؤ پر لگا دیا، اُدھر سے کافر فوجیں اور بت پرست طاقتیں بھی اپنے حلیف ملک مانڈو کی مدد کے لئے میدان میں آگئے اور ایک خونی وجنونی لڑائی چھڑ گئی، جس میں کشتوں کے پشتے لگ گئے اور گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہہ گئیں، بالآخر سلطان مظفر کو فتح اور دشمن کو شکست فاش ہوئی، راجپوت بادشاہوں کے پرانے طریقے کے مطابق ہندو رانیوں اور بادشاہ کی بیگمات نے جوہر کی پرانی رسم ادا کی اور بالآخر یہ ملک پھر مسلم حکمرانی میں آگیا۔

یہاں انسانی شرافت اور اسلامی اخلاق کا ایک اور بہترین نمونہ سامنے آتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، سلطان مظفر کے بعض فوجی مشیروں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ بادشاہ اس زرخیز اور خوبصورت ملک پر قبضہ کر لے، جن کے خوشنما محلات، مضبوط قلعوں، اور بھرے ہوئے خزانوں کی (جو کمزور و مغرور بادشاہ کی حماقت سے خطرہ میں پڑ گئے تھے) ہندوستان میں کوئی مثال نہ تھی، ان کی منطق یہ تھی کہ اب بادشاہ نے اسے از سر نو فتح کیا ہے، اس لئے اب وہ اس کا حق دار ہے، ملک تو قوت و غلبہ کا نتیجہ ہوتے اور شہر، فاتح کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں۔

سلطان کو جب اس رائے اور فوجیوں کی خواہش کا علم ہوا تو سلطان محمود کو حکم دیا کہ اس کے فوجیوں میں سے کسی کو شہر میں نہ جانے دے، سلطان محمود نے اس سے قلعہ میں کچھ ٹھہرنے اور غسل وغیرہ کی دعوت دی لیکن سلطان مظفر نے یہ دعوت شکریہ کے ساتھ نہ منظور کر دی اور اپنی فوجوں کو احمد آباد اور اپنے ٹھکانوں پر واپسی کا حکم دیدیا اور محمود خلجی سے کہا کہ میں تو اس ملک میں صرف اللہ کی رضا، اس کے ثواب کی طمع اور اس کے اس حکم پر عمل کرنے آیا تھا کہ:

"وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ"

(سورہ الانفال: ۷۲)

"اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد چاہے تو تم پر مدد لازم ہے"

و المسلم اخوالمسلم لا یسلمه ولا یخذله

(حدیث)

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے جسے نہ دشمن کے سپرد کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے۔"

اب میرا یہ مقصد پورا ہو گیا، اور اللہ نے مجھے، آپ کو، اور اسلام کو سرخرو کیا میں نے اپنے ساتھیوں سے ایسی باتیں سنیں جن پر میں عمل کرتا تو میرا عمل رائیگاں

www.abulhasanalinadwi.org

اور میرا جہاد ضائع ہو جاتا اور اس معاملہ میں میرا نہیں بلکہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے اس سعادت کا مجھے موقع دیا، اور اس کا سبب بنے، اب میں اپنے ملک واپس جا رہا ہوں، اس لئے کہ اپنے عمل کو بے قیمت نہیں بنانا چاہتا، اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو ملانا چاہتا ہوں، بادشاہ کے یہ کہتے ہی اس کی فوج ظفر موج حرکت میں آگئی، شہسواروں نے احمد آباد کی طرف عنان عزیمت موڑ دی، اور ایک مثال قائم کرتے ہوئے اپنے ملک کو لوٹ گئے۔

مظفر کے "مانڈو" فتح کرنے اور فاتحانہ اور باعزت داخلہ کے وقت محمود نے اپنے دوست مظفر کو سیر کرانے اور اس ملک کے خزانوں اور عجائبات دکھانے کے لئے ساتھ لے لیا، یہاں کی ہر چیز تعجب خیز اور حیرت انگیز تھی، شہر مانڈو حسن و سرسبزی ثروت و عمارت خوش جمال باندیوں اور عورتوں کا ایک "مینا بازار" تھا، لیکن سلطان مظفر سر جھکائے نظریں نیچے کئے ہوئے، اور اس مال و جمال کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے تھا، محمود نے اپنے اس شرمیلے دوست سے حشم و خدم اور جواری اور کنیزوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے (جو فاتح کے استقبال کے لئے کھڑی مسکرا رہی تھیں) کہا کہ جناب عالی! کیا بات ہے؟ آپ نہ سر اٹھاتے ہیں نہ اس منظر کو دیکھتے ہیں؟ سلطان مظفر نے کہا کہ محمود! میرے لئے یہ جائز نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ"

(سورہ النور۔ ۳۰)

"مومنوں سے کہئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔"

محمود نے کہا کہ وہ میری باندیاں ہیں، اور میں آپ کا غلام ہوں جسے آپ نے اپنے احسان سے بندہ بے دام بنا لیا ہے، اس لئے وہ دہرے طریقہ پر بھی آپ کی باندی اور غلام ہیں، لیکن مظفر کو یہ نقطہ مطمئن نہیں کر سکا، اس کا یقین تھا کہ اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

نے جسے حرام کیا ہے اسے کوئی حلال نہیں کرسکتا۔(۱)

اس طرح زاہد و متقی بادشاہ نے اپنی شرافت اپنے باطن اور روح کی عفت، اسلام سے شدتِ تاثر، اور بلند اسلامی اخلاق کا نمونہ قائم کردیا جن کی محبت اس کی گھٹی میں پڑی تھی، اور جن پر وہ زندگی بھر کاربند رہا، بادشاہ کا اسلامی نسب دو تین واسطوں کے بعد ہندی نژاد غیر مسلم خاندانوں، اور نائک برادری کی پشتوں میں کھو جاتا ہے، جن کا ایک فرد مشرف بہ اسلام ہوکر اس عظیم سلطنت کا بانی ہوا تھا، اور اسلامی مؤرخ کو اس کے دادا کے بعد اسلامی نام نہیں ملتے جو فیروز تغلق کے وقت میں آٹھویں صدی ہجری میں مسلمان ہوا تھا، اور اس کے بعد ہندوستانی نام آنے لگتے ہیں، جن کی اصلیت و مفہوم کا پتہ نہیں چلتا، سلطان مظفر نے یہ شرافت اور تقویٰ درس گاہِ محمدیؐ ہی سے سیکھا تھا، جس کا وہ مخلص و محنتی شاگرد تھا، اور جو اسلام کی نعمت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و احسان کا قدرداں اور اس دین سے پوری دلچسپی اور احترام کے ساتھ متعلق تھا۔

اس دائمی و مبارک مدرسہ کی ہر زمانے اور ہر قوم میں کارگزاری

اس بابرکت اور مردم خیز مدرسے کے کتنے فرزند شرق و غرب اور عرب و عجم، قرونِ اولیٰ و وسطیٰ اور عہد حاضر میں پھیلے ہوئے اور ان عظیم فرزندوں کے کتنے کارنامے اور فتوحات، اور فضائل و محاسن انسانی زندگی کے ہر گوشے میں بکھرے ہوئے ہیں۔

اس مدرسہ کی تربیت کی تاثیر اور اس کے بانی کا فیض کبھی طارق کی شجاعت محمد بن قاسم کی بسالت اور موسیٰ بن نصیر کی ہمت کے پردے میں چمکا، کبھی امام

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو آصفی کی عربی تاریخ ’’ظفر الوا‘‘

www.abulhasanalinadwi.org

ابو حنیفہؒ وامام شافعیؒ کی ذکاوت وذہانت کی شکل میں ظاہر ہوا، کبھی امام مالکؒ وامام احمد بن حنبلؒ کی صلابت واستقامت کے پیکر میں آشکارا ہوا، کبھی نورالدین زنگی کے لطف وکرم میں جلوہ گر ہوا، کبھی صلاح الدین کے عزم محکم اور سعی پیہم سے ہویدا ہوا، کبھی امام غزالیؒ کی جوہر کمال بن کر سامنے آیا، اور کبھی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تقدس وروحانیت بن کر دلوں کا مداوا بنا، کبھی ابن جوزی کی تاثیر بنا، کبھی محمد فاتح کی شمشیر بنا، کبھی محمود غزنوی کی مہم جوئی اور کبھی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی رقت وشفقت ثابت ہوا، کبھی فیروز شاہ خلجی کی بلند طبعی میں صورت پذیر ہوا، کبھی ابن تیمیہؒ کے تبحر علمی میں، کبھی شیر شاہ سوری کے حسن تدبیر کی شکل میں سامنے آیا اور کبھی اورنگ زیب عالمگیر کے آہنی عزم کی ہیئت میں، کبھی شرف الدین یحیٰ منیریؒ کے معارف وحکم میں نمایاں ہوا، اور کبھی مجدد الف ثانیؒ کے آثارِ قلم وقدم میں، کبھی شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی دعوت بن کر ابھرا اور کبھی شاہ ولی اللہؒ کی حکمت بن کر، اور کبھی ان کے بعد آنے والے داعی ومصلحین اور علماء ربانی کی خدمات بن کر۔

ان تمام عبقریتوں، اور ان کی علمی وعملی خدمات کا سلسلہ ونسب اس مدرسہ اور اس کی تربیت اور اس نئے اور خوش آیند عہد پر منتہی ہوتا ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے شروع ہوا، جس میں انسانیت کے افضل ترین امکانات کو ابھرنے اور سرگرم ہونے کا موقع ملا، اور جس میں ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے اور کام لینے والے افراد ملنے لگے، یہ مدرسہ ـــــــ زمانے کی چیرہ دستی اور لوگوں کی ناآشنائی کے باوجود تاریخ میں بے مثال افراد پیدا کرتا رہا، اور خدا کے حکم سے اپنے مفید اثرات وثمرات سے انسانیت کی جھولی بھرتا رہا ہے، وہ اپنے ان مخلص قائدین اور ربانی علماء کے ذریعہ انسانیت کی خبر گیری اور دادرسی کرتا رہا ہے، جن کے بارے میں قرآن میں ہے کہ:

"اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ

www.abulhasanalinadwi.org

يُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ

(سورہ المائدہ۔۵۴)

''وہ مومنوں کے سامنے نرم اور کافروں کے مقابل سخت ہیں، اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔''

اور زبان غیب یہ صدا لگاتی ہے کہ :

''فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ''۔ (سورہ الانعام۔۹۰)

''تو اگر یہ لوگ اس کا انکار اور اس نعمت کی ناشکری کریں گے تو ہم نے اس کے لئے ایسی قوم مقرر کر رکھی ہے۔ جو منکر اور کافرِ نعمت نہیں۔''

www.abulhasanalinadwi.org

ساتواں خطبہ

ختم نبوت

(۱)

حضرات! اب جب کہ توفیق الٰہی سے منصب رسالت ونبوتؑ، اس کے عالی مرتبہ حاملین اوران کے خاتم ومکمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے اہم پہلوؤں اور گوشوں پر قرآن عظیم کی رہبری ورہنمائی اور تاریخ وسیرت کی روشنی میں اپنے معروضات اور فکر ومطالعہ کا خلاصہ اور نتیجہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی، ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ختم نبوت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے مسئلہ پر قرآن مجید ہی کی رہبری ورہنمائی میں اور سیرت وحدیث تاریخ ادیان وملل، مذاہب کے تقابلی مطالعہ اور فلسفۂ اجتماع وتمدن کے بدیہی اصولوں اور طویل تجربوں کی روشنی میں گفتگو کی جائے کہ یہی ہمارے اس علمی سفر کی آخری منزل ہے، اور ہمارے اس قلمی طواف وسعی کا آخری نقطہ اور منتہی اور ان خطبات کا ''حسن خاتمہ'' ہے چونکہ اس زمانہ میں کچھ غلط اندیش اور مفاد پرست لوگوں نے اس واضح اور متفق علیہ عقیدہ کو غبار آلود کرنے، اوراس کو ایک متنازعہ فیہ علمی

www.abulhasanalinadwi.org

مسئلہ کی شکل دینے کی کوشش کی ہے، اس لئے پچھلے خطبات کے مقابلہ میں اس مسئلہ پر ہم کو قدرے تفصیل، اور نسبتاً درازنفسی کی ضرورت پیش آئے گی، اور شاید اس کو دو حصوں اور مجلسوں میں تقسیم کرنا پڑا۔

دین کی تکمیل اور امت کی نیابت انبیاء

خدائے علیم وخبیر کا ارادہ قاہر وغالب، دین اسلام کی نقطہ کمال پر پہنچانے اور اس کو ہر دور ودیار کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بنانے میں پورا ہو کر رہا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام اور دین کی امانت کو بندوں تک پہنچانے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا حق ادا کر دیا اور ایک ایسی امت تیار کر دی جس نے نبوت کا منصب پائے بغیر کار نبوت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اسے دعوت اسلام کو لے کر کھڑے ہونے، دین کو تحریف وتبدیلی سے بچانے، دنیا کی خیر خواہی اور ہر زمانے میں اور ہر مقام پر انسانیت کا احتساب کرنے پر مامور ومتعین کر دیا گیا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

(سورہ آل عمران۔۱۱۰)

"تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے سامنے لائی گئی ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔"

خدا کے علم ازلی میں یہ پہلے سے مقدر تھا کہ دنیا میں پیغمبروں کے جانشین، علم وہدایت کے روشن مینار اور ثبات واستقامت کے کوہ وقار ہر دور میں موجود رہیں گے، جو اس دین کو ہر زمانے میں غلو اور زیادتی کرنے والوں کی تحریف، باطل پسندوں کے غلط انتساب اور جاہلوں کی بے جا تاویل سے بچاتے رہیں گے،

www.abulhasanalinadwi.org

تقدیر الٰہی کے اس فیصلہ کی خبر اور بشارت دیتے ہوئے زبان نبوت نے کہا:

لاتزال طائفة من امتی ظاھرین علی الحق لایضرھم من خذلھم حتیٰ یاتی امراللہ وھم کذالك (مسلم بروایت ثوبان)

''میری امت میں سے ایک جماعت برابر حق پر قائم اور غالب رہے گی، اوران کا ساتھ نہ دینے والا، ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا آخری فیصلہ (قیامت) آجائے گی، اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔''

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کے خاتمہ اور ان کے بعد اس کے منقطع ہو جانے کا اعلان

جب عالم تکوین وتشریع میں یہ سب طے ہو گیا تو اس کا اعلان کر دیا گیا کہ انسانوں کو ان عقائد وشریعت کی تعلیم (جس پر ان کی دنیوی فلاح اور اخروی نجات کا مدار ہے) اب وحی وملائکہ (۱) کے ذریعہ اور کسی نئے نبی کے واسطہ سے نہیں دی جائے گی اور نبوت ووحی کے نزول کا سلسلہ آخری طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا جا رہا ہے۔

(۱) آیات قرآنی اور انبیاء ومرسلین کے بارے میں سنت الٰہیہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور عام طور پر نبوت وشریعت کے سلسلے کی وحی پیغمبروں پر ملک (فرشتہ) کے ذریعہ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت جبرئیلؑ ہی کے واسطہ سے آتی تھی، اور ہم نے جو آیتیں نقل کی ہیں، ان سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے، لیکن اکثر متکلمین اور عقائد کی کتابوں کے مصنفین نے عام طور پر مطلق وحی کا ذکر کیا ہے، ملک یا جبرئیلؑ امین کی تخصیص نہیں کی ہے، حالانکہ اس سلسلہ میں قرآن مجید عام طور پر اس وساطت کا ذکر کرتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نبوت ووحی کے نزول، اور ملائکہ بالخصوص جبرئیلؑ کے ذریعہ انبیاء سابقین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلق خدا کی ہدایت وتعلیم پر مامور کرنے کے تذکرے سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے، یہاں پر چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝

(سورہ النحل: ۲)

"وہ فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ تم یہ اعلان کردو کہ میرے سوا کوئی اور معبود نہیں تو مجھی سے ڈرو۔"

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۝ (سورہ شعراء: ۱۹۲-۱۹۵)

"اور یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے جسے امانت دار فرشتہ لے کر آپ کے دل پر اترا ہے تاکہ آپ کھلی عربی زبان میں ڈرانے والوں میں سے ہوں۔"

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝ (۱)

"کسی بشر کا یہ مرتبہ نہیں کہ اللہ براہ راست اس سے بات کرے مگر یہ کہ وہ بات وحی اور پردے کی اوٹ سے ہو، وہ فرشتہ بھیجے

(۱) (شوریٰ-۵۱) اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یرسل رسولاً سے مراد فرشتہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور وہ رسول کو اس کے حسب اجازت اس کے منشاء سے آگاہ کرے اللہ یقیناً بلند اور حکمت والا ہے۔"

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ٥

(سورۃ النحل: ۱۰۲)

"آپ کہہ دیجئے کہ اس کتاب کو روح القدس فرشتہ آپ کے رب کے پاس سے ٹھیک لے کر اترا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت وبشارت کا سامان ہو۔"

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ٥ (سورہ النجم: ۳-۱۰)

"اور نبی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا، یہ تو صرف وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے، اور اسے بھرپور طاقت اور قوت والے فرشتہ نے اسے سکھایا، تو وہ پورے نظر آئے اور وہ بلند افق پر تھے، پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے، تو دو کمان کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم، پھر خدا نے اپنے بندہ کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔"

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (سورہ البقرہ: ۹۷)

www.abulhasanalinadwi.org

"کہہ دو کہ جو شخص جبرئیلؑ کا دشمن ہو (اس کو غصہ میں مرجانا چاہیے) اس نے (یہ کتاب) خدا کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔"

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (سورہ التکویر: ۱۹-۲۴)

"بیشک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے، جو صاحبِ قوت، مالک عرش کے ہاں اونچے درجہ والا سردار (اور) امانت دار ہے، اور (مکہ والو) تمہارے رفیق (یعنی محمدؐ) دیوانہ نہیں ہیں، بیشک انھوں نے اس (فرشتہ) کو (آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارے پر دیکھا ہے، اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں۔"

لیکن جہاں تک وجدانی اور لدُنی علوم اور حِکم و معارف اور ان اطلاعات کا سوال ہے، جو بعض پاکیزہ نفوس اور ریاضت و مجاہدہ اور علوم و حقائق کے سمندر میں غواصی کرنے والوں کو الہام کردی جاتی ہیں، اور جو کچھ لوگوں کو "نوائے سروش" یا ندائے غیب" کی صورت میں سنائی دیتی ہیں، اس کا نبوت سے تو دور کا بھی تعلق نہیں، بعض اوقات اس کے لئے ہدایت و حقانیت کی بھی شرط نہیں ہوتی۔(۱)

(۱) کبھی ایسی آوازیں غیر مسلموں کو بھی سنائی دیتی ہیں، اور اس کے بہت سے واقعات سننے میں آچکے ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی اور متواتر واقعات کا انکار ہے، صحیح حدیث میں ہے کہ (باقی حاشیہ اگلے ص پر)

www.abulhasanalinadwi.org

یہ اعلان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردی گئی اور یہ مضمون ومفہوم ایسے صریح اور واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اور اس بارے میں کج بحثی اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش وہی شخص کرے گا جس کے دل میں چور ہو یا اس سے اس کا کوئی مفاد وابستہ ہو۔

وہ صفات جو دائمی نبی اور آخری رسول ہی کے ہو سکتے ہیں

قرآن مجید نے سلسلۂ نبوت کے محمد رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیران یکونوا انبیاء۔ (بخاری بہ روایت حضرت ابوہریرۃؓ مناقب عمر)

تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ الہامی باتیں کرتے تھے، لیکن وہ نبی نہ تھے۔

مشہور عارف شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی معروف بہ شیخ اکبر (م ۶۳۸ھ) نے اس کی صراحت کی ہے کہ اولیاء اور اصحاب ریاضت کے الہام علوم واخبار تک محدود ہوتے ہیں، احکام و شریعت میں ان کو کچھ دخل نہیں اور اگر وہ احکام وشریعت پر مشتمل ہوں تو وہ قابل اعتماد نہیں اور نہ ان کی کچھ حیثیت ہے (فتوحات مکیہ باب ۳۱ جلد ۳ ص ۵۰ اور جلد دوم باب ۲۸۳ ص ۸۲۳)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) نے کتاب النبوات میں اس ذکر کے بعد کہ ''وحی'' کا لفظ انبیاء وغیر انبیاء جیسے اصحاب الہام اور جنھیں مخاطبت ومکالمت غیبی کا شرف حاصل ہوتا ہے سب کے لئے آتا ہے لکھا ہے کہ ان اصحاب الہام اور مخاطبینِ غیب کو کچھ باتیں الہام کی جاتی ہیں، لیکن وہ نہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور نہ ان کے تمام واقعات کی تصدیق کی جاسکتی ہے، اس لئے کہ کبھی شیطان انھیں کچھ ایسی باتیں بھی سنا دیتا ہے جو وحی ربانی نہیں بلکہ وحی شیطانی ہوتی ہیں اور ان دونوں چیزوں کا فرق انبیاء کی تعلیمات سے ہی معلوم ہوتا ہے'' الخ (ص ۶۷) اس موضوع پر محققین صوفیہ اور ائمہ معرفت وتحقیق نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے جسے ان کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (م ۱۰۳۴ھ) کے مکتوبات دیکھنے کی چیز ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ذات گرامی خیر ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کی عملاً ضرورت نہ ہونے کے اظہار کے لئے گوناگوں اور نہایت بلیغ اسالیب بیان اختیار کئے ہیں، جو بیک وقت قلب و دماغ کو پورے طور پر اپیل کرنے والے ہیں، اس کے لئے کبھی تو قرآن مجید نے رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص واوصاف ایسے انداز میں بیان کئے ہیں، جن سے عقل سلیم رکھنے والا ہر انسان بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ ایک زندۂ جاوید پیغمبر اور قیامت تک کے لئے قابلِ تقلید نمونہ اور مثالی شخصیت ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۱)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔''

قرآن نے آپ کے آخری نبی ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے اسی قوم کی زبان اور تعبیرات سے کام لیا ہے، جن کی زبان میں وہ اترا ہے، اور جو اس کے اولین مخاطب اور اس کے سمجھنے اور پھر دنیا کو سمجھانے اور بتانے پر مامور تھے، یہ زبان ان کے درمیان رابطے، بول چال، اور ادائے مطلب کی زبان تھی، لیکن اس زبان کو محیر العقول وسعت وصلاحیت کے باوجود یہ حقیقت کے لئے یہی لفظ گفتگوؤں اور شعر وادب میں

(۱) الاحزاب ۴۰، اس آیت کا آخری جزء'' وكان الله بكل شيء عليما '' قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نمونہ ہے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ ایک پیغمبر قیامت تک کے لئے کیسے کافی اور مختلف انسانی نسلوں کے لئے رہنما اور اسوۂ کامل ہو سکتا ہے اور اس کی شریعت و تعلیمات کس طرح تمام انسانی ضروریات نئے نئے تقاضوں اور عہد بہ عہد کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہو سکتی ہے تو اس کا جواب ان مختصر لفظوں میں دیدیا گیا ہے کہ'' وكان الله بكل شيء عليما ''۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی نوک زبان رہتا تھا، اسی لئے ان کی زبان میں خاتم، ختام، اور ختم کے وہی معنی پائے جاتے ہیں، جو قرآن مراد لیتا ہے، یعنی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، جن کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ (۱)

قرآن نے آخری رسالت کے حامل رسولؐ کی ایسی صفتیں بیان کی ہیں، جو آپؐ کی رسالت کی ابدیت اور بلا استثنا ہر نسل، ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے لئے مثالی نمونہ اور اسوۂ حسنہ بننے کی صلاحیت واہلیت کی طرف واضح اشارے کرتی ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

(سورہ الاحزاب:۲۱)

''تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے، (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو، اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

(سورہ آل عمران:۲۱)

''(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو، خدا تمہیں دوست رکھے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا، اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

(۱) ابن منظور کی ''لسان العرب'' جوہری کی ''صحاح العربیہ'' ابن سیدہ کی ''المحکم'' مجدالدین فیروزآبادی کی ''القاموس المحیط'' اور اس کی شرح جو علامہ سید مرتضیٰ زبیدی بلگرامی کے قلم سے ہے، یعنی ''تاج العروس'' اور دوسرے مستند معاجم (لغات) اور معتمد علیہ تفسیریں ملاحظہ ہوں۔

www.abulhasanalinadwi.org

يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۙ وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۙ (الاحزاب: ۴۵-۴۶)

''اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا، اور خوشخبری سنانے والا، اورڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور خدا کی طرف بلانے والا، اور چراغ روشن۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ خدائے علام الغیوب کی ذات تو بہت اعلیٰ وارفع ہے، عقل مندوں اور بلیغ ادیبوں کا بھی یہ شیوہ نہیں کہ وہ کسی ایسے بادشاہ کی مدح و توصیف میں سحر طرازی اور نفس درازی سے کام لیں جس کی سلطنت عارضی اور جس کا ستارۂ اقبال روبزوال ہے، اوراس کی جگہ کوئی دوسرا صاحب تاج وتخت لینے والا ہے، اسی طرح ان حکیموں اور دانشوروں کی جوانجام کار پر گہری نظر رکھتے ہیں اور خوب ناپ تول کر کوئی بات کہتے ہیں، یہ طینت وافتادطبیعت نہیں کہ وہ کسی ایسے بچے کی ولادت پر مبارک باد دینے میں فصاحت وبلاغت کے جوہر دکھائیں جس کے متعلق کسی قرینہ سے معلوم ہوگیا کہ اس کی زندگی مختصراوراس کی بہار چند روزہ ہے، وہ ایسی ہستی کی درازی عمر اور بلند اقبالی کے گیت بلند آہنگی سے نہیں گاتے (۱) جس کے متعلق بعد میں کہنا پڑتا ہے ع

خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود

محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت وحیات قیامت تک کے انسانوں کیلئے قابل تقلید نمونہ واسوہ اوراس کے لئے غیبی انتظامات

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، تمام انسانی طبقات

(۱) اسی بنیاد پر شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو (باقی اگلے ص پر)

www.abulhasanalinadwi.org

اور ہر زمانے اور ہر مقام کی انسانی نسلوں کے لئے مثالی نمونہ اور نصب العین ٹھہری تو اللہ کی رحمت وعنایت ان کے اخبار وآثار، احوال وکوائف، اخلاق وخصائل اور عادات وشمائل کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوئی اور مسلمانوں کے قلوب واذہان آپ کے اقوال وافعال، عادات وعبادات نشست وبرخاست اور جلوت وخلوت کے حرکات وسکنات کے معلوم کرنے اور محفوظ کردینے کی طرف پوری طرح متوجہ ہوگئے، اوران کو اس میں ایسی محویت وانہماک ہوا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مخفی طاقت ہے، جو ان کو اس منزل کے لئے سرگرم سفر اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایسا رواں دواں رکھے ہوئے ہے کہ اس کے بغیر ان کو چین نہیں آتا، اوران کی زبان حال کہتی تھی کہ ؎

رشتۂ درگردنم افگندہ دوست
می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست

اس توجہ اور اعتناء باریک بینی ودقیقہ رسی کا اندازہ، حدیث وسیرت وشمائل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ حضرت اسحاقؑ کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ اس لئے کہ یہ بات اس وعدہ اور اعلان کے منافی ہے، جو حضرت اسحٰقؑ کے فرزند تولد ہونے کے بارے میں کیا گیا تھا ان کے تلمیذ رشید ابن قیم نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ ''یہ کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ ذبیح اسحاقؑ تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ کی والدہ کو ان کے اور ان کے بیٹے یعقوبؑ کی بشارت دی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اس طرح بشارت دی کہ۔

قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ (ہود۔۷۰۔۷۱)

''ڈریے نہیں، ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اوران کی بیوی جو وہاں کھڑی تھیں ہنس پڑیں تو ہم نے انھیں اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔

اس لیے یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ایک طرف بشارت دے کہ ان کے یہاں لڑکا ہوگا اور پھر انھیں اسی کو ذبح کرنے کا حکم دے۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۶)

www.abulhasanalinadwi.org

کی کتابوں اور حلیہ وسراپائے نبویؐ کی ان روایتوں سے ہوتا ہے، جو خاندان نبوت کے بعض افراد اور ہر وقت کے حاضر باش اصحاب کرام سے منقول ہیں۔

ادب وتاریخ، سیرت وانساب کے وسیع ذخیرہ میں اس سے زیادہ باریک بینی وانضباط واحتیاط کسی اور بشری پیکر کی مرقع نگاری اور اخلاق وعادات کی آئینہ داری کے سلسلہ میں دکھائی نہیں دیتی۔

مثال کے طور پر امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ (۲۰۹-۲۷۹ھ) کی کتاب شمائل پر ایک نظر ڈالنے ہی سے یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ خِلقی وخُلقی اوصاف، عادات معمولات، مرغوبات ونامرغوبات کی باریک تفصیلات کو قلم بند کرنے کا یہ اعجازی اہتمام اور اس ذات گرامی سے ادنیٰ تعلق رکھنے والی چیزوں کی تفصیلی احاطہ کی مثال، انبیاء کی سیرتوں اور مشاہیر عالم کے تذکروں میں تلاش کرنا ایک سعی لاحاصل ہے،(۱) یہ کوشش محض اتفاقی واقعہ یا کسی شخصی رجحان کا نتیجہ نہیں قرار دی جاسکتی۔

اسی طرح جو شخص امام بخاریؒ (۱۹۴-۲۵۶ھ) کی ''الادب المفرد'' کو غور سے دیکھے گا، جسے اس کے عظیم المرتبت مصنف نے اسلامی آداب، مکارمِ اخلاق، حسنِ معاشرت حقوق صحبت، تہذیب وتربیت نفس، زندگی کے اقدار واطوار کے موضوع پر تصنیف کیا ہے، اور جو تمام تر اقوال وافعال وتعلیمات نبوی پر مبنی ہے

(۱) امت مسلمہ کے علماء نے حیات نبوی کی باریک تفصیلات، آپ کے عہد مبارک کے صنعت وحرفت، تجارت، ومعیشت، عہدوں اور مناصب اوران گوناگوں علوم وفنون اور امتیازات کو قلمبند کرنے کی پوری کوشش کی ہے، جو اسلامی اور نبوی تہذیب کے زمانہ آغاز میں سامنے آئے تھے، اور ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے انبیاء کی امتوں کی تاریخ اور کارناموں میں ہمیں یہ کوشش وتوجہ کہیں نہیں دکھائی دیتی، ناظرین اس کا ایک نمونہ ابوالحسن علی الخزاعی التلمسانی (۷۱۰-۷۸۹ھ) کی کتاب ''التخریج'' اور اس کے تکملہ اس صدی کے ایک نامور عالم علامہ عبدالحئی الکتانی کے قلم سے ''التراتیب الاداریہ'' کی صورت میں دیکھ سکتے ہیں، جو عہد نبوی کی تمام اہم معلومات اور اس زمانے کے حالات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ کوشش کوئی حادثہ اور اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ خدائے عزیز و علیم کی عین منشاء کے مطابق ہے، اور یہ سب اس لئے کیا گیا ہے کہ ہر زمانے اور ہر نسل میں اللہ کے ان ارشادات پر عمل ہو سکے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(سورہ الاحزاب:۲۱)

''تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں اچھا نمونہ عمل ہے''

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

(سورہ آل عمران:۳۱)

کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں خدا سے محبت ہے تو میری اتباع کرو خدا تم سے محبت کرے گا''

اور تا کہ کسی بہانہ جو طبیعت کے لئے یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ وہ نقش قدم باقی نہیں جن پر ہم چل سکیں، وہ واقعات و حالات محفوظ ہی نہیں جن کو ہم اپنے لئے اسوہ نمونہ بنا سکیں، جیسا کہ ان انبیاء کے سلسلہ میں ہوا، جن کا صرف نام اور کچھ ادھورے واقعات باقی رہ گئے جو تقلید و پیروی کے لئے کافی نہیں۔

حدیث نبوی کو ہم ایک طرح کا ''روزنامچہ'' اور اس تئیس سالہ زندگی کا بولتا ہوا مرقع کہہ سکتے ہیں، جو آپ نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد اس کرۂ ارضی پر گزاری، یہ محتاط ریکارڈ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کس طرح گزارتے تھے، اور آپ کے روز و شب کے معمولات کیا تھے، اسی طرح ہم اس سے اخلاق نبوی کی باریکیاں، عادات و رجحانات، جذبات و خیالات، قول و عمل کی وہ تفصیلات جان سکتے ہیں، جو ہم عہد ماضی بلکہ حال کی بھی بہت سی معاصر شخصیتوں کے متعلق بھی نہیں جان سکتے، اس کے ذریعہ کوئی بھی انسان اپنے نبی کو اس طرح

www.abulhasanalinadwi.org

جان پہچان سکتا، آپ کی صحبت سے مستفید اور آپ کے انفاس قدسیہ سے فیضیاب ہوسکتا ہے کہ گویا وہ آپ کی مجلس میں حاضر ہے، اور آپ کی باتیں سن رہا ہے اور آپ کے ساتھ رہ رہا ہے، یہ طریقہ محافظت وتعارف ان تمام خطرات اور مفاسد سے پاک ہے، جو تصویرکشی، اور مجسمہ سازی میں پائے جاتے ہیں، اور جن کی وہ پچھلی امتیں بری طرح شکار ہوئیں، جنھوں نے اپنے پیغمبروں اور روحانی پیشواؤں کی یاد قائم رکھنے کے لئے تصویرکشی اور مجسمہ تراشی کا سہارا لیا اور بالآخر کھلی بت پرستی میں ملوّث ہوگئیں۔

ناظرین کو حدیث کی کتابوں میں سے حجۃ الوداع کا قصہ ہی اندازہ کرنے کے لئے کافی ہوگا، راویوں نے اس سفر کی وہ تمام جزئیات اور چھوٹی چھوٹی تفصیلات اور احوال وواقعات بھی نقل کئے ہیں، جن کی طرف عام طور پر توجہ بھی نہیں ہوتی اور جن کی کوئی بڑی تاریخی قدر وقیمت نہیں سمجھی جاتی اور جن کا ذکر عام طور پر مشاہیر واکابر بادشاہوں اور سربراہوں اور اہل فضل وکمال کے سفرناموں میں نہیں ہوتا۔ (۱)

حدیث کے اس وافر ذخیرہ کی مدد سے ہر زمانہ اور ہر مقام کے فاضل و وسیع النظر مصنفین نے مسلمانوں کے لئے ایسی کتابیں مرتب کیں، جو ان کی پوری زندگی کے لئے مکمل دستور العمل اور ہدایت نامہ کا کام دے سکیں، اس لئے اگر آج کسی بھی طبقہ اور مشغلہ سے تعلق رکھنے والا کوئی مسلمان یہ ارادہ کرے کہ وہ ہر قدم

(۱) صحاح ستہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگانے، پچھنا لگوانے، قربانی کے جانور پر علامت (اشعار) لگانے کا تفصیل سے ذکر ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جانور کے جسم کے کس حصہ پر یہ عمل کیا گیا۔ اور اس سفر میں کس مقام پر یہ واقعہ پیش آیا، اس طرح اس طویل سفر کی تمام منزلوں کا بالتفصیل تذکرہ ہے، حتی کہ راوی نے منیٰ کی رات میں ایک سانپ کے بچ کر نکل جانے اور زد پر نہ آنے کے معمولی واقعہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا، اس سفر میں آپ نے جن لوگوں کو اپنا ردیف بنایا (یعنی سواری پر پیچھے بیٹھا لیا) ان کا نام بنام تذکرہ ہے، یہی نہیں بلکہ ساری عمر میں جن لوگوں کو یہ شرف حاصل ہوا، ان کے نام بھی سیرت میں محفوظ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

پر ہر معاملہ میں اور زندگی کی ہر سرگرمی میں سیرت نبویؐ کی اتباع کرے گا تو یہ چیز اس کے لئے ممکن ہے، جو کتابیں اس موضوع پر لکھی گئیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، یہ کتابیں عالم اسلام کی بیشتر زبانون میں ہیں، اور ان کا حجم اور ان کے موضوع کا دائرہ مختلف ہے، کوئی بہت مبسوط ہے، کوئی مختصر، ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید اور امت کے ایک ممتاز فرد علامہ ابن قیم (۶۹۱-۷۵۱) کی کتاب ''زاد المعاد فی ہدی خیر العباد'' امتیازی شان رکھتی ہے۔ (۱)

سیرت نبویؐ اور انبیاءِ سابقین کے تذکروں کا تقابلی مطالعہ

خدا کی یہ مصلحت وحکمت، سیرت نبویؐ کی وضاحت وہدایت اور اتباع کرنے والوں کے لئے سہل الحصول اور آسان ہونے سے آشکار ہوتی ہے، جب انسان اس سیرت اور دوسرے انبیاء کی سیرتوں کا تقابل اور موازنہ کرتا ہے، تو اسے وہ سیرتیں جہل وتغافل، تاریخ کے خونی حوادث کی تاریکیوں میں گم نظر آتی ہیں، اور یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انھوں نے خاص زمانہ میں ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور مشعل راہ کا کام کیا، لیکن ہمیشہ ان کے محفوظ رہنے اور قیامت تک کی نسلوں تک بے کم وکاست پہنچنے کی عملاً کوئی ضرورت نہ تھی۔

اس لئے ہمیں حضرت مسیح کی سیرت کا مطالعہ ہی کافی ہے، حضرت مسیح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آخری نبی ہیں، اور ان کی حلقہ بگوش ایک ایسی امت ہے جس کا علمی وتصنیفی شغف تمام دنیا پر روشن ہے، اس کی محبت وعقیدت اپنے

---

(۱) اس کتاب کے ہندوستان اور مصر میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ہمارے سامنے مطبع میمینہ مصر کا ۱۳۲۴ھ کا ایڈیشن ہے جو دو ضخیم جلدوں میں بڑے سائز اور باریک ٹائپ کے ۹۲۶ صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب سیرت، حدیث اور فقہ کے ایک چھوٹے کتاب خانہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ہر زمانے کے علماء کے نزدیک مقبول وپسندیدہ رہی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پیغمبر سے غلو ومبالغہ کی حد تک پہنچ گئی ہے، اوراس نے ان کو بشریت کے دائرہ سے نکال کر الوہیت کے دائرہ میں داخل کردیا ہے، لیکن وہ بھی دنیا کے سامنے اپنے نبی کے صرف ایسے مختصر اور ادھورے معلومات ہی پیش کرسکی، جو کسی طرح ایک مکمل انسانی زندگی کی تصویر نہیں بناتے جسے انسان اپنی نجی زندگی میں سامنے رکھے، یا جس کی روشنی میں کوئی صالح معاشرہ وجود میں آسکے، ابھی کچھ دنوں پہلے تک مسیحی دنیا کا خیال تھا کہ ''عہد جدید'' یعنی انجیل، سیرت مسیحؑ کے آخری تین سالوں کے واقعات پر مشتمل ہے، لیکن اب محققین اور اس موضوع کے ماہرین اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ انجیل میں حضرت مسیحؑ کے پچاس دنوں سے زیادہ کے واقعات ومعلومات کا مواد نہیں۔(۱)

دوسرے انبیاء اور پہلے مذاہب کے رہنماؤں کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان کے واقعات اور نقوش حیات ماضی کے ملبے کے نیچے دفن ہوگئے ہیں، اوران کی وہ اہم کڑیاں (جن کے بغیر تاریخ مکمل ہی نہیں ہوسکتی، اور جن کے بغیر اتباع واقتدا کا کوئی قدم ہی نہیں اٹھایا جاسکتا) اس طرح گم ہیں کہ اب انھیں پانا ممکن نہیں، (۲) اور یہ بات حکمتِ الٰہیہ کے عین مطابق اور نظام عالم کے قوانین کے بالکل موافق بھی معلوم ہوتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخی کرداروں کی جو نمونہ ومثال

---

(۱) فاضل پادری ڈاکٹر چارلس اینڈرسن اسکاٹ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (جلد ۱۳، ص ۱۰۷، چودھواں ایڈیشن) میں اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں۔

''یسوع کی سیرت لکھنے کی کوشش ہی سے صاف صاف دستبردار ہوجانا چاہئے اس کے لئے سامان ہی موجود نہیں ہے یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ جتنے ایام زندگی کے متعلق کچھ معلومات موجود ہیں ان کی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں'' (ترجمہ از صدق جدید جلد ۲۱، ص ۸)

(۲) تفصیل کے لئے مولانا سید سلیمان ندوی کی گرانقدر کتاب ''خطبات مدراس'' کا دوسرا تیسرا اور چوتھا خطبہ ملاحظہ ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور آئیڈیل کا کام دیں، ایک محدود عمر ہوتی ہے، جس کے ختم ہو جانے پر ان اقدار کو نسل بہ نسل منتقل کرنے کی کوئی افادیت نہیں رہ جاتی، لیکن جب ان کی ضرورت باقی اور دائمی ہوتی ہے تو وہ زمان و مکان کے انقلابات کے باوجود باقی رہتی ہیں، ان کا تسلسل قائم رہتا ہے اور وہ سدا بہار و زندۂ جاوید بن جاتی ہیں، جن کو کبھی زوال نہیں ہوتا۔

محمد ﷺ سے امت کا مضبوط دائمی رشتہ

جو شخص بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ ہدایات و تعلیمات اور آداب و احکام پڑھے گا، جن کا سورۃ الاحزاب، التحریم، الحجرات، المجادلہ میں ذکر ہے، اور ان انعاماتِ الٰہیہ و امتیازات و معاملہ خصوصی کا تذکرہ دیکھے گا، جن کی طرف سورۂ الفتح، الضحیٰ، الانشراح میں اشارات آئے ہیں، تو اس کی عقل اور اس کا ذوق سلیم اس کی شہادت دے گا کہ یہ صفات اس پیغمبر کی ہیں، جو تمام نسلوں، اور زمانوں کے لئے مبعوث ہوا ہے، اور جس کے آفتاب اقبال کو کبھی گہن نہیں لگتا اور جس کے عروج کا ستارہ کبھی ڈوبتا نہیں ---- اس میں کوئی شک نہیں کہ اب کسی بھی نبی کی بعثت (خواہ وہ کوئی جدید شریعت لے کر نہ آئے) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں، خدا کی زبان سے اس عطر آگیں تذکرے اور مشک بیز مدح وثنا کے منافی ٹھہرتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی نبی کریمؐ سے امت کے مضبوط، ابدی اور دائمی رشتہ کو کمزور کرتی ہے، آپ کی تعلیمات و اسوۂ حسنہ، آپ کے اصحاب و اہل بیت، آپ کے مولد و منشا (مکہ و مدینہ اور سرزمین عرب) کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق کو نقصان پہنچاتی اور اس کو متأثر کرتی ہے، اس لئے کہ جو نبی بھی آپ کے بعد مبعوث ہوتا، اس کی امت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان (دانستہ و نادانستہ)

www.abulhasanalinadwi.org

حائل ہوجانا اور شعوری و لاشعوری طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے امت کے رشتہ اور تعلق کو کمزور بنا دینا ضروری تھا، ایسا ہونا قانون قدرت اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے، (۱) کہ:

ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ

"اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔"

اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی صاحبِ عقل اور نفسیاتِ انسانی کا رمز آشنا، جس کی تاریخ ادیان و ملل پر گہری نظر ہے، یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ کسی امت میں نئے نبی کی بعثت پہلے نبی کے ساتھ امت کے تعلق اور محبت سے متصادم اور مزاحم نہیں ہوگی۔ اور اس کا وہ تعلق کمزور نہیں پڑے گا، جو نبی اول کے وطن و قوم، رفقاء و اصحاب، اہل بیت و متعلقین، زبان و تہذیب، اور سوانح و تاریخ سے قائم تھا، یہ ٹکراؤ لازمی اور ان قوانین قدرت میں سے ہے جو کبھی نہیں بدلتے۔

قرآن و حدیث کا صریح مطالبہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، امتی کو دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز و محبوب ہو، اور وہ اس کو اپنی ذات اور متعلقین پر کھلی ترجیح دے۔

حدیث صحیح میں آتا ہے:

لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ (طبرانی معجم واوسط)

(۱) جیسے کہ عقیدۂ امامت فرقۂ امامیہ کے غالی افراد کے اس جذباتی لگاؤ، جوش و خروش، اور اس والہانہ تعلق کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا، جو ایک امتی کا اصلاً اپنے نبی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ ان غالی پیر پرستوں اور جہلا کا معاملہ بھی اس سے بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں، جنہوں نے خاص ذہنی تربیت کے اثر سے بعض اولیاء امت بالخصوص سیدنا عبدالقادر جیلانی کو شریک فی النبوۃ اور بعض حالات میں شریک فی الالوہیۃ بنا دیا ہے، اور جن کی ساری عقیدت و محبت سمٹ کر انہیں کی ذات اور سیرت و واقعات میں آ گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک، اس کے باپ، اس کے لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہو جاؤں''۔

اور قرآن کہتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ۔ (سورہ الاحزاب:۶)

''پیغمبرؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں، اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

لیکن ایک نئے نبی پر ایمان لانے کے بعد محبت وتعلق کی یہ وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے، اور اس محبوب ترین شخصیت کے رقیب وسہیم قدرتاً پیدا ہو جاتے ہیں یہ فطرت انسانی کا عین تقاضا ہے اور فطرت انسانی ہمیشہ سے ایک ہی چلی آرہی ہے۔

بعثت محمدی کے وہ خصائص جو نئی نبوت کے متحمل نہیں

قرآنی اسالیب میں سے ایک اسلوب بیان وہ بھی ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر رسالت اور آپؐ کی شریعت کے تعارف میں استعمال ہوا ہے، یہ بلند آہنگ اعلانات وتصریحات ثابت کرتی ہے کہ نبوتوں اور آسمانی رسالتوں کا سلسلہ محمد ﷺ پر تمام ہوگا، چنانچہ قرآن مجید نے واضح عربی زبان میں جس میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں، یہ کہا کہ یہ دین اپنے کمال، انسانی ضروریات کی تکمیل، اور بقائے دوام کی اہلیت وصلاحیت کی ارتقائی منزل پر پہنچ گیا، چنانچہ ارشاد ہوا۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (سورہ المائدہ:۳)

www.abulhasanalinadwi.org

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا، اور اپنی نعمتیں
تم پر پوری کردیں، اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ھ میں نازل ہوئی تھی، جس کے بعد، جیسا کہ اکثر احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے، حلت وحرمت کا کوئی حکم نہیں نازل ہوا، اور اس دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ۸۱ دن اس دنیا میں رہے، اور اکابر صحابہ جو اس دین کے اسرار کو سب سے بہتر سمجھنے اور مقاصد شریعت کے جاننے والے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب، اور سب سے زیادہ محبت کرنے والے اور آپ کی زندگی کے آرزو مند تھے، اور جن کے سرخیل حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے، وہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مفارقت کے قریب اور رفیق اعلیٰ سے ملنے کا وقت آجانے کو بھانپ گئے تھے، اس لئے کہ آپ اللہ کا پیغام پہنچا چکے، دین پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تھا، اور اللہ کی نعمت اس کے بندوں پر تمام ہو چکی تھی، چنانچہ ان میں سے بعض حضرات رونے لگے اور بعض لوگوں نے قیامت کی اس گھڑی کے قریب آجانے کی خبر دی (۱) اور بعض ذکی وفہیم علماء یہود نے (جن کی تاریخ ومذاہب پر نظر تھی) یہ کہا کہ یہ آیت ایک امتیازی اعزاز ہے، جس سے مسلمان سرفراز کئے گئے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی اس دین کے لئے وہ فخر ہے، جس میں کوئی دوسرا دین شریک نہیں، اور انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جس دن میں یہ آیت اتری ہے، اسے یادگار دن بنا دینا چاہیے، آنے والے زمانوں میں بھی اس کا جشن منانا اور مسلمانوں کو اس دن اپنی مسرت اور تشکر کا اظہار کرنا چاہیے۔ (۲)

(۱) حدیث وسیرت اور تفسیر کی کتابیں ملاحظہ ہوں۔
(۲) ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب التفسیر اور صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، مسند احمد اور تفسیر ابن کثیر۔

www.abulhasanalinadwi.org

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے بھی جن پر یہ آیت اتری تھی، یہی سمجھا، چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں (جسے ایک لاکھ انسان کان لگائے سن رہے، اور یاد کر رہے تھے) فرمایا:

ایھا الناس انہ لا نبی بعدی، ولا امۃ بعدکم، الا فاعبدوا ربکم وصلو خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوٰۃ اموالکم طیبۃ بھا انفسکم وأطیعوا ولاۃ امرکم تدخلوا جنۃ ربکم۔ (۲)

"اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت آنے والی ہے خوب سن لو اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچوں وقت نمازیں پڑھنا، ایک ماہ کے روزے رکھنا، اور خوشی سے اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرنا، ایسا کروگے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے"

اسی طرح قرآن نے اس کی صراحت کی کہ اس دین کے لئے بقائے دوام، غلبہ واقتدار، اور شہرت ومقبولیت طے کردی گئی ہے، وہ عزت وحرمت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ کر اور اس کا کلمہ بلند ہو کر رہے گا، اس کی روشنی ضرور پھیلے گی اور اس کی صداقت یقیناً عالم آشکار ہو کر رہے گی، ارشاد ہوا:-

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا

(سورہ الفتح: ۲۸)

"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا، تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے، اور حق

(۲) ابن جریر، تہذیب الآثار، اس کی ابن عساکر نے تخریج کی ہے (کنز العمال ۵/۲۹۵ طبع حلب)

www.abulhasanalinadwi.org

ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے۔"

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

(سورہ الصف: ۹)

"وہی تو ہے، جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت، اور دین حق دے کر بھیجا، تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے، اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔"

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (سورہ التوبہ: ۳۳)

"یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کے چراغ) کی روشنی کو منھ سے (پھونک مار کر) بجھادیں، حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا، خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔"

یہ سب کفالتیں اور ضمانتیں، خبریں اور اعلان اس کی خبر دے رہے ہیں کہ یہ دین خدا کا آخری دین اور ہر زمانہ اور ہر جگہ کے انسانوں کی ایک ضرورت ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اپنا ارادہ پورا کر کے رہے گا، خواہ لوگ اسے پسند کریں یا ناپسند، اور اس کے دشمن وحریف اس سے صلح کریں یا جنگ، جس دین کی یہ شان ہو، اور جس کے بارے میں اتنی سچی خبریں، اور چیلنج اس کتاب میں آئے ہوں، جس میں کہیں سے باطل کی گنجائش نہیں، تو عقل سلیم اس کے سلسلہ میں یہ ماننے پر کبھی تیار نہیں ہوسکتی کہ وہ کسی نسخ وتبدیلی کو قبول کرے گا، یا کسی نئے نبی اور رسول کی اس کو کبھی احتیاج پیش آئے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

تمام اقوام وامم کے لئے رسالت محمدیؐ کی عمومیت اور اصلاح وتبدیلی سے بے نیازی

اسلام سے پہلے مذاہب اور قدیم شریعتیں کبھی کسی جماعت کے ساتھ مخصوص ہوتی تھیں، یا کسی مقام اور خاص مدت سے مختص ہوتی تھیں، (۱) یہودی مذہب کی دعوت کسی زمانہ میں بھی تمام انسانوں کے لئے نہ تھی اور یہود سے ان کی کتابوں میں یہ کہیں نہیں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے پیغام کو دنیا کی تمام قوموں تک پہنچائیں بلکہ ایسے نصوص وارد ہوئے ہیں، جو اس سے روکتے اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو ان کے قومی دائرے ہی تک محدود رکھتے تھے۔ (۲) اس کا یہ طبعی اور فطری نتیجہ تھا کہ وہ نبی اسرائیل اور دوسری قوموں کے درمیان تفریق کریں اور خیر وشر نیکی وبدی کے مختلف پیمانے بنائیں جو نسلوں اور خاندانوں کے اختلاف سے بدلتے رہیں۔

نومسلم فاضل خاتون مریم جمیلہ (MARGARET MAREUS) جو پہلے یہودیہ تھیں، اپنی کتاب ''اسلام اور اہل کتاب، ماضی وحال'' میں کہتی ہیں ''عملاً ایسا نہیں کہ یہود دوسروں کو اپنے دین کی تبلیغ کرتے ہوں، وہ دوسروں کو اپنے دین میں آنے پر خوش آمدید نہیں کہتے، ان کی طویل تاریخ میں دو مثالوں کے علاوہ مجھے کوئی مثال معلوم نہیں، جب غیر یہودی بڑی تعداد میں یہودی ہوئے ہوں، ایسا

(۱) عہد عتیق میں متعدد صراحتیں ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل کی رسالتیں وقتی اور کسی زمانے سے خاص ہوتی تھیں ملاحظہ ہو سفر تثنیہ (۱۸: ۱۵) (۱۸-۱۸) (۳۳-۱-۲)

بنی اسرائیل کے تمام اسفار وزبور اور انجیلیں ان صراحتوں سے بھری ہوئی ہیں۔

(۲) توریت کے ان احکام وبیانات اور ہدایات واشارات کی تفصیل دیکھنی ہو، تو قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول کتاب ''رحمۃ للعالمین'' کی جلد سوم میں خصوصیت نمبر ۲۲ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

ایک بار یمن میں بعثت محمدی سے چند صدی پہلے ہوا تھا اور دوسرے موقع پر تا تاری الاصل مملکت خزر میں غیر یہود کی ایک بڑی تعداد یہودی ہوئی تھی، جو روس میں کچھ عرصہ رہی۔''(۱)

عہد عتیق کا اسلوب اور جو روح اس کی سطر سطر میں کارفرما ہے اس حقیقت کی واضح طور پر نقاب کشائی کرتی ہے، اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہود کا ''شاہنامہ'' یہود کی کتاب المناقب یا مخصوص کتاب الانساب پڑھ رہا ہے، اسے اس میں روحانی واخلاقی تعلیمات، مکارم اخلاق کی ترغیب، مساوات انسانی، اور احترام آدمیت کا تصور، زہد وتہذیب نفس، دنیا کے مقابل دین اور جنت کے لذتوں کی کوئی ترغیب اور دوزخ کے عذاب کے لئے کوئی تخویف وترہیب اور ڈراوا نہیں ملتا، جس سے نفس کا تزکیہ ہو، قلب میں رقت اور گداز پیدا ہو، اور غیر اسرائیلی قاری کے اندر اپنی شرافت ومسئولیت کا کوئی شعور بیدار ہو، یہ کتاب اپنے تمام قصوں، حکایتوں اور احکام سمیت یہود ہی کے گرد گھومتی ہے، جنھیں ان کا دین اور ان کی کتاب ''خدا کی برگزیدہ قوم'' قرار دیتی ہے۔

اسی طرح حضرت مسیحؑ کی دعوت بھی بنی اسرائیل کے لئے خاص تھی، انہوں نے اس کی خود صراحت کی تھی کہ ''وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آئے ہیں'' انھوں نے اپنے شاگردوں سے صفائی سے کہا کہ:-

''میں اسرائیل کے گھرانہ کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔''(۲)

اور جب ان کی توجہ ان مریضوں کی مسیحائی کی طرف منعطف کی گئی،

---

(۱) ISALAM VERSUS AHL-AL KITAB -PAST & PRESENT.(22-23)

(۲) انجیل متی باب ۱۵: آیت ۲۴۔

www.abulhasanalinadwi.org

جو بنی اسرائیل سے نسل ونسب کا تعلق نہیں رکھتے تھے، تو انھوں نے معذرت کردی، اور فرمایا:

''لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں'' (۱)

ان کی رسالت ان کے زمانے، ان کے علاقے اور انھیں کے آدمیوں تک موقوف ومحدود رہی، انھوں نے جب اپنے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا تو ان کو حکم دے کر کہا:

''غیر قوموں کی طرف نہ جانا، اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔'' (۲)

دوسرے مشرقی اور ایشیائی مذاہب جیسے ہندومت وغیرہ کا معاملہ اور بھی حیرت انگیز ہے، جن کے یہاں غیر آریوں اور غیر برہمنوں کو نجس اور پلید سمجھا جاتا تھا، انھیں جانوروں کا درجہ دیا جاتا اور کبھی ان کے ساتھ کتوں کا معاملہ کیا جاتا تھا۔ (۳)

اس لئے خدا کی رحمت وحکمت کا تقاضا تھا کہ کوئی نیا نبی آئے، جو نئی تعلیمات اور شریعت وقانون میں نئی اصلاحات کا حامل ہو، جو بدلے ہوئے زمانے اور حالات کے تقاضوں کو پورا کر سکے، اس لئے کہ ادیان سابقہ میں کبھی تو عیش پسند، تن آسان امراء وحکام کی خاطر شریعت میں ایسا لوچ اور ڈھیل پیدا کر دی گئی تھی، جس کی وجہ سے مذہب رخصتوں کا مجموعہ اور ہوا وہوس کی تسکین کا سامان بن گیا تھا، کبھی تشدد

---

(۱) انجیل متی باب ۱۵: آیت ۲۵۔۲۶

(۲) ایضاً باب ۱۰: آیت ۶-۷

(۳) تفصیل کے لئے مصنف کی کتاب ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' کے باب اول کے مضمون ''طبقہ واریت'' ص ۶۲ ''بدقسمت شودر'' ص ۶۵ دیکھے جائیں جس میں تفصیل کے ساتھ منوشاستر کے احکام وہدایات پیش کی گئی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

پسند طبیعتوں اور غالی عابدوں اور زاہدوں کی سخت گیری اور دقت پسندی کی وجہ سے مذہب ایک نا قابل عمل ضابطۂ زندگی، اور ایک ظالمانہ شکنجہ بن کر رہ گیا تھا، جس کی موجودگی میں زندگی کی جائز لذتوں اور آزادیوں سے بھی متمتع ہونے کا موقع باقی نہیں رہا تھا، اسی بنا پر وقتاً فوقتاً اس صورت حال کی اصلاح کے لئے انبیاء کو مبعوث و مامور کیا گیا، چنانچہ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں:-

وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ۔ (سورۂ آل عمران: ۵۰)

"اور مجھ سے پہلے جو توراۃ (نازل ہوئی) تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں، اور (میں) اس لئے بھی (آیا ہوں کہ) بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں، اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، تم خدا سے ڈرو، اور میرا کہا مانو۔"

قرآن نے نبوت جدیدہ کے ان دو اسباب کے خاتمہ کا اعلان کر دیا، اس نے ایک طرف اعلان کیا کہ رسالت محمدی ایک آفاقی اور عالمگیر پیغام اور دعوت ہے جس کے فیض سے نہ کوئی قوم وملت محروم ہے، اور نہ اس کے خطاب سے کوئی طبقہ یا جماعت مستثنیٰ ہے۔

ارشاد ہے:-

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ (سورۂ الاعراف: ۱۵۸)

www.abulhasanalinadwi.org

''(اے محمدؐ) کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا، (یعنی اس کا رسول) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے۔''

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (سورہ السبا:۲۸)

''اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ . (سورہ الانبیاء:۱۰۷)

''اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام جہاں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔''

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ٥ (سورہ الفرقان:۱)

''وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے، جس نے اپنے بندوں پر قرآن نازل فرمایا، تاکہ اہل عالم کے لئے ڈرانیوالا ہو''

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥(۱)

''یہ قرآن تو اہل عالم کے لئے نصیحت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام سب کا حق اور تمام اقوام و ملل، تمام قومیتوں اور نسلوں، تمام خاندانوں اور خانوادوں، تمام ملکوں اور خطوں کی دولتِ مشترکہ اور اجتماعی میراث ہے، اس میں یہودی، ہندو برہمنوں جیسی کوئی درجہ بندی نہیں، اس

(۱) سورۂ ص ۸۷، اس معنی میں اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں کوئی قوم دوسری قوم سے، کوئی نسل دوسری نسل سے ممتاز و برتر نہیں، اس میں رنگ ونسل کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ یہاں شمار، ذوق وشوق، حسن قبول وطلب، قدردانی اور احسان شناسی، جہاد واجتہاد اور دین وتقویٰ میں مسابقت ومقابلہ کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَا كُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَا كُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورہ الحجرات:۱۳)

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیز گار ہے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا ہے (اور) سب سے خبردار ہے''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے موقع پر اعلان فرمادیا:

الناس بنوآدم خلق من تراب لافضل لعربی علی عجمی الا بالتقوىٰ۔ (ترمذی)

''سب لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے سبب''

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:-

لو کان العلم بالثریا لناله اناس من ابناء فارس۔(۱)

(۱) مسند احمد۲/۲۹۶ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی مشہور کتاب ''الجواب الصحیح'' میں بعثتِ محمدی کی عمومیت کی قرآن وحدیث اور آثار واخبار کی روشنی میں تفصیل کی ہے۔ ملاحظہ ہو جلد اول، ص ۱۲۶ تا ۱۳۰ اور ۱۶۱ تا ۱۶۶

www.abulhasanalinadwi.org

''اگر علم ثریا پر بھی ہو تو اسے ایران کے کچھ لوگ پالیں گے''

دوسری طرف اس دین کے سہل و مطابق فطرت و قابل عمل ہونے کا جا بجا اعلان کیا گیا ہے:-

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(سورہ البقرہ:۱۸۵)

''خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے، اور سختی نہیں چاہتا۔''

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

(سورہ الحج:۷۸)

''تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔''

پچھلی امتوں اور ملتوں میں جو غالیانہ اور متشددانہ قوانین وضع کر لئے گئے تھے، اور انتہا پسند زاہدوں، عابدوں اور محدود علم رکھنے والے قانون سازوں نے زندگی کا دائرہ تنگ کر دیا تھا، اس کی آخری نبوت و شریعت نے ختم کر دیا، اور ان قوموں کو اس مصیبت سے نجات دی، قرآن مجید میں اس نبی کی تعریف میں کہا گیا:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ

(سورہ الاعراف:۱۵۷)

''وہ انھیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں، اور برے کام سے روکتے ہیں، اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں، اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔''

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید نے اس کی بھی وضاحت کردی کہ اگر بڑے سے بڑے عاقل اور قانون ساز لوگ بھی بشری ضروریات اور مختلف احوال کی رعایت رکھنا چاہتے ہیں تو بھی وہاں نہیں پہنچ سکتے جہاں تک اللہ کے علم محکم کی رسائی ہے، آیت میراث میں فرمایا گیا:-

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔

(سورہ النساء: ۱۱)

''تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں، اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدہ کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصے خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں، اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔

(سورہ النساء: ۲۶-۲۷-۲۸)

''خدا چاہتا ہے کہ (اپنی آتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے، اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے، اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ

www.abulhasanalinadwi.org

چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے بھٹک کر دور جا گرو، خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً کمزور پیدا ہوا ہے۔''

ان خصوصیات کی بناء پر اب نہ کسی ایسی نبوت وشریعت کے آنے کی ضرورت ہے جو (ادیان سابقہ کے برخلاف) ہر زمان ومکان اور ملل واقوام کے لئے عمومی، اور نوع انسانی کے لئے ہدایت کا پیغام ہو، اور نہ ایسی نبوت وشریعت کی آمد کی ضرورت ہے، جو گذشتہ مذاہب اور شریعتوں کے وقتی احکام وقوانین کو منسوخ، اور اس تشدد وغلو، مردم آزاری اور فطری بیزاری کے رجحان کی اصلاح کرے، جس نے مذہب کو ایک شکنجہ، اور زندگی کو ایک عذاب بنا دیا تھا، اور دنیا میں ایک سہل الفہم اور سہل العمل دین پیش کرے، جو صحیح معنی میں دین فطرت ہے، اس لئے کہ یہ دونوں خصوصیتیں خدا کے دین اسلام اور اس کی شریعت میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

گذشتہ آسمانی صحیفے اور قرآن علم وتاریخ کی میزان میں

قرآن سے پہلے کے آسمانی صحیفے ہمیشہ تحریف وتبدیلی کا نشانہ اور تلف وتباہی کا تختۂ مشق بنتے رہے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حفظ وبقا کی کوئی ذمہ داری خود نہیں لی تھی، بلکہ اسے ان کے علماء وحاملین کے سپرد کر دیا تھا، اس کے علاوہ بشریت اور ان کی مخاطب امتوں کو ان کی ضرورت ایک عرصہ ہی کے لئے رہی، جیسا کہ کہا گیا:۔

اِنَّـا اَنْـزَلْـنَـا التَّـوْرٰىـةَ فِيْهَـا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّـوْنَ الَّـذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَـارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا

www.abulhasanalinadwi.org

عَلَيْهِ شُهَدَآءَ (سورہ المائدہ:۴۴)

''بیشک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق انبیاء جو (خدا کے) فرمانبردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ وہ کتاب خدا کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے، اور اس پر گواہ تھے، (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے)۔''

اور یہ تاریخی طور پر ثابت اور ایک علمی حقیقت ہے، جس کا اعتراف خود ان امتوں اور فرقوں نے کیا ہے، جن کے پاس صحیفے آئے تھے، عہد عتیق کے صحیفے برابر غارت گری اور آتشزدگی کا کھلے طور پر نشانہ بنتے رہے ہیں، اور خود یہودی مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ تاریخ میں تین بار ایسے مواقع پیش آئے ہیں، پہلی دفعہ جب بخت نصر (NEBUCHADEZZAR) (۶۰۵-۵۶۴ ق م) بابل کے بادشاہ نے یہودیوں پر ۵۸۶ ق م میں حملہ کیا اور بیت المقدس کو آگ لگادی، جس میں حضرت سلیمانؑ نے توریت کی تختیاں اور آل موسیٰ وآل ہارون کے تبرکات محفوظ کردیئے تھے، اور جو یہودی قتل سے بچ گئے انھیں وہ قید کر کے بابل لے گیا، جہاں وہ پچاس سال تک رہے، اور عزرا نبی نے پانچ پہلے صحیفوں کو جو ''تورۃ'' کہلاتے ہیں، اپنے حافظہ سے دوبارہ لکھوایا اور واقعات کو تاریخی اسلوب میں لکھا، پھر نحمیا نے کتابوں کے دوسرے سلسلہ کا اضافہ کیا اور داؤد کی زبور کو بھی ملحق کیا۔

دوسری بار جب انطیوخوس چہارم (ANTIOCHUS) نے جس کا لقب ابیقانس تھا اور جو یونانی انطاکیہ کا بادشاہ تھا، بیت المقدس پر ۱۶۸ ق م میں حملہ کیا اور صحف مقدسہ کو جلادیا اور توراۃ کی تلاوت اور یہودی شعائر وروایات کو حکماً روک دیا یہود امقابی نے مقدس صحیفوں کو پھر سے جمع اور مرتب کرنا شروع کیا،

www.abulhasanalinadwi.org

اور عہد عتیق میں صحیفوں کے تیسرے سلسلہ کا اضافہ کیا۔

تیسری بار ٹائیٹس (TITUS) (۴۰-۸۱ء) رومن بادشاد نے بیت المقدس پر ۷۰ء میں حملہ کیا اور اس کو ہیکل سلیمانی سمیت برباد کرکے اس کو ویران اور ملبہ میں تبدیل کر دیا اور مقدس صحیفوں پر قبضہ کرکے فتح کی یادگار کے طور پر اپنے رومی دارالحکومت لیتا گیا، اور یہود کو جلاوطن کرکے شہر کے گرد دوسروں کو بسا دیا۔ (۱)

پیغمبروں کے ان صحیفوں اور آسمانی کتابوں کی صحت وحفاظت، اور مطابق اصل ہونے کے بارے میں یہودیوں کا معیار اور نقطۂ نظر، اس معیار اور نقطۂ نظر سے قطعاً مختلف ہے، جو مسلمانوں کا قرآن مجید کے بارے میں ہے، مسلمان قرآن مجید کے ہر لفظ کو کلام الٰہی، منزل من اللہ اور اپنے زمانۂ نزول سے لے کر اس وقت تک محفوظ مانتے ہیں، یہودیوں کے نزدیک ان کتابوں میں ترمیم وکمی بیشی ان کی آسمانی کتابیں ہونے کے منافی نہیں، وہ انبیاء کو ان کا مصنف کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں، مندرجہ ذیل اقتباسات سے یہودیوں کے عقیدہ اور طرز فکر، اور اپنی کتب مقدسہ کے بارے میں نقطۂ نظر کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے، ممتاز ترین یہودی فضلاء اور ماہرین فن کی تیار کی ہوئی یہودی انسائیکلوپیڈیا میں ہے:-

> ''یہودی روایات اگرچہ اس پر مصر ہیں کہ عہد نامہ قدیم انھیں کرداروں کی تصنیف ہے، جو ان میں مذکور ہیں، اور یہ قطعاً مناسب بھی نہیں ہے، مگر انھیں یہ ماننے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ ان میں سے بعض کتابوں میں بعد میں ترمیم واضافہ کیا گیا ہے'' (۲)

---

(۱) مقدس صحیفوں کی تاریخ کی کتابیں اور جیوش انسائیکلوپیڈیا ملاحظہ ہوں، ان حوادث کی طرف صحیفہ نحمیا ومقابین میں بھی اشارے ملتے ہیں۔

(۲) جیوش انسائیکلوپیڈیا ص ۹۳

(VELLNTINES ONE VOLUME GEWISH ENCYCLOPAEDIA LONDON,P.93)

www.abulhasanalinadwi.org

''قدیم یہودی روایات کے مطابق توریت کی پہلی پانچ کتابیں (آخری آٹھ آیات کو چھوڑ کر جن میں موسیٰؑ کی موت کا ذکر ہے) موسیٰؑ کی تصنیف ہیں، لیکن ان صحیفوں کے متعدد تناقض اور اختلافات کی جانب ربی برابر توجہ دیتے اور اپنی خوش تدبیری سے انھیں درست کرتے رہے ہیں۔''(۱)

''اسپنوزا (Spinoza) کا کہنا ہے کہ عہد نامہ قدیم کی پہلی پانچ کتابیں موسیٰؑ کی نہیں عذرا کی تصنیف ہیں''(۲)

''جدید ترین تحقیق نے آخر کار یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ عہد نامہ قدیم کی پہلی پانچ کتابیں کم از کم ۲۸ مختلف سرچشموں سے ماخوذ ہیں (۳)''(۴)

جہاں تک اناجیل اربعہ کا سوال ہے (جو عہد جدید کہی جاتی ہیں) تو ان کا معاملہ ''عہد عتیق'' سے بھی گیا گزرا ہے، اس کی تدوین اور اس کے مولفین کے بارے میں بڑی پیچیدگیاں اور دشواریاں اور شک وشبہ پایا جاتا ہے، ان کے اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ایک بڑی خلیج حائل ہے، جس کا پاٹنا اور جسے عبور کرنا کسی بھی محقق اور مورخ کے امکان میں نہیں، رہ گیا ہے(۵) یہ انجیلیں دینی کونسلوں اور مختلف زمانوں میں برابر تغیر وتبدیل اور اصلاح وترمیم کا نشانہ بنتی رہی ہیں، اس کے علاوہ وہ آسمانی کتابیں اور وحی والہام پر مبنی ہونے کے بجائے

---

(۱) ایضاً جلد ۹ ص ۵۸۹ (۲) ایضاً جلد ۹ ص ۵۹۰ (۳) ایضاً جلد ۹ ص ۵۹۰ (۴) ماخوذ از حواشی تفسیر ماجدی انگریزی (۵) اناجیل اربعہ کے مرتبین کے زمانے کے تعیین ان کی ترتیب زمانی اور ان مآخذ اور سرچشموں کے بارے میں (جن سے صحیفوں کا مواد حاصل کیا گیا) اختلافات معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو۔ پروفیسر ای، او جیمس (E.O.GAMES) پروفیسر تاریخ مذاہب، لندن یونیورسٹی کی فاضلانہ کتاب تاریخ مذاہب (HISTORY OF RELIGIONS) لندن (۱۹۵۶ء) ص ۱۸ تا ۱۸۰

www.abulhasanalinadwi.org

سیر وسوانح اور واقعات وحکایات کی کتابیں زیادہ معلوم ہوتی ہیں، اور اس کی شہادت ہر وہ شخص دے گا، جس کی ان کی تاریخ وادوار پر نظر وسیع اور گہری نظر ہوگی، جن سے یہ کتابیں گذرتی رہی ہیں۔

یہ انجیلیں مسلمانوں کے دوسرے اور تیسرے درجہ کے مجموعہ ہائے حدیث وسنن کا استناد اور اعتماد واعتبار بھی نہیں رکھتیں، چہ جائیکہ وہ صحاح ستہ کے برابر ہوں، اس لئے یہ کتابیں اپنے مولفین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل اور متصل سند اور سلسلہ رکھتی ہیں، مسلمانوں کے نزدیک حدیث صحیح وہ ہے، جو معتبر راویوں کی پوری احتیاط ودیانتداری کے ساتھ سندِ متصل کے ساتھ نقل ہوئی ہو، اور جس کے راویوں اور خود اس روایت میں کوئی عیب اور نقص (علت وشذوذ) نہ ہو، (۱) اس کے برخلاف تمام اناجیل، سند کی تمام قسموں سے خالی ہیں، ان کی ان کے مؤلفین تک کوئی سند متصل نہیں، اور نہ ان کے مؤلفین سے حضرت عیسیٰؑ تک کوئی سند موجود ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہاتھوں میں جو صحیفے ہیں، وہ اب اس زبان میں نہیں ہیں، جن میں وہ نازل ہوئے تھے، اور جسے حضرت مسیح اور ان کی قوم بولتی تھی، بلکہ وہ ایک زبان سے دوسرے زبان میں برابر ترجمہ ہوتے چلے آرہے ہیں، اور مختلف مترجموں کے ہاتھوں ہم تک پہنچے ہیں، اس لئے یہ درحقیقت سیرت وتاریخ کی کتابیں اور قصص ومواعظ کے مجموعے ہیں، اگر انھیں احتراماً مسلمان عوام میں پھیلے ہوئے میلادناموں سے یاد نہ کریں تو انھیں زیادہ سے زیادہ چوتھے نمبر کی کتب حدیث کا درجہ دیا جاسکتا ہے، جن میں صحت وتحقیق کا بلند معیار قائم نہیں رہا، انھیں سب حقائق کے پیش نظر ان صحیفوں اور قرآن کا موازنہ ہی سرے سے غلط ہے،

---

(۱) تفصیلات اور حدیث کی اقسام اور ان کے شرائط کے لئے وہ کتابیں ملاحظہ ہوں جو اصول حدیث واقسام ومصطلحات حدیث پر لکھی گئی ہوں اور ان کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور ناواقفیت پر مبنی ہے، کیونکہ موازنہ اور مقابلہ ایک درجے کی چیزوں میں ہوتا ہے۔
نومسلم فرانسیسی مستشرق موسیو اتیین دینیہ (E..TON DIEN) نے ان اناجیل کے تعارف اور ان کے علمی وتاریخی مقام کی تعیین کرتے ہوئے خوب لکھا ہے کہ:-

''اللہ نے جو انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی اور ان کی قوم کی زبان میں دی تھی، وہ تو کوئی شک نہیں کہ ضائع ہو چکی ہے، اور اب اس کا کوئی نام ونشان بھی نہیں رہ گیا ہے، یا وہ خود تلف ہوگئیں، یا عمداً تلف کردی گئیں، اسی وجہ سے عیسائیوں نے اس کی جگہ چار ''تالیفات'' کو اپنالیا، جن کی صحت اور تاریخی حیثیت مشکوک ہے، کیونکہ یہ یونانی زبان میں ملتی ہیں، جس کا مزاج حضرت عیسیٰؑ کی اصل سامی زبان سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا، اسی لئے ان یونانی انجیلوں کا اپنے اتارنے والے سے رشتہ اور رابطہ یہود کی توراۃ اور عربوں کے قرآن سے کہیں کمزور ہے۔''(۱)

بائبل کے داخلی شہادتیں بھی اس کی صریح تاریخی غلطیوں، واضح تضادات، اور عقلاً محال چیزوں کی طرف اشارے کرتی ہیں، جیسے اس میں اللہ کی طرف ان چیزوں کا انتساب کیا گیا ہے، جو اس کے جلال وکمال کے کسی طرح شایان شان نہیں، اور نہ اس کی ان صفات ہی کے مطابق ہیں جو آسمانی مذاہب میں متفق علیہ ہیں، اور جنھیں عقل سلیم تسلیم کرتی ہیں، اس میں انبیاء پر ایسے اتہام والزام ہیں، جن سے معمولی انسان بھی بری اور برتر ہوتے ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت سے داخلی

(۱) اضواء علی المسیحیہ ۵۲-۵۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

شواہد توراۃ وانجیل میں (جنھیں مجموعی طور پر بائبل (BIBLE) یا کتابِ مقدس (۱) کہا جاتا ہے) الحاق واضافہ اور تبدیلی کی نشان دہی کرتے ہیں۔

یہ ان صحیفوں کا حال ہے، جن کو ان کے ماننے والے ہزاروں برس سے سینوں سے لگائے ہوئے ہیں، اور دنیا کی دو متمدن ترین قومیں (یہودی اور عیسائی) ان کی حلقہ بگوش اور علمبردار ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں نے بھی ان کو اس حد تک تسلیم کیا ہے کہ ان دونوں کو "اہل کتاب" کا لقب اور امتیاز دیا، باقی رہے ہندوستان کے "وید" اور ایران کی "اوستا" تو ان کا زمانہ اتنا قدیم، اور ان کے بارے میں تاریخی معلومات اس قدر کم، اور ان کے اصل مطالب اور حقیقی مقاصد تک پہنچنا اس قدر دشوار ہے، اور ان کے ساتھ بھی ایسے تاریخی حوادث پیش آئے کہ ان کی صحت اور بھی مشکوک، ان کے زمانہ کا تعین اور بھی دشوار، اور ان کے متعلق کچھ کہنا اور بھی مشکل ہو گیا ہے۔

اے بارتھ (A.BARTH) ممبر رائل سوسائٹی برائے ایشیا پیرس (THE SOCIETE, ASIATIQUE OF PARIS) اپنی کتاب "ہندوستانی مذاہب" (THE RELIGIONS OF INDIA)۔ (۲) میں لکھتا ہے:۔

"اگر ہم کچھ الحاقی مواد الگ کردیں، جسے تنقید کے ذریعہ جدا کرنا مشکل نہیں ہے، تو پھر اس صحیفہ کی بحیثیت مجموعی صرف

---

(۱) اپنے موضوع پر منفرد کتاب "اظہار الحق" جو مولانا رحمت اللہ کیرانوی (م۔ ۱۳۰۸ھ و مدفون مکہ مکرمہ) کے قلم سے ہے، ملاحظہ ہو، مصنف نے کتاب مقدس کے ۱۲۲ لفظی اختلافات کی نشان دہی کی ہے۔ اور ۱۰۸ ایسی غلطیاں شمار کی ہیں جن کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔

"اظہار الحق" اصلاً عربی زبان میں ہے، ہمارے فاضل دوست مولانا محمد تقی عثمانی نے اس کا ترجمہ کروایا اور اس پر ایک فاضلانہ مقدمہ لکھا، یہ کتاب کراچی سے "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوگئی ہے۔ (۲) طبع دہلی ۱۹۶۹ء ص ۴-۵

www.abulhasanalinadwi.org

اصل عبارت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کچھ یہ ہے، بس اسی کا دعویٰ بھی کرتا ہے، یعنی نہ تو یہ منجانب خدا ہونے کا مدعی ہے، اور نہ کسی مصنوعی طریقے پر اپنی عمر ہی پوشیدہ رکھتا ہے، اس کی عبارت میں بہ کثرت اضافے اور تحریفات کی گئی ہیں، لیکن یہ سب نیک نیتی کے ساتھ کیا گیا ہے، پھر بھی ان صحیفوں کی عمر کا تعین کرنا یا اندزاہ لگانا بہت مشکل ہے، برہمنا (BRAHMAHAS) وہ حصے جو سب سے بعد میں تحریر کیے گئے ہیں، وہ ہمارے عہد کی ابتدا سے پانچ سو سال سے زیادہ پرانے نہیں ہیں، ویدوں کا بقیہ مواد اس سے بھی قدیم ہے، اس قدر قدیم کہ متعین طور پر اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا، اور اس کی قدیم ترین تحریروں کے بارے میں تو کچھ کہنا بالکل ناممکن ہے۔''

خود ممتاز ہندو فضلاء، اور ہندوستانی ماہرین فن و محققین ان صحیفوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں، اور ان کی بے لاگ تحقیق اور فکر و نظر نے ان کو کس نتیجہ تک پہنچایا ہے اس کا اندازہ ذیل کے دو اقتباسات سے ہوگا۔

مشہور فاضل سریش چندر چکر ورتی (SURESHCHANDRA CHAKRAVARTI) لکچرر کلکتہ یونیورسٹی، اپنی کتاب (PHILOSOPHY OF THE UPANISHADS) میں لکھتے ہیں:

''اس سلسلہ میں دو مختلف نظریات پیش کیے گئے ہیں، ان میں سے ایک کی نمائندگی بال گنگا دھر تلک کرتے ہیں اور دوسرے کی مکس ملر (MAX MULLER) تلک کا خیال ہے کہ ویدوں کے مناجات ۴۵۰۰ سال قبل مسیح وجود میں آئے، جبکہ مکس ملر

www.abulhasanalinadwi.org

(MAX MULLER) رگ وید کو ۲۲۰۰ سال قبل مسیح سے زیادہ قدیم نہیں سمجھتا حالانکہ وہ اس پر متفق ہے کہ رگ وید آریائی فکر وخیال کی قدیم ترین دستاویز ہے رگ وید کی عمر کا تعین کیے بغیر یہ اعتماد کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اگر چہ رگ وید کے مناجات ایک مجموعہ میں منضبط کر دیئے گئے ہیں، لیکن اس کے مختلف حصے ایک ہی زمانے میں تحریر نہیں کیے گئے تھے اور اس لیے ان کی تاریخ تحریر کا تعین کر کے رگ وید کی عمر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، یہ ماننا پڑے گا کہ رگ وید کے اول سے آخر تک تمام مناجات کئی صدیوں میں تصنیف کیے گئے تھے،،(۱)

ویدوں کے بنیادی فکر پر روشنی ڈالتے ہوئے نامور ہندوستانی عالم ڈاکٹر رادھا کرشنن (ہندوستان کے سابق صدر جمہوریہ) اپنی مشہور کتاب ''انڈین فلاسفی'' (INDIAN PHILOSOPHY) جلد دوم میں لکھتے ہیں:

''ویدوں کا پیش کردہ مجموعی فکری تصور نہ تو معین ہے، اور نہ واضح، اور اس وجہ سے مختلف مکاتب فکر اسے مختلف طریقوں سے استعمال کر سکتے ہیں، علاوہ ازیں، ویدوں کی وسعت میں بذات خود اس امر کی پوری گنجائش موجود ہے کہ مصنفین پوری آزادی کے ساتھ اپنے اعتقاد کے مطابق اس سے اپنے حسب منشا سند اخذ کر سکتے ہیں۔''(۲)

رہا ایران قدیم کا مذہبی صحیفہ (اوستا) جس کو پارسی مقدس آسمانی کتاب مانتے ہیں، تو اس کے متعلق ایک ایسے مغربی فاضل کی شہادت پیش کی جاتی ہے،

(۱) کلکتہ ۱۹۳۵ء ص ۲۴-۲۶ (۲) طبع لندن ۱۹۲۷ء ۲۱-۲۲

www.abulhasanalinadwi.org

جس کے مطالعہ کا یہ خاص موضوع رہا ہے۔

رابرٹ ایچ پفائفر (ROBERT.H PFEIFFER) (سابق) صدر شعبہ سامی لسانیات (DEPARTMENT OF SEMITIC LANGUAGES) ہارڈ ورڈ یونیورسٹی این انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن (AN ENCYDLOPEDIA OF RELIGION) (۱) میں لکھتے ہیں:۔

"اہل اوستا (بہ لحاظ روایات) تمام علوم کا مجموعہ تھا۔ اس کا زیادہ حصہ سکندر نے برباد کر دیا اور پھر بچے کھچے اجزاء سے ۲۱ حصوں یا نسک (NASK) پر مشتمل ایک کتاب تیسری صدی عیسوی میں ترتیب دی گئی، لیکن اس میں سے کل ایک جزء یا نسک (NASK) جس کا نام وینڈیداد (VENDIDAD) ہے، پوری طرح باقی بچا ہے، نویں صدی عیسوی کے بعد صرف عبادات سے متعلق کچھ حصہ ہندوستان لے جایا گیا، اور وہاں پانچ حصوں میں پایا جاتا ہے، جن کے نام "یاسنا" (YASNA) بشمول گاتھا (GATHA) ویسپرد (VESPERED) وینڈید (VENDID) اور خورد اوستا (KHORDA AVASTA) ہیں۔"

لیکن قرآن مجید جو اللہ کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے آخری کتاب اور سب کا مصدق ونگراں ہے، اور جس پر انسانیت کی ہدایت، مخلوق کا خالق سے رابطہ اور بعثت محمدی سے قیامت تک دعوت الی اللہ کی ذمہ داری ہے، تو اس کی شان دوسری آسمانی کتابوں سے بالکل مختلف ہے، اور اس کی بات ہی کچھ اور ہے، اللہ

(۱) طبع نیویارک ۱۹۴۵ء ص ۴۹

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت اور ہر قسم کی تحریف وتبدیلی، کمی اور زیادتی سے دور رکھنے کا ذمہ لیا، اور فرمایا ہے:

وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۝ (سورہ حم السجدہ: ۴۱، ۴۲)

''اور یہ تو ایک عالی مرتبہ کتاب ہے، اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے، (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (خدا) کی اتاری ہوئی ہے''۔

اسی طرح سے مسخ ہونے اور کسی ہرزہ کاری کا نشانہ بننے، حافظہ سے نکل جانے اور سینوں سے محو ہو جانے یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جانے سے بھی محفوظ کر دیا گیا ہے، جیسا کہ توراۃ کے بارے میں بارہا پیش آیا، اسی لیے فرمایا:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۝

(سورہ الحجر: ۹)

''بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے، اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں''۔

اس وعدۂ حفاظت میں، قرآن کے حفظ وبقا، اشاعت وفروغ، تلاوت کیے جانے، پڑھے اور سمجھے جانے، متروک واز کار رفتہ، وناقابل عمل، ناقابل فہم اور نقش طاق نسیان ہو جانے کی پوری نفی موجود ہے، اس لئے کہ عربی کا بلیغ لفظ ''حفظ'' بڑے وسیع آفاق اور عمیق معانی رکھتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اس کی اصلیت اور اس کے تمام لوازمات کے ساتھ (جیسا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی) باقی رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ تو اس کے لئے اللہ نے نفوس بشری، فطری اور خارجی اسباب، اور

www.abulhasanalinadwi.org

حوادث عالم کو اس مقصد جلیل کی تکمیل میں لگا دیا، چنانچہ جیسے ہی قرآن کی کوئی آیت زبان نبوت سے نکلتی اور کانوں میں اس کی آواز پڑتی، مسلمان اسے حرز جان بنانے اور دل پر نقش اور حافظہ میں محفوظ کرنے کے لئے پروانہ وار گرتے، اس مسابقت میں اس فطری محبت کو بھی دخل تھا، جو قرآن کی طرف سے ان کے دلوں میں رکھی گئی تھی، اور خود قرآن کے اعجاز و بلاغت اور اس کے الفاظ و تلفظ کی نرمی و حلاوت کے علاوہ حفاظ و حاملین قرآن کے فضائل کی آیات و متواتر (۱) احادیث کو بھی دخل تھا، اس کے علاوہ مسلمانوں کو قرآن سے نماز و عبادت، قانون و احکام، تمدن و معاشرت اور علم و ادب کے مختلف پہلوؤں کے ذریعہ متعلق کر دیا گیا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن سے مسلمانوں کا قلبی تعلق، عشق و وارفتگی کی حد کو پہنچ گیا، اور آغاز اسلام ہی سے ان میں حفاظ کی حیرت انگیز کثرت ہوگئی، چنانچہ واقعۂ بیر معونہ میں جو ۳ھ میں پیش آیا۔ مسلمانوں میں سے ایسے ستر ۷۰ آدمی شہید ہوئے جو قاری یعنی حافظ و عالم کہلاتے تھے۔ (۲)

اور اسی طرح حفاظ کی تعداد، مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے تناسب اور حفظ کی رغبت کے سبب بڑھتی ہی رہی ہے، اور یہ تعجب خیز سلسلہ ہر چھوٹے بڑے شہر اور مسلم معاشرے میں جاری ہے، مسلمان قرآن کو ایک سینہ سے دوسرے سینہ اور ایک زبان سے دوسری زبان کی طرف منتقل کرتے رہتے ہیں، اور وہ اس کے حفظ میں وہ مہارت و کمال، اس کی قرأت اور صحیح پڑھنے اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے، اس کی تلاوت اور اس کے ذریعہ عبادت کا وہ شوق و شغف رکھتے ہیں کہ عام

---

(۱) مثال کے طور پر ملاحظہ ہو "فضائل قرآن" از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ

(۲) البدایہ والنہایہ جلد ۴۔ ص ۷۱ بیر معونہ کی حدیث، حدیث مشہور ہے جسے بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

غیر مسلموں کو اس کا یقین نہیں ہوگا، البتہ وہ غیر مسلم جو کسی اسلامی ماحول میں رہتے اور مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں، ان حفاظ کی تعداد ہر زمانہ میں حد شمار سے باہر رہی ہے، اور اس زمانہ میں تو ان کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشینون اور مسلمانوں کے معاملات کے ذمہ دار لوگوں کو اس طرف الہامی طور پر متوجہ کیا تھا، جنگ یمامہ میں جب کثرت سے حفاظ قرآن شہید ہو گئے، تو انھیں اندیشہ ہوا کہ حفاظ کی شہادت سے قرآن کی بقاء کو (اگر اس کا دار و مدار حافظہ پر ہی رہا) خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، یہ خیال سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو ہوا، جو صحابہ میں مسلمانوں کی مصلحت وضرورت کو سمجھنے میں اولیت رکھتے تھے، اور جن کے دل کی آواز اکثر مقاصد شریعت سے ہم آہنگ ہوتی تھی، چنانچہ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے سامنے جو خلیفۂ وقت تھے، قرآن کو جمع اور قید تحریر میں لانے کی تجویز رکھی جو اس وقت تک چمڑے کے ٹکڑوں، کھجور کی چھالوں اور سنگ سفید کی پتھر کی تختیوں (۱) پر لکھا ہوا، اور لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے حضرت ابو بکرؓ کو شرح صدر عطا فرمایا اور انھوں نے اس کام کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابتؓ کے سپرد کر دی جنھوں نے اسے پورے اہتمام سے نبھایا اور قرآن کو حافظوں کے سینوں اور کاتبین وحی کی تحریروں اور سفینوں سے جمع کیا، اور اس طرح یہ قرآنی صحیفے وجود میں آئے جو لوگوں کے رجوع و اعتماد کا محور رہے، جب خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا اور فتوحات کی کثرت کے سبب قرآن کے حافظ و قاری مختلف ممالک میں پھیل گئے، اور وہاں کے لوگوں نے آنے

---

(۱) عربی میں لخاف کا لفظ آتا ہے جو لخفہ کی جمع ہے اور سفید و پتلے پتھروں کے معنی میں ہے۔ دوسرا لفظ عسب آتا ہے جو عسیب کی جمع ہے، یہ کھجور کی وہ شاخ ہوتی ہے جس پر پتیاں نہیں اگتیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

والے قاریوں اور حافظوں کی قرأت قبول کرلی اور اس طرح قرأت کے مختلف طریقے سامنے آنے لگے، نیز اہل عجم کے کثرت سے مسلمان ہونے سے لب ولہجہ میں فرق ہونے لگا اور صحابہ کو اس سے قرآن میں تحریف وتبدیلی کا اندیشہ ہونے لگا تو حضرت عثمانؓ نے عہد صدیقی کے مختلف صحیفوں کو مآخذ بنا کر قرآن کو قرأت متواترہ کے مطابق لکھنے کا حکم دیدیا اور ہر اسلامی آبادی میں قرآن کا ایک ایک نسخہ فراہم کردیا اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں رکھا، جس کا نام ''الامام'' تھا، قرآن کے انھیں نسخوں کو مشرق ومغرب کے مسلمانوں نے قبول کیا اور اسی پر ان کی نسلیں قائم اور ان کی زبانیں اس کی عادی رہیں، انھوں نے قرآن حفظ کیا، اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت کی اور آج بھی عالم اسلام کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اسی مصحف عثمانی پر اعتماد کیا جاتا ہے، اور ۲۵ھ سے جب یہ آخری ترتیب قائم ہوئی اب تک اس سے اسلامی معاشرہ میں کسی کو نہ اختلاف ہوا اور نہ کسی آثار قدیمہ کے میوزیم اور لائبریری میں کوئی نئی دریافت ہوئی (۱) مسلمانوں کا اس جمع وتدوین کے کام کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک اس قرآن پر اجماع وکمل اتفاق رہا ہے، اور اب تو قرآن تحریف اور حسب مطلب تبدیلی کرنے والوں کی دست برد سے علماء وحفاظ کی کثرت، اور لوگوں کے درمیان اشاعت اور کثرت طبع کے سبب بالکل محفوظ ہوگیا ہے،

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ اعتراف موجود ہے کہ:

''قرآن روئے زمین پر سب کتابوں سے زیادہ

---

(۱) مسٹر ای منگانا سابق استاذ مانچسٹر یونیورسٹی کہتے ہیں ''یورپ کی لائبریریوں میں قرآن کے بہت سے قلمی نسخے ہیں ان میں سب سے پرانا نسخہ دوسری صدی ہجری کا ہے، لیکن ان میں کوئی لفظی اختلاف نہیں البتہ طرز کتابت کا تھوڑا سا اختلاف ہے۔ جو قدیم عربی خط کے عیب کے سبب سے ہے ایسا ہی خیال نولدیک (NOELDEKE) نے انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اتھکس، ص ۵۴۸۔۵۴۹، ج ۱۰ میں ظاہر کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پڑھی جانے والی کتاب ہے''(۱)

مستشرقین اور یورپی محققین جو قرآن کو الہامی کتاب نہیں مانتے جسے بذریعۂ وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہو، وہ بھی مذکورہ بالا خیال سے متفق ہیں، چنانچہ ہم یہاں کچھ مسیحی محققین کے اقوال درج کرتے ہیں، سرولیم میور جو اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے متعلق اپنے تعصب کے لئے مشہور ہیں، جس کے سبب سے ہندوستانی مسلمانوں کی نئی تعلیم کے علمبردار سرسید احمد خاں بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو ان کی کتاب ''لائف آف محمد'' کے جواب میں ''خطبات احمدیہ'' لکھنی پڑی تھی، وہ مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں :

''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے ربع صدی بعد کے اندر ہی ایسے شدید مناقشات اور فرقہ بندیاں پیدا ہوگئیں جن کے نتیجے میں حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے، اور یہ اختلافات آج بھی باقی ہیں، لیکن ان سب فرقوں میں قرآن ایک ہی ہے، ہر زمانہ میں تواتر کے ساتھ ان سبھی فرقوں کا ایک ہی قرآن پڑھنا اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ آج ہمارے سامنے وہی صحیفہ ہے، جو اس بدقسمت خلیفہ کے حکم سے تیار کیا گیا تھا، شاید پوری دنیا میں کوئی دوسری ایسی کتاب نہیں جس کی عبارت بارہ صدیوں تک اس طرح بغیر تبدیلی کے باقی رہی ہو، قرآن میں قرأت کے اختلافات بھی حیرت انگیز طور پر بہت کم تعداد میں ہیں اور یہ بھی ان اعراب کی وجہ سے ہیں، جو بہت بعد کے زمانے میں لگائے گئے تھے،،(۲)

---

(۱) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا عنوان ''محمد''

(۲) SIR WILLIAM MUIR;LIFE OF MOHAMMAD(1912) pXX III XX III

www.abulhasanalinadwi.org

وھیری (WHERRY) اپنی تفسیر قرآن میں لکھتا ہے کہ "تمام قدیم صحیفوں میں قرآن سب سے زیادہ غیر مخلوط اور خالص (PUREST) ہے"(۱)

قرآن کا معروف انگریزی مترجم پامر (PALMER) کہتا ہے:

"حضرت عثمانؓ کا ترتیب دیا ہوا متن اس وقت سے آج تک طے شدہ اور مسلمہ صحیفہ رہا ہے"(۲)

لین پول (LANE POOLE) کہتا ہے:

"قرآن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے، ہر حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں، اس پر یہ اعتماد کر سکتے ہیں، کہ تقریباً تیرہ صدیوں سے غیر مبدل رہا ہے"(۳)

اس حقیقت کے ہوتے ہوئے اسلام میں کسی نئی نبوت کی ضرورت نہیں پڑی جو شک وشبہ کو ختم، حق و باطل کی تمیز اور کسی دروغ گو کے جھوٹ کا پردہ چاک کرے، اور نہ کسی اور کتاب کی ضرورت واقع ہوئی جو منسوخ کتاب کی جگہ لے، جو تحریفات اور زیادتی کا نشانہ بن چکی تھیں۔

کسی نئے نبی کی آمد سے متعلق قرآن خاموش ہے

یہ ابدی کتاب، جو حق کو باطل سے الگ کرنے والی اور بذات خود حقیقت کی میزان اور لوگوں کے لئے واضح اعلان و بیان ہے، اور جس نے اصول دینی میں سے کسی اصل کو نظر انداز نہیں کیا ہے، اور جس پر دین دنیا کی فلاح، اور سعادت

---

(۱) کمنٹری آف دی قرآن ج ۱ ص ۳۴۹ COMMANTA OF THE QURAN

(۲) THE QURAN INTRODUCTION P.70

(۳) SELECTION FROM THE KORAN P.C. (یہ شہادتیں اور اقتباسات مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی انگریزی تفسیر سے ماخوذ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ونجات موقوف ہے، کسی نئے نبی کی آمد کی اطلاع سے بالکل خاموش ہے، جب کہ یہ ایسا اہم معاملہ تھا کہ سکوت تو درکنار کسی گول مول اور مبہم بات کا بھی کوئی موقع نہ تھا، جو کتاب علامات قیامت کی بہت سی جزئیات اور اخیر زمانہ کے حوادث جیسے دخان (۱) دابہ (۲) یاجوج وماجوج (۳) کا ذکر کرتی ہے، وہ اس نبی کا ذکر کیوں نہ کرتی جو اس امت یا کسی امت میں مبعوث ہونے والا تھا، اور اس کے لئے عقول واذہان کو مانوس اور آمادہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کرتی (جو ہر نئی چیز سے بھاگتے اور بدکتے اور فرائض وذمہ داریوں سے پیچھا چھڑاتے ہیں) تاکہ وہ اسے خوش آمدید کہیں، اس کی دعوت قبول کریں، اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں، اس کے علاوہ قرآن وسنت کا دنیا وآخرت کے نفع کی طرف انتہائی توجہ واہتمام کرنا اور نقصان رساں اور اللہ کے غضب کو بلانے والی چیزوں سے سختی سے روکنا اور اس کی شدید خواہش کہ مسلمان راہ راست پر رہیں، اور اپنے دین کو پیش آنے والے چیلنج (جو عقیدہ کو فاسد اور ان کے ایمان کو غارت کرے) مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں، چنانچہ مسیحؑ ودجال کے بارے میں روایتوں اور اس آزمائش کے بیان سے احادیث کے مجموعے بھرے ہوئے ہیں، تو کیا خدائے عزوجل کی نازل کردہ کتاب اور اس نبی سے جس کے بارہ میں قرآن کہتا ہے کہ:

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ

---

(۱) يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ . يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ .

(الدخان ۱۰-۱۱)

(۲) وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ (النمل: ۸۲)

(۳) حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ

(الانبیاء ۹۶)

www.abulhasanalinadwi.org

رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۞ (سورہ التوبہ: ۱۲۸)

"تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں، اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں"۔

اس کی توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی امت کو تاریکی اور دھند لکے اور تباہ کن جہالت وحیرت کی حالت میں چھوڑ دے اور اس بڑے حادثہ اور عظیم واقعہ (نبوت جدیدہ) کی خبر نہ دے جو ان چیزوں سے کہیں مہتم بالشان تھی، جنھیں زبان نبوت نے ذکر کیا، اور سنت کے ذخیرے جن کی تفصیلات سے پر ہیں۔

ختم نبوت کے بارے میں صریح وصحیح متواتر احادیث

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قرآن کے بیانات ہی پر اکتفا نہیں کیا، جو اس دین کے مکمل ہونے اور آپ پر سلسلۂ نبوت کے ختم ہونے کے بارہ میں اس طرح آئے ہیں کہ عربی سے واقف شخص کے لئے کسی شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتے، جو فساد ذوق بدنیتی اور فتنہ پردازی کا شکار نہ ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے اس حقیقت کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں چھوڑی، اور نہ اس سے زیادہ شرح وتفصیل کا تصور ہو سکتا ہے۔

اس کے لئے آپ نے نہات بلیغ اور دلنشین مثالیں دیں، حدیث کی کتابیں ان روایات سے (جن کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری

---

(۱) محدث زمانہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب "عقیدۃ الاسلام" میں لکھا ہے کہ "ختم نبوت کے بارے میں دو سو حدیثیں ہیں" (ص ۳۱۸) اور مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی کتاب "ختم نبوت" میں ایسی ہی ۲۱۰ حدیثیں نقل کی ہیں، اور یہ تعداد اور بھی بڑھ سکتی ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے ص پر)

www.abulhasanalinadwi.org

رسول اور نبی ہیں) بھری پڑی ہیں (۱) ہم یہاں صرف پانچ حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں، جو صحاح میں وارد ہوئی ہیں تا کہ دیدۂ بینا رکھنے والوں کے سامنے یہ حقیقت جلوۂ صبح کی طرح روشن ہو جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه، لا نبی بعدی وسيكون خلفاء (۱)

''بنی اسرائیل کے نبی ان کے حاکم بھی ہوتے تھے اور جب کوئی نبی وفات پاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی لے لیتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، بلکہ میرے خلفاء ہوں گے''۔

قال النبی صلی الله عليه وسلم ان مثلی ومثل الانبياء من قبلی كمثل رجل بنی بيتاً فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية، فجعل الناس يطوفون به يعجبون له، ويقولون، هلا وضعت هذه اللبنة، فأنا اللبنة وانا خاتم النبيين (۲)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور میرے پہلے کے انبیاء

(بقیہ حاشیہ ص گزشتہ) مولانا محمود حسن خاں ٹونکی (متوفی ۱۳۶۶ھ) مصنف "معجم المصنفین" نے اپنی کتاب "معيار السنه لختم النبوة" میں احادیث اور علماء متکلمین وصوفیہ واہل اصول کے اقوال کا تفصیلی جائزہ لیا ہے، یہ کتاب اس موضوع کی ان چند بہترین کتابوں میں سے ہے جو ہمارے نظر سے گزریں

(۱) صحیح بخاری کتاب المناقب باب ماذکر من بنی اسرائیل و مسلم (کتاب الامارہ) مسند احمد، ابن ماجہ ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری (کتاب المناقب باب خاتم النبیین) اسے مسلم، احمد، ترمذی، ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک خوبصورت گھر بنایا لیکن اس کے ایک کونے کی ایک اینٹ چھوڑ دی اور لوگ اسے گھوم گھوم کر دیکھتے، تعجب کرتے اور کہتے ہیں کہ یہاں پر یہ اینٹ کیوں چھوڑ دی گئی، تو میں وہی اینٹ اور خاتم النبیین ہوں"۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم، ونصرت بالرعب، واحلت لى الغنائم، وجعلت لى الارض مسجداً وظهوراً، وارسلت الى الخلق كافة، وختم بى النبيون، (١)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اور انبیاء پر چھ چیزوں کے ذریعہ فضیلت دی گئی ہے، مجھے جامع کلمے عطا ہوئے ہیں، رعب وہیبت سے میری مدد کی گئی ہے، مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا ہے، اور زمین کو میرے لئے عبادت گاہ اور پاک کرنے والی چیز بنایا گیا ہے، میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلہ انبیاء کو مکمل کر دیا گیا"۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى(٢)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رسالت ونبوت منقطع ہوگئی تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی"۔

---

(١) مسلم ترمذی، ابن ماجہ

(٢) ترمذی نے کتاب الرؤیا میں روایت کی ہے اور صحیح حدیث کہا ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ امام احمد نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عن جبير بن مطعم ان النبي صلى الله على وسلم قال انا محمد انا احمد وانا الماحى الذى يمحو الله به الكفر وانا الحاشر الذى يحشر الناس على عقبى وانا العاقب الذى ليس بعده نبى،(۱)

''جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، اور میں محو کرنے والا ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو محو کرے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو میرے بعد حشر کے موقع پر اٹھائے گا اور میں عاقب (بعد والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں''۔

صحابہ کرام اور ملت اسلامیہ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم نبوت پر اجماع اور دعوئ نبوت سے ان کی نفرت

ان واضح اور محکم آیات اور صحیح وصریح متواتر حدیثوں کے پیش نظر صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے، اور ان کا اجماع قوی ترین شرعی دلائل میں سے ہے، کہ نبی ﷺ کے بعد نبوت ختم ہوگئی، اور اب کوئی نبی، (نبوت کے کسی بھی مفہوم میں) آنے والا نہیں، صحابہؓ اس لفظ کے مفہوم کو سب سے بہتر طور پر سمجھتے تھے، اسی لیے مسیلمہ کذاب کے خلاف قتال کرنے اور اسے کافر و مرتد قرار دینے پر بلا استثناء ان کا ہر فرد متفق تھا، حالانکہ مسیلمہ بھی نبوت محمدی کا اقرار کرتا تھا، اور اذان میں اشہدان محمد الرسول اللہ کہتا

(۱) بخاری ومسلم وابونعیم (فی الدلائل)

(۲) تاریخ طبری ج ۳، ص ۲۴۴۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور کہلواتا تھا(۲) اسی طرح قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر عمل کو فرض کہتا تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کی من مانی تفسیر، اور الہام کا دعویٰ بھی کرتا تھا، اور کہتا تھا کہ نبوت محمدی میں اسے بھی شریک بنایا گیا ہے، اس طرح اس ضمنی نبوت کا دروازہ کھولنے والا تھا، جو شریعت محمدی کی تابع ہے، اور بعد کے زمانوں کے مدعیان نبوت گویا اسی کے متبع تھے، وہ یمامہ کی جنگ میں مارا گیا جس میں بارہ سو منتخب مسلمان شہید ہوئے، جیسا کہ حضرت خالد بن ولید کے نام حضرت ابو بکرؓ کے خط میں ذکر ہے، (۱) اسی طرح اسود عنسی بھی جس نے عہد نبوی میں نبوت کا دعوی کیا تھا، اسی زمانہ میں قتل کیا گیا،

پھر ہر عہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انقطاع نبوت پر اجماع رہا، اور یہ کہ مدعی نبوت دین سے خروج کرنے والا اور مسلمانوں سے الگ راستہ بنانے والا ہے، (۲) یہ عقیدہ عالم اسلام میں ہر دور میں معروف و مشہور رہا، اور مسلمانوں کے ان دینی عقائد کا ایک جزء بن گیا جنھیں وہ دل وجان سے عزیز رکھتے ہیں، اور نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے آئے ہیں، اور اس کے اثر سے مسلمانوں کی ذہنیت وطبیعت دعوائے نبوت کے سننے کی بھی روادار نہ تھی، (۳) اسی لئے مسلم معاشرہ میں

---

(۱) تاریخ طبری ج ۳، ص ۲۵۴

(۲) قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''الشفاء'' میں اس پر اجماع نقل کیا اور تفصیلاً لکھا ہے (الشفاء جلد ۲، ص ۲۷۰-۲۷۱) اور علامہ شہرستانی (م ۵۴۸ھ) نے ''الملل والنحل جلد ۳، ص ۲۴۹)، علامہ ابن نجیم (م ۹۷۰) نے ''الاشباہ والنظائر'' ص ۱۷۹، ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۶ھ) نے ''شرح فقہ اکبر'' ص ۲۰۲۔ اور اکابر صوفیہ میں امام عبد الوہاب شعرانی نے کتاب ''الیواقیت والجواہر'' ص ۳۵ میں اس پر اجماع نقل کیا ہے اور مسلمانوں کے معتبر علماء میں سے اگر کسی عالم سے اس کے برعکس نقل ہے تو وہ اس پر افتراء ہے یا اس کی کتاب میں الحاق وتحریف ہے، یا اس کی کسی عبارت کو سیاق وسباق سے الگ کرکے پیش کیا گیا ہے، یا اس کی اصل مراد (بالارادہ یا بلا ارادہ) غلط سمجھی گئی ہے۔

(۳) مدعیان نبوت کے ناموں کو تاریخ نے محفوظ کر دیا ہے، اور مسلمانوں نے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

متنبیوں کی تعدا عالم اسلامی کی وسعت، دین کے فہم اور دین کے قلیل علم اور مسلمانوں کی بھاری تعدار کو دیکھتے ہوئے کچھ زیادہ نہیں، پھر جب یہ بات بھی پیش نظر رکھی جائے کہ تاریخ اسلام میں بہت سے دور ذہنی، سیاسی اور اخلاقی اعتبار سے بڑے انتشار اور اضطراب کے گزرے ہیں، ذاتی اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے (مسلمانوں کی دینی افتادطبع کو دیکھتے ہوئے) دعویٰ نبوت ایک مختصر راستہ، اور جادو کا اثر رکھنے والا نعرہ تھا، تعداد کی اس قلت پر اور بھی تعجب ہوتا ہے، اس کے برخلاف امم سابقہ کی تاریخ میں جغرافیائی رقبہ کے محدود ہونے اور پیروان مذہب کی قلیل تعداد کے باوجود، مدعیان نبوت کی بڑی تعداد نظر آتی ہے۔(۱)

پھر جن لوگوں نے مسلمانوں میں نبوت کا دعوی کیا انھوں نے کوئی خاص کامیابی نہیں حاصل کی، اور نہ اپنے پیرؤوں کی کوئی معتد بہ تعداد بنا سکے، جس کا مسلمانوں کی جہالت اور مدعیان نبوت کی چالاکی وذہانت کی وجہ سے قوی اندیشہ تھا، صحیح احادیث میں قیامت تک پیدا ہونے والے مدعیان نبوت کی تعداد ستر سے زیادہ بیان نہیں کی گئی۔

یہ تعداد بھی امتداد زمانہ، امت کی وسعت، جہالت کی کثرت، اور عقائد کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے بہت کم ہے، اور یہ مسلمانوں کے ذہن میں ختم نبوت کے عقیدہ کے راسخ ہونے اور ان کے رگ وریشہ میں سما جانے کا اور ان واضح آیات اور صریح ومتواتر ومشہور احادیث کا نتیجہ ہے، جو ختم نبوت کا اعلان کرتی ہیں۔ ۞ ۞

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ان کے نام متنبی (جھوٹا نبی) رکھ چھوڑا ہے اور اس طرح یہ فضیحت وبدنامی ان کے نام کا جزء بن گئی ہے۔ حتیٰ کہ تاریخ نے عربی کے مشہور ترین شاعر کو بھی نہیں بخشا جو اپنے زمانے کا ملک الشعراء اور امام ادب تھا، اور جس کا نام ابوالطیب احمد بن الحسین الکندی تھا، (م ۳۵۴ھ) چنانچہ "متنبی" کے لقب نے اس کے نام کو گم کردیا ہے، اور اب اس کو ادبی و درسی حلقوں میں، بلکہ عوام وخواص میں اسی نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ (۱) اس پر آئندہ مضمون میں مستقل گفتگو آئے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

آٹھواں خطبہ

ختم نبوت

(۲)

ختم نبوت انسانیت کے لئے عزت ورحمت ہے

جب انسانیت سن بلوغ کو پہنچ گئی تو حکمت الٰہی نے ختم نبوت کا اشارہ دے دیا، اب انسانیت اپنے اس تنگ دائرہ سے نکل چکی تھی، جس میں وہ متعدد تاریخی اسباب کی بنا پر صدیوں سے رہ رہی تھی، اب وہ علم وتمدن باہمی تعارف، عالمی وحدت اور تسخیر کائنات کے مرحلہ میں داخل ہو رہی تھی، اور اس کی امید پیدا ہوگئی تھی کہ وہ جغرافی تقسیم اور سیاسی اختلافات پر قابو حاصل کر لے گی، قبیلہ اور خاندان، قوم ووطن کے بجائے اب وہ کائنات وسیع انسانیت، عالمگیر ہدایت، اور مشترک علم وفن کے مفہوم سے آشنا ہو رہی تھی، سارے قرائن وشواہد بتا رہے تھے کہ اب انسانیت کی سعادت وفلاح اس بات پر موقوف ہے کہ وہ اپنی زندگی کی بنیاد، اس وحی پر رکھے جو خدا کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکی، اور اس عقیدہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

شریعت پر کار بند ہو۔ ان اصول وکلیات اوران احکام وحدود کی پابند ہو جو اس آسمانی صحیفے نے عطا کیں ہیں، جو صحف سابقہ کا مہیمن ونگراں اور اللہ کی آخری کتاب ہے، اب اسی کتاب اللہ کی روشنی اور رہنمائی میں چلنے زندگی کی گاڑی کو آگے بڑھانے ، اور زندگی کے میدان عمل میں طبعی قوتوں، قدرتی وسائل، عقل مومن وقلب سلیم اور بامقصد جدوجہد سے کام لینے پر منحصر ہے۔

زمانہ ماضی میں، انسانوں کو ان مدعیان نبوت کے ہاتھوں جو الہامات اور بشارتوں یا کشف وکرامات کے نام سے خدا کا فرستادہ ہونے کا دعوی کرتے تھے، اور لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے، بڑی زحمتوں کا سامنا، اور بڑے انتشار وتشتت کا شکار ہونا پڑتا تھا، ان کے دعوی کی جانچ اور ان کے فتنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے اور دوسروں کو بچانے میں ان کا بڑا قیمتی وقت، اور بڑی کارآمد قوتیں اور صلاحیتیں ضائع ہوئی تھیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی نبی برحق کی آمد دنیا کا کوئی معمولی واقعہ نہیں، پیغمبر کی بعثت ودعوت، کسی سیاسی قائد یا قومی رہنما، بانی سلطنت یا مصلح اور ریفارمر کے ظہور کے مرادف نہیں، جس کا انکار یا مخالفت، یا بے تعلقی اور غیر جانبداری، سنگین نتائج اور عذاب الٰہی کی موجب نہیں ہوتی، دنیا میں ایسے قائد ورہنما اور داعی و مصلح پیدا ہوتے رہتے ہیں، اور ان کا انکار کرنے، یا ان سے مستفید نہ ہونے سے غیرت الٰہی کو حرکت اور نظام عالم میں کوئی برہمی نہیں پیدا ہوتی، انبیاءؑ کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے، نبوت حق وباطل کا فیصلہ کرنے والی، امت پر اللہ کی حجت قائم اور تمام کرنے والی ہوتی ہے، قرآن پر نظر رکھنے والے لوگ، جانتے ہیں کہ سابق امتوں کی ہلاکت، محض کفر اور عقائد واعمال واخلاق کے فساد کے سبب نہ تھی، بلکہ نبی مبعوث کی تکذیب، اس کا مذاق اڑانے اور اس کی اہانت کرنے کے سبب سے ہوئی قرآن نے

www.abulhasanalinadwi.org

ان قوموں کی اپنے نبی کے خلاف جرأت وجسارت، استہزا اور اہانت اور ایذاء وشقاوت کے قصے بڑی تفصیل اور تکرار کے ساتھ سنائے ہیں۔

اس سلسلہ کی آیات کا استقصاء واحاطہ دشوار ہے ہم یہاں چند آیتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۔ (سورہ المومن:۵)

"اور ہر امت نے اپنے پیغمبر کے بارے میں یہی قصد کیا کہ اس کو پکڑ لیں اور بیہودہ (شبہات سے) جھگڑتے رہے کہ اس سے حق کو زائل کردیں تو میں نے ان کو پکڑ لیا (سو دیکھ لو) میرا عذاب کیسا ہوا۔"

كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُم بَعْضًا وَّجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ

(سورہ المومنون:۴۴)

"جب کسی امت کے پاس اس کا پیغمبر آتا تھا تو وہ اسے جھٹلا دیتے تھے تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے (ہلاک کرتے اور ان پر عذاب) لاتے رہے اور ان کے افسانے بناتے رہے، پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت"۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۔ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۔ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔ (سورہ المومنون:۳۹،۴۰،۴۱)

www.abulhasanalinadwi.org

’’پیغمبر نے کہا اے پروردگار انھوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے، تو میری مدد کر فرمایا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں پشیمان ہو کر رہ جائیں گے، تو ان کو (وعدہ) برحق کے مطابق زور کی آواز نے آن پکڑا تو ہم نے ان کو کوڑا کرڈالا، پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے۔‘‘

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔

(سورہ الانعام: ۱۰-الانبیاء: ۴۱)

’’اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں، سو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے، ان کو تمسخر کی سزا نے آگھیرا۔‘‘

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۔

(سورہ الرعد: ۳۲)

’’اور تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں، تو ہم نے کافروں کو مہلت دی پھر پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) ہمارا عذاب کیسا تھا۔‘‘

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۔

(سورہ ص: ۱۴)

’’(ان) سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو میرا عذاب (ان پر) آواقع ہوا۔‘‘

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۔

www.abulhasanalinadwi.org

(سورہ الشعراء:۲۰۸)

''اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لئے نصیحت

کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے۔''

سلسلۂ نبوت کے خاتمہ سے انسانی صلاحیتیں اور قوتیں اس خطرہ سے محفوظ ہوگئیں، کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ اور دور کے فاصلہ پر ایک نئے نبی یا دعوت کا ظہور ہوا اور وہ سارے ضروری کام چھوڑ کر اس کی حقیقت معلوم کرنے، اور اس کی تصدیق وتکذیب کا فیصلہ کرنے میں لگ جائیں، اس طرح محدود انسانی قوت کو اس روز روز کی مشغولیت اور آزمائش سے بچا لیا گیا، اگر سلسلہ نبوت قائم اور مزید قوانین اور جدید تعلیمات وہدایات کے حصول کے لئے زمین کا آسمان سے رشتہ باقی رہتا، اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد کوئی نبی یہ دعویٰ لے کر اٹھتا رہتا کہ اللہ اس سے خطاب کرتا ہے، اس کی طرف وحی آتی ہے، اور وہ تبلیغ رسالت پر مامور کیا گیا ہے، وہ اپنے منکرین کو کافر قرار دیتا اور ان سے خوفناک جنگیں کرتا، جس میں مطلق کسی رعایت اور فرق واستثناء کی گنجائش نہ ہوتی، اور دنیا میں پھیلی ہوئی امت میں سے کاٹ کر سیکڑوں، یا ہزاروں یا چند لاکھ افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی امت بنا لیا کرتا، اس طرح ہر تھوڑی مدت بعد اور اس وسیع دنیا کے کسی نہ کسی مقام پر پیدا ہونے والے مدعیان نبوت کے بارے میں لوگ فیصلوں ہی میں الجھ کر رہ جاتے، ان مدعیان نبوت میں کچھ دماغی مریض اور مخبوط الحواس ہوتے، کچھ پیشہ ور اور دکاندار قسم کے، کچھ ہوشیار لوگوں اور حکومتوں کے اغراض کے آلہ کار، کچھ علم کی کمی اور عبادت ومجاہدہ کی کثرت کے سبب سے تلبیسات شیطانی اور فریب نفس کے شکار، یہ سب قسمیں ان مدعیوں میں پائی گئیں ہیں، جن کا ازمنہ سابقہ میں ظہور ہوا، اور عقل انسانی، زندگی کا وسیع تجربہ، نفسیات انسانی کا وسیع مطالعہ، سیاسیات اور حکومتوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

وسیع مقاصد کا علم اب بھی ان کو بعید از قیاس اور ناممکن قرار نہیں دیتا، بلکہ علم جدید اور وسیع تجربہ کی روشنی میں ان کو سمجھنا اور آسان ہو گیا ہے۔

اگلے مذاہب میں مدعیان نبوت کی کثرت، عقیدہ کی سلامتی اور دین کی وحدت کے لئے خطرہ شدید

عہد عتیق (توراۃ) کا مطالعہ یہ واضح طور پر بتاتا ہے کہ بہت سے طالع آزما، جاہ پرست، اور دینی قیادت کے حریص لوگوں نے نبوت والہام اور عالم غیب سے براہ راست ربط واتصال کے دعوے کئے اور اس سلسلہ میں جھوٹے سچے خوابوں کو بطور دلیل پیش کیا، جس نے یہودی معاشرہ میں شدید انتشار پیدا کر دیا، چنانچہ خود بنی اسرائیل کے صحیفوں میں اس کے خلاف بار بار آگاہی دی گئی، اور ان مدعیان کاذب کی طرف سے ہوشیار و خبردار کیا گیا، ہم یہاں چند اقتباسات پر اکتفا کریں گے:

> ’’خداوند فرماتا ہے، دیکھ میں ان کا مخالف ہوں، جو جھوٹے خوابوں کو نبوت کہتے ہیں، اور بیان کرتے ہیں، اور انہی جھوٹی باتوں سے اور لاف زنی سے میرے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، لیکن نہ میں نے ان کو بھیجا نہ حکم دیا، اس لئے ان لوگوں کو ان سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔‘‘ (۱)

> ’’پس تم اپنے نبیوں اور غیب دانوں اور خواب بینوں اور شگونیوں اور جادوگروں کی نہ سنو، جو تم سے کہتے ہیں کہ تم شاہ بابل کی خدمت گزاری نہ کرو گے کیونکہ وہ تم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں، تاکہ تم کو تمہارے ملک سے —— آوارہ کریں

(۱) ارمیا باب ۲۳: آیت ۳۲، ۳۳

www.abulhasanalinadwi.org

اور میں تم کو خارج کردوں اور تم ہلاک ہو جاؤ۔" (۱)

"اور میں نے معلوم کرلیا کہ خدا نے اس کو نہیں بھیجا تھا، لیکن اس نے میرے خلاف پیشگوئی کی بلکہ سمبلط اور طوبیاہ نے اسے اجرت پر رکھا تھا، اور اس کو اس لئے اجرت پر رکھا تھا تاکہ میں ڈر جاؤں اور ایسا کام کرکے خطا کروں۔" (۲)

"اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا، کہ اے آدم زاد، اسرائیل کے نبی جو نبوت کرتے ہیں، ان کے خلاف نبوت کر، اور جو اپنے دل سے بات بنا کر نبوت کرتے ہیں، ان سے کہہ خداوند کا کلام سنو، خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ احمق نبیوں پر افسوس جو اپنی ہی روح کی پیروی کرتے ہیں، اور انھوں نے کچھ نہیں دیکھا" (۳)

"ملک میں ایک حیرت افزا اور ہولناک بات ہوئی، نبی جھوٹی نبوت کرتے ہیں، اور کاہن ان کے وسیلہ سے حکم رانی کرتے ہیں، اور میرے لوگ ایسی حالت کو پسند کرتے ہیں تم لوگ آخر میں کیا کروگے۔" (۴)

"کیونکہ رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ وہ نبی جو تمہارے درمیان ہیں، اور تمہارے غیب داں تم کو گمراہ نہ کریں اور اپنے خواب بینوں کو جو تمہارے ہی کہنے سے خواب دیکھتے ہیں نہ مانو کیونکہ وہ میرا نام لے کر تم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں میں نے ان کو نہیں بھیجا۔" (۵)

---

(۱) ایضاً باب ۲۷: آیت ۹، ۱۰ (۲) نحمیا باب ۶: آیت ۱۲، ۱۳ (۳) حزقی ایل باب ۱۳: ۱، ۲، ۳

(۴) ارمیا باب ۵: آیت ۳۰، ۳۱ (۵) ارمیا باب ۲۹: آیت ۸، ۹

www.abulhasanalinadwi.org

یہود کے تاریخی مآخذ سے پتہ چلتا ہے کہ ان ''متنبیوں'' کا سلسلہ ''عہد نامہ قدیم'' کی تدوین کے بعد بھی جاری رہا، اور خاص طور پر اس کی کثرت اس معاشرے میں ہوئی، جس میں یہودی مظلومیت اور جبر وتعدی کا شکار رہے، چنانچہ یہودی معاشرہ ایسے ''نجات دہندہ'' کے انتظار میں رہنے لگا، جو اسے اس شرمناک حالت سے نکالے، اس کے دشمن سے بدلہ لے اور اس کا کھویا ہوا وقار واعتبار بحال کرے، معاشرہ کے زخمی اور ٹوٹے ہوئے دل اور غم وغصہ کے جذبات سے ذہین وناخداترس اور بے دین لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور ان کو اپنے ذاتی مفاد اور سیاسی اغراض کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا، وہ اپنی ملت کے سامنے بشارتوں اور غیب دانی کے دعوؤں کے ساتھ آگئے، اور نئی نبوت کا جھنڈا بلند کیا، اس نے ان مایوس طبیعتوں پر جادو کا کام کیا، جو ایک طویل عرصہ سے قائم رہنے والے حالات سے تنگ آچکی تھیں، اور اس طرح ان کے ماننے والوں کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوگئی، عقائد کا اختلاف بڑھ گیا، بدعتوں کی کثرت ہوگئی، اور نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے، اس صورت حال نے اصل یہودی تعلیمات کے لئے ایک بڑا خطرہ پیدا کردیا اور غیرت وحمیت رکھنے والوں کو چونکا دیا، البرٹ، ایم، ہائمسن (ALBERT.M.HYAMSON) امریکی برطانی جیوش ہسٹاریکل سوسائٹی کا ممبر ''انسائیکلوپیڈیا مذہب واخلاق'' میں لکھتا ہے:-

> ''یہودی حکومت کی آزادی سلب ہوجانے کے بعد پچھلی چند نسلوں تک بہت سے خودساختہ مسیحاؤں کا ذکر یہود کی تاریخ میں ملتا ہے، جلاوطنی کے تاریک ترین زمانوں میں امید اور خوشخبری کے یہ پیغامبر، خودساختہ قائدین کے حیثیت سے یہود کو ان کے وطن، جہاں سے ان کے آباء واجداد نکال باہر کئے

www.abulhasanalinadwi.org

گئے تھے، واپس لے جانے کی امیدیں دلاتے رہتے تھے، اکثر اوقات اور خصوصاً قدیم زمانہ میں ایسے مسیح ان مقامات پر اور ایسے زمانہ میں پیدا ہوتے تھے، جہاں یہود پر ظلم وستم انتہا کو پہنچ جاتا تھا، اور اس کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہو جاتے تھے، اس قسم کی تحریکیں عموماً سیاسی نوعیت کی حامل ہوا کرتی تھیں، خصوصاً بعد کے زمانے میں تو تقریباً ہر تحریک کا یہی رنگ تھا، اگرچہ یہ تحریکیں مذہبی عنصر سے کم ہی عاری ہوا کرتی تھیں، لیکن اکثر ان کے بانی بدعات کو فروغ دے کر اپنی سیادت کا دائرہ اور اثر ورسوخ بڑھانے کی کوشش کرتے تھے، جس کے نتیجہ میں یہودیت کی اصل تعلیمات کو بہت نقصان پہنچتا تھا، نئے نئے فرقے جنم لیتے اور پھر بالآخر عیسائیت یا اسلام میں ضم ہو جاتے تھے۔" (۱)

جھوٹی نبوتوں کا یہ سلسلہ شخصی، جماعتی، اقتصادی وسیاسی مصالح اور محرکات کے ساتھ حضرت مسیحؑ کے بعد تک جاری رہا، یہاں عہد نامہ جدید کی چند شہادتیں پیش کی جاتی ہیں، جو مدعیان نبوت کی کثرت اور ان کے مفاسد کی نشاندہی کرتی ہیں:

"انہی دنوں میں چند نبی یروشلم سے انطاکیہ میں آئے، ان میں ایک نے جس کا نام اگبُس تھا، کھڑے ہو کر روح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام دنیا میں بڑا کال پڑے گا اور کلودیُس کے عہد میں واقع ہوگا۔" (۲)

"اور جب ہم وہاں بہت روز رہے تو اگبُس نامی ایک نبی یہودیہ سے آیا اس نے ہمارے پاس آ کر پولس کا کمر بند لیا

(۱) انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس ج ۸ ص ۵۸۸ (ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICS)
(۲) اعمال باب ۱۱: آیت ۲۷، ۲۸

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر کہا روح القدس یوں فرماتا ہے کہ جس شخص کا یہ کمر بند ہے، اس کو یہودی یروشلم میں اسی طرح باندھیں گے اور غیر قوموں کے ہاتھ میں حوالہ کریں گے''(۱)

''جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو، جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں، مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔''(۲)

''لیکن جو کرتا ہوں وہی کرتا رہوں گا، تاکہ موقع ڈھونڈھنے والوں کو موقع نہ دوں، بلکہ جس بات پر وہ فخر کرتے ہیں، اس میں ہم ہی جیسے نکلیں، کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول اور دغا بازی سے کام کرنے والے ہیں، اور اپنے آپ کو مسیح کے رسولوں کے ہم شکل بنالیتے ہیں۔''(۳)

اے عزیزو! ہر ایک روح کا یقین نہ کرو، بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں، کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔''(۴)

''اس سے پہلے شمعون نام کا ایک شخص اس شہر میں جادوگری کرتا تھا اور سامریہ کے لوگوں کو حیران رکھتا، اور یہ کہتا تھا کہ میں بھی کوئی بڑا شخص ہوں، اور چھوٹے سے بڑے تک سب اس کی طرف متوجہ ہوتے اور کہتے تھے کہ یہ شخص خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں''(۵)

''اور اس تمام ٹاپو میں ہوتے ہوئے پافس تک پہنچے

(۱) اعمال باب ۲۱: آیت ۱۰، ۱۱ (۲) انجیل متی باب ۷: آیت ۱۵

(۳) کرنتھیوں کے نام دوسرا خط (باب ۱۱: آیت ۱۲) (۴) یوحنا باب ۴ (۵) اعمال باب ۸: آیت ۹

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں انھیں ایک یہودی جادوگر اور جھوٹا نبی بریسوع نام ملا۔" (۱)

"خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کردے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے، اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔" (۲)

باب ۷ کے مذکورہ ارشاد کے ساتھ یہ بھی فرمایا:

"کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں"۔ (۳)

"کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول اور دغابازی سے کام کرنے والے ہیں، اور اپنے کو مسیح کے رسولوں کے ہم شکل بنالیتے ہیں، اور کچھ عجب نہیں کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتہ کا ہم شکل بنالیتا ہے۔" (۴)

عہد مسیح میں مدعیان نبوت، کاہنوں اور ہدایت ربانی کے براہ راست حاصل ہونے کے دعویداروں کے بارے میں، ہم یہاں اس موضوع کے ایک ماہر خصوصی مسیحی فاضل کی شہادت نقل کریں گے، جس سے مسیحی علماء کی (اخیر دور میں ان مدعیان نبوت کی کثرت پر) تشویش اور سلامتی عقیدہ، وحدت دین اور پرامن زندگی کی خاطر فکرمندی ظاہر ہوتی ہے۔ ایڈون ناکس مٹکل (EDWIN KNOXMIT CHELL) ہارٹ فورڈ (HART FORD) کے مدرسہ دینیات میں یونانی، رومی اور مشرقی کلیسا کی تاریخ کے پروفیسر لکھتے ہیں:-

"ان جھوٹے نبیوں کے ظہور نے جو ماورائی حکمت

(۱) ایضاً باب ۱۳: آیت ۶ (۲) متی باب ۲۴: آیت ۴، ۵ (۳) متی باب ۷: آیت ۱۶

(۴) کرنتھیوں کے نام خط باب ۱۱: آیت ۱۳، ۱۴

www.abulhasanalinadwi.org

(SUPERIOR WISDOM) کے مدعی ہوتے تھے، بہت جلد بے اعتمادی پیدا کردی، اورکلیساؤں اوران کے رہنماؤں کو اس خطرہ کا احساس دلایا جوان کی فلاح وبہبود کے گرد منڈلا رہا تھا، تاہم ابھی کوئی ایسا تادیبی طریقہ وجود میں نہیں آیا تھا، جو جانا پہچانا بھی ہو، اوران مکاروں کا زور بھی ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، جنھیں یہ دعویٰ تھا کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے اوران پر بذریعہ وحی اپنے رازہائے سربستہ منکشف کرتا ہے، ابھی تک کوئی ایسا معیار نہیں دریافت ہو پایا تھا، جس کے ذریعہ ان مدعیان روحانیت کی صداقت کا امتحان لیا جاسکتا، ایسے معیار کا دریافت ہونا قطعاً ضروری تھا، اوراگر یہ دریافت نہ بھی ہوتا تو بھی کلیسا اس کی تخلیق کرکے رہتا تاکہ اس کے ذریعہ مذہب کو بنیادی اصولوں میں انتشار اور زندگی کو الحاد کے راستے پر جاپڑنے سے بچاسکے، اوراس طرح خود اپنی حفاظت کا انتظام کرسکے۔"

ہرموپاسٹر (HERMOPASTOR) کی تصنیف (MAND) اور اگنشیس (IGNATUOS) کی تصانیف جھوٹے نبیوں اور معلموں کے خلاف انتباہات سے مملو ہیں، ڈائی ڈک (DIDACHE) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہانت کو ابھی تک آزادی حاصل تھی بلکہ شام یا مصر میں تو اسے خاصی شہرت بھی حاصل تھی، اگرچہ وہ اکثر جعلی ہوتی تھی، اورمردود ومسترد قرار پاتی تھی، بہرحال اب اس کی زندگی کے آخری دن تھے، کیونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

جلد ہی اس کے نصیب میں بھی وہی عمومی بداعتمادی اور مخالفت آنے والی تھی، جس سے ان تمام اشخاص کو سابقہ پڑا تھا، جو اپنے حق میں ماورائی حکمت سے سرفراز ہونے کے دعوی میں نہایت غلو سے کام لے رہے تھے، عارفین (GNOSTICS) اور مارسین (MARCION) کے متبعین کے اپنے اپنے نبی اور اپنے اپنے کلیسا تھے، اور بعض اوقات ان میں امتیاز کرنا ناممکن ہو جاتا تھا، مونٹانزم (MONTANISM) کی تحریک بعض پہلوؤں سے پیغمبریت کو ہوا دینے والی تھی (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دعویٰ نبوت کا سیلاب پھٹ پڑا ہے) یہ ایک ایسی سعی کے مرادف تھا جس کا مقصد عیسائیت سے متعلق ان ابتدائی حالات کا احیاء تھا، جن میں ہر مومن اپنی باطنی صلاحیتوں کے عطیۂ خداوندی کے اجاگر کرنے میں آزاد تھا۔

رفتہ رفتہ کلیساؤں نے دفاعی پوزیشن اختیار کرلی اور جلد ہی اس نتیجہ پر پہنچے کہ حوارئین کے ورثہ کو برقرار رکھنے کے لئے تعاون کیا جائے، اس طرح کہانت پر تحذیری ریکارڈ کے ذریعہ پابندی لگائی گئی، الغرض تمام ناپائیدار اور بے ضابطہ روحانی صلاحیتوں کا وہی انجام ہوتا ہے جو کہانت کا ہوا، لاف وگزاف، معجزات وشفائے امراض کا زور کم ہوتا گیا اور دوسری صدی عیسوی کے اختتام تک ان سب (بشمول کہانت) کی عنان کلیسا کے باضابطہ عہدہ داروں کے ہاتھ میں آگئی۔'' (۱)

(۱) انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈ اتھکس ص ۳۸۳، ۳۸۲ (طبع ۱۹۳۹ء)

www.abulhasanalinadwi.org

ختم نبوت دین کامل کا لازمی نتیجہ ہے

ختم نبوت اس دین کامل کا لازمی اور منطقی نتیجہ اور تقاضا تھا، جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے، اور جو عقائد وقوانین، اخلاقی واجتماعی تعلیمات کے لحاظ سے ہر طرح مکمل، اور ان صالح اور صحیح بنیادوں پر قائم تھا، جن پر ہر زمانہ اور ہر مقام پر صالح معاشرہ اور صحت مند تہذیب قائم ہوتی ہے، اور فرد اپنی مطلوبہ تکمیل اور معاشرہ معراج ترقی وکمال پر پہنچتا ہے، اور اس فطری رفتار میں بغیر کسی قسم کی دقت وطوالت کے اپنے اعلیٰ مقاصد، کمال انسانی اور دین ودنیا کی جامعیت تک پہنچ جاتا ہے، اس کے ساتھ ہی قانون شریعت میں وہ کسی کمی، زندگی کے کارواں سے بچھڑ جانے اور فطرت کے جائز مطالبات کی تکمیل میں ناکامی کا شائبہ بھی نہیں پاتا، بلکہ شریعت اسلامی کو ہر زمانہ سے آگے اور صنعت الٰہی اور حکمت خداوندی کا ایک محیر العقول نمونہ پاتا ہے۔

کائنات کا مطالعہ اور اس وسیع دنیا میں سنت اللہ کا علم اور قوموں کے ماضی وحال کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ کے یہاں نہ اسراف ہے، نہ کوتاہی، بلکہ اس کے یہاں ہر چیز ایک خاص مقدار سے بنی ہے، اور وہ اشیائے کائنات کو بھی ایک انداز کے مطابق پیدا کرتا ہے، ہم کسی گوشہ میں جو کمی بیشی اور افراط وتفریط دیکھتے ہیں، وہ ہماری نظر کا قصور، ہمارے ناکافی علم کی دلیل ہے، کائنات اور عالم طبعی کے مقابلہ میں، عالم امر وتشریع باریک بینی ونزاکت اور تناسب وتوازن کا زیادہ مستحق ہے، اس لئے کہ وہ غایت مقصود ہے اور کائنات اور عالم خلق وسیلہ اور ذریعہ ـــــ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے اختتام کی کوئی نقلی دلیل نہ ہوتی، جب بھی نبوت محمدی کے بعد کسی نبوت جدیدہ کے ذریعہ انسانوں

www.abulhasanalinadwi.org

کی آزمائش بالکل ایک غیر ضروری چیز، اور ہماری اس جانی پہچانی ہوئی سنت اللہ کے خلاف ہوتی، جو مخلوقات اور اس کائنات کے ہر گوشے میں روز ازل سے کارفرما رہی ہے۔

دین اسلام کی زندگی وتازگی اور اس کی مردم خیزی کی صلاحیت

امت یا انسانوں کے کسی فرد کے لئے کسی بھی زمانہ میں یہ عذر نہیں ہوسکتا کہ وہ مراتب یقین، قرب ووصول، رضا ومقبولیت، رجوع وانابت، تزکیۂ نفس اور تہذیب اخلاق کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا، البتہ اس کے اسباب دوسرے ہوسکتے ہیں، جیسے ضعفِ ارادہ وکم ہمتی، مادیت اور خواہشات کی پیروی، یا قرآن وحدیث سے ناواقفیت وغیرہ، ورنہ یہ دین تو زندگی، قوت وجدت سے پُر اور تمام دنیوی واخروی سعادتوں کا جامع ہے، جس پر محنت وعزم واخلاص کے ساتھ عمل کے ذریعہ کوئی بھی انسان، قرب وبلندی اور کمال کے ان اعلیٰ درجات تک پہنچ سکتا ہے، جن کے اوپر صرف نبوت کا مقام ہے۔

ہمارے سامنے اس کی کھلی دلیل خدا کی یہ معجزانہ اور ابدی کتاب ہے، جو قوت وحیات سے لبریز ہے، اور جس کی تازگی اور شگفتگی میں نہ کوئی فرق پڑتا ہے، نہ اس کے عجائبات اور کرشمہ جات کی کوئی انتہا ہے، اور ''نماز'' بھی جو قوت وحیات سے بھرپور ہے ایسی ہی چیز ہے، جو اللہ سے تعلق اور اس تک وصول اور ولایت ومحبوبیت کے منازل تک پہنچانے میں دین کے شعبوں میں بھی اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتی اور ان دونوں چیزوں کے ذریعہ ہر زمانہ میں اس امت کے مخلص اور صاحب عزیمت افراد، ایمان ویقین، علم ومعارفت، ربانیت وروحانیت، قرب ولایت کے

www.abulhasanalinadwi.org

اس مقام تک پہنچتے رہے ہیں، جہاں از کیاء کی ذکاوت وذہانت اور عقلاء وحکماء کے قیاس کی بھی رسائی نہیں، اور ایسے لوگوں کی تعداد حد شمار سے باہر رہی ہے۔

دین کے یہ دونوں سرچشمے اس امت کے افراد اور اس کی نسلوں کو برابر قوت نمو، حیات ونشاط اور خالص روحانیت سے سیراب وشاداب کرتے رہے ہیں اور ان کے ذریعہ یہ امت کسی نئی نبوت اور بعثت سے بے نیاز ہو کر اپنی زندگی کے ہر دور اور تاریخ کے ہر مرحلہ میں خدا پرستانہ زندگی گزارتی اور قرآن ونماز سے قلب وروح کی تقویت پاتی رہی اور اپنے زمانہ کی طرف ہدایت ورہنمائی کا ہاتھ بڑھاتی رہی ہے، اسی لئے اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ ؕ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ (۱)

''اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین (پسند کیا) اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو)

(۱) (سورہ الحج: ۷۸) یہ مضمون مصنف کی کتاب ''ارکان اربعہ'' سے ماخوذ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تا کہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلہ
میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کے (دین کی رسّی)
کو پکڑے رہو وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب
مددگار ہے"۔

پھر خود اس دین میں ہر مخالفِ دین چیز کے خلاف ابھارنے والی ایک عجیب قوت پوشیدہ ہے، جو ہر بے راہ روی اور انسانیت اور باقی ماندہ خیر و صلاح کو ضائع اور تلف کرنے والی قوت کے خلاف بغاوت برپا کرتی ہے۔ اور باطل کے چیلنج کا جواب دینے اور شر و فساد کی قوتوں اور فساد و الحاد کے داعیوں سے لڑنے، دینی معیار کو برقرار رکھنے اخلاقی نظام کو کنٹرول کرنے، جابر بادشاہوں کے سامنے جان کا خطرہ مول لے کر کلمۂ حق کہنے، منفعتوں اور لذتوں کے ہم رنگ زمین دام سے بچنے، بدعات و خرافات، فتنوں اور گمراہیوں پر نکیر کرنے پر آمادہ کرتی ہے، خواہ اس میں جان و مال کا کتنا ہی خسارہ اور جسمانی تکلیف و اذیت کا کیسا ہی خطرہ کیوں نہ ہو، چنانچہ یہ کتاب مسلمانوں کو برابر عدل پر قائم رہنے اور اپنے اور اپنے والدین و اقرباء تک کے خلاف سچی گواہی دینے اور انھیں نیکی و تقویٰ سے تعاون اور گناہ و سرکشی سے عدم تعاون، جہاد فی سبیل اللہ، ملامت گروں کی ملامت سے بے پروائی، معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے، اللہ اور اللہ والوں کا دوست بننے شیطان اور اس کے اتباع و انصار سے لڑنے، دین کو دنیا کے بدلہ نہ فروخت کرنے، اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینے کی تلقین کرتی رہی ہے، اسی طرح صریح، صحیح اور قطعی حدیثیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے اور حسب استطاعت ہاتھ، زبان اور قلب سے جہاد کو واجب قرار دیتی ہیں، اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کو ترک کرنے والے اور خدا کے دشمنوں، دین میں تحریف کرنے والوں اور بدعتیوں سے موالات

www.abulhasanalinadwi.org

اور مصالحت کرنے والوں کو وعید سناتی ہیں، اور اس قسم کی حدیثیں تواتر اور شہرتِ عام کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں، اللہ کی کتاب دنیا کے ہر مقام اور تاریخ کے ہر موڑ پر ایسے لوگ پیدا کرتی رہی ہے، جو جہاد و اجتہاد کا علم بلند کیے رہے، اور دعوت و اصلاح کی تحریکوں کی قیادت کرتے اور نتائج و انجام کی پرواہ کیے بغیر حق و باطل کے معرکوں میں اترتے رہے ہیں:-

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۔ (سورہ الاحزاب:۲۳)

''تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نظر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔''

یہی وہ کتاب ہے جس نے مسلمانوں کو فساد و ضلالت کے دھاروں میں بہنے اور جاہلیت اور بے اعتدالی کا ساتھ دینے سے روکے رکھا، کمزوروں میں نئی روح پھونک دی اور سوئی ہوئی ہمتوں اور بجھے ہوئے دلوں میں بھی ایمان اور غیرت وحمیت کے شعلے بھڑکا دیئے۔

تاریخ اسلام میں اصلاح وتجدید کی تحریکوں کا تسلسل اور اس کا راز

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام کے اس طویل اور پُر آشوب تاریخ میں کوئی قلیل سے قلیل رت ایسی نہیں پائی جاتی جب اسلام کی حقیقی دعوت بالکل بند ہو گئی ہو، حقیقتِ اسلام بالکل پردہ میں چھپ گئی ہو، اُمتِ اسلامیہ کا ضمیر بالکل بے حس ہو گیا ہو، اور تمام عالم اسلام پر بالکل اندھیرا چھا گیا ہو، یہ تاریخی واقعہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ جب کبھی اسلام کے لئے کوئی فتنہ نمودار ہوا، اس کی تحریف اور اس کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی یا اس کو غلط طریقہ پر پیش کیا گیا، مادیت کا کوئی سخت حملہ ہوا، کوئی طاقت ور شخصیت ایسی ضرور میدان میں آ گئی جس نے اس فتنہ کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا، اور اس کو میدان سے ہٹا دیا، بہت سی دعوتیں اور تحریکیں ایسی ہیں، جو اپنے وقت میں بڑی طاقت ور تھیں، لیکن آج ان کا وجود صرف کتابوں میں رہ گیا ہے ان کی حقیقت کا سمجھنا بھی آج مشکل ہے، کتنے آدمی ہیں، جو قدریت، جہمیت، اعتزال، خلق قرآن، وحدت الوجود اور اکبر کے دین الٰہی، کی حقیقت اور تفصیلات سے واقف ہیں؟ حالانکہ یہ اپنے اپنے وقت کے بڑے اہم عقائد و مذاہب تھے، ان میں سے بعض کی پشت پر بڑی بڑی سلطنتیں تھیں، اور اپنے زمانے کے بعض بڑے ذہین اور لائق اشخاص ان کے داعی اور علمبردار تھے، لیکن بالآخر حقیقتِ اسلام نے ان پر فتح پائی اور کچھ عرصہ کے بعد یہ زندہ تحریکیں اور "سرکاری مذہب" علمی مباحث بن کر رہ گئے، جو صرف علم کلام اور تاریخ و عقائد کی کتابوں میں محفوظ ہیں، دین کی حفاظت کی یہ جدوجہد، تجدید و انقلاب کی کوشش اور دعوت و اصلاح کا یہ سلسلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی اسلام کی تاریخ اور ایسا ہی مسلسل ہے جیسی مسلمانوں کی زندگی۔(۱)

احساس ذمہ داری اور باطل کا مقابلہ کرنے کے عزم و قوت پر عقیدۂ بقائے نبوت کا اثر

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ اسلام میں جہاد و تجدید و اجتہاد، صحیح اقدار و معیار کو بازیافت کرنے، دین کو اس کے صحیح رُخ پر ڈالنے، ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور

---

(۱) تاریخ دعوت و عزیمت جلد اول ص ۲۲،۲۳

www.abulhasanalinadwi.org

مظلوم کا ساتھ دینے کی روایت کے تسلسل میں امت اور خاص طور پر علماء کا اپنے آپ کو، حق وانصاف کی بحالی کا ذمہ دار سمجھنے، عدل کے معیاروں کو برقرار رکھنے، معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے اور دین خالص کی دعوت دینے کو بڑا دخل ہے، امت اس کام کے لئے کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے اور آسمان سے براہِ راست رابطہ رکھنے والی کسی غیبی قوت کی نہ کبھی منتظر رہی اور نہ اس سلسلہ میں اس نے کسی پر اسرار شخصیت کے ظہور یا ماوراء عقل وقیاس واقعہ کے انتظار میں سعی وعمل کو ترک کیا۔

لیکن جن اسلامی اور غیر اسلامی قوموں اور جماعتوں کا عقیدہ دوسرا تھا، انھوں نے اپنے آپ کو باطل اور شر کی طاقتوں سے لڑنے، حق وانصاف کو قائم کرنے کا ذمہ دار اور مکلّف ہی نہیں سمجھا اور وہ صدیوں تک خواب وخیال اور آرزوؤں اور تمناؤں کی دنیا میں پڑی رہیں، بدترین حالات سے سمجھوتہ کرتی رہیں، اور کاہلی وبے فکری کی زندگی گزارتی رہیں، اور اس کے نتیجہ میں ان کی تاریخ میں تجدید واصلاح کی تحریک بہت کمزور پڑگئی اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی آوازیں بہت پست ہوگئیں، ان اقوام کی تاریخ کا جاننے والا، اس خلا کے راز کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے، (جو محض کوئی اتفاقی واقعہ نہیں) لیکن اس کی وجہ اس طبقہ کے کسی پراسرار اور مقدس شخصیت پر اس حد سے بڑھے ہوئے اعتماد میں مضمر ہے، جو ان کے خیال میں، علم اسرار ورموز، کسی پوشیدہ امانت کی حامل اور خالقِ کائنات وجناب رسالت مآبؐ سے وہ ربطِ نہاں رکھتی ہے، جو کوئی دوسرا نہیں رکھتا، وہ شخصیت ایک مناسب وقت پر اور ہنگامی حالات میں دنیا کے سامنے آجائے گی۔(۱)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک نئے نبی یا متعدد جدید انبیاء کا قضیہ، بقائے

(۱) اس عقیدہ اور انتظار کی بہترین مثال فرقۂ امامیہ کا ''امام غائب'' کے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

www.abulhasanalinadwi.org

نبوت، نزولِ وحی اور خدا سے ہم کلامی و مخاطبت کے باقی رہنے کا عقیدہ، جس پر بعض مدعیان نبوت نے اپنی نبوت کی بنیاد رکھی، اور اپنے دعویٰ کی صداقت کے سلسلہ میں انھوں نے جس سے استدلال کیا، بڑی باریکیوں اور نزاکتوں کا حامل ہے، اس کا عقل و دماغ پر گہرا اثر پڑنا قدرتی ہے یہ عقیدہ دین و شریعت کی دائمی صلاحیت اور اس کی ابدیت پر سے اعتماد اُٹھا دیتا ہے، اور اپنی ذاتی صلاحیت و طاقت اور محنت و جانفشانی سے کام لینے کے جذبہ کو کمزور کر دیتا ہے، اس کے ماسوا اس عقیدہ سے یہ عظیم فتنہ پیدا ہوتا ہے کہ امت، دجّالوں، جعل سازوں شعبدہ بازوں کا تختۂ مشق اور ان کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ جاتی ہے۔

"ختم نبوت" ملت اسلامیہ کے لئے اللہ کی رحمت اور احسان و عنایت ہے

اس امت پر اللہ کا ایک عظیم احسان و انعام اور اس کی خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرمانے سے پہلے ہی، یہ کھلا اور برملا اعلان کر دینا تھا، کہ نبوت کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام ہو گیا، اور دین اور خدا کی نعمتِ عظیم کو پائۂ تکمیل تک پہنچا دیا گیا، اب نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ ملتِ اسلامیہ کے بعد کوئی ملّت ہوگی، یہ وہ نعمت تھی، جس پر یہود

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بارہ میں عقیدہ ہے، جو سلسلۂ ائمہ میں بارہویں امام ہیں، ان کے بارہ میں ان کا خیال ہے کہ وہ اپنی آمد سے زمین کو ظلم و جور سے پاک کر کے عدل سے بھر دیں گے، ان کا نام محمد المہدی ہے، اور وہ (امام حسن عسکری کے صاحبزادہ ہیں) وہ بغداد میں ۲۵۵ھ میں پیداء ہوئے تھے، اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ سامرّا کے ایک تہ خانہ میں داخل ہوئے، لیکن واپس نہیں لوٹے لیکن وہ اب تک زندہ و سلامت ہیں، ملاحظہ ہو "اصل الشیعه و اصولها" (مصنفہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء ص ۲، ۱۰۹)

www.abulhasanalinadwi.org

کے علماء و عقلاء کو رشک ہوا تھا، جو یہودیوں میں مدعیان نبوت کی لائی ہوئی مصیبت، فکری انتشار، عقائد کے اختلاف، مذہبی کشمکش اور جماعتی افتراق کی تاریخ سے بخوبی واقف تھے، چنانچہ حدیث صحیح ہے:-

"ایک یہودی عالم نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں، جو اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی، تو ہم اس دن کو ایک مستقل تہوار اور جشن کا دن بنا لیتے، حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ" اُس پر حضرت عمرؓ نے کہا، مجھے وہ دن بھی خوب معلوم ہے، اور وہ گھڑی بھی اچھی طرح یاد ہے، جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، وہ جمعہ کا دن اور یوم عرفہ کی شام تھی۔(۱)

یہ روایت اس نعمت کی عظمت وجلالت کو بتاتی ہے، جس پر یہود کے علماء کو بھی رشک آیا اور مسلمانوں کو انھوں نے حسد کی نگاہ سے دیکھا، اسی کے ساتھ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ادیان سابقہ اس اعلان وضمانت سے خالی ہیں، اور ان کو اس اعجاز و اعتماد کی وہ دولت حاصل نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے امت اسلامیہ کو سرفراز کیا، جو ایک فطری امر تھا، اس لئے کہ وہ مذاہب نشو ونما کے ابتدائی مراحل سے گذر رہے تھے، اور اس کے ساتھ نسل انسانی بھی انقلاب وتغیر کی منزلوں کو طے کر رہی تھی، اور آخری رسالت کی خلعتِ فاخرہ (جو کسی بلند وبالا شخصیت کے لئے اور بڑے محتاط اندازے اور ناپ سے بنی تھی) ابھی اتری نہ تھی، اس خلعت سے اللہ

---

(۱) بخاری، صحاح وسنن مسند احمدؒ، الفاظ مسند احمد کے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ نے بالآخر آخری رسول اور خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا، اور اس کے ذریعہ اس امت کو عزت دی جو آخری اور بہترین امت ہے۔

ختم نبوت، فکری انارکی سے نجات

عقیدۂ ختم نبوت نے اس دین کو مبتدعین کے غلو، متنبیوں اور مدعیوں کے فتنے اور اس امت کو فکری و دینی انتشار اور اس انارکی سے برابر بچایا ہے، جس کا اقوام و مذاہب شکار رہے ہیں، اسی عقیدہ کے بدولت یہ دین اور یہ امت اس قابل ہو سکی کہ خفیہ سازشوں کا مقابلہ کر سکے، سخت ترین جھٹکوں کو سہ سکے، اور دین و عقیدہ کے سلسلہ میں ایک وحدت بن کر صدیوں برقرار رہے، ورنہ یہ ''امت واحدہ'' مختلف و متعدد امتوں میں بٹ کر رہ جاتی جس میں سے ہر ایک کا نقطۂ نظر مختلف روحانی مرکز اور علمی و ثقافتی مآخذ جدا، اور ہر ایک کی تاریخ جداگانہ ہوتی۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تمدن پر احسان

اس عقیدہ نے جہاں انسان میں اپنے سن بلوغ کو پہنچنے کا احساس و شعور پیدا کیا وہیں اس نے اسے تمدن کی دوڑ میں آگے بڑھنے اور روزمرہ کی زندگی میں علم و تجربہ پر اعتماد کرنا بھی سکھایا، اس لئے کہ آج دنیا کو اس کی فرصت و ضرورت نہیں کہ اب وہ پھر کسی نئی آسمانی وحی کے لئے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتی رہے، اب اس کی ضرورت یہ ہے کہ اس کائنات کے ذخیروں اور صلاحیتوں کے بارے میں سوچے جنھیں اللہ نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ انسان انھیں اپنے کام میں لائے، اور ان سے اپنی ضرورتیں پوری کرے، اسی طرح اسے آج اس کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے بارے میں سوچے اور ایک اچھی زندگی کی تعمیر کے لئے زمین کی طرف دیکھے

www.abulhasanalinadwi.org

جو دین و اخلاق کی بنیادوں پر قائم ہو، ختم نبوت کا عقیدہ انسان میں مہم جوئی اور ترقی کا جذبہ پیدا کرتا، اس سے اپنی صلاحیتوں سے کام لینا سکھاتا، اور اس کی محنت اور جدوجہد کی جولانگاہ بھی فراہم کرتا ہے۔

اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا تو انسان اپنے اوپر اعتماد کو کھو بیٹھتا اور ایک مسلسل تذبذب کا شکار رہتا، اور بجائے زمین کی طرف دیکھنے کے اپنی نگاہیں آسمان ہی سے لگائے رہتا، اسی کے ساتھ وہ اپنے مستقبل کی طرف سے بھی مسلسل تذبذب اور بے یقینی کی حالت میں رہتا، اس کے گرد شک وشبہ کی فضا قائم رہتی اور وہ برابر مدعیان نبوت کی ابلہ فریبی کا شکار ہوتا رہتا، اور جب کبھی کوئی مدعی نبوت اس سے یہ کہتا کہ انسانیت کا چمن اب تک نامکمل اور غیر آراستہ تھا، میں نے آکر اس کی چمن بندی اور آراستگی کی (۱) تو وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوجاتا کہ جب یہ چمن اب تک نامکمل تھا تو مستقبل میں بھی اس کی تکمیل کی کیا ضمانت دی جاسکتی ہے؟

اور اس طرح ہر مرحلہ پر انسان اس شخصیت کا انتظار کرتا جو گلشن انسانیت کی تکمیل وتزئین کرتی، اور اس انتظار کے سبب نہ وہ اس کے پھولوں اور پھلوں سے لطف اندوز ہوسکتا اور نہ اسے سیراب وشاداب کرنے کی فکر کرتا۔

علامہ اقبالؒ نے اپنی کتاب ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' میں بہت صحیح فرمایا ہے:

> ''اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی لہٰذا
> اس کا خاتمہ ضروری ہوگیا اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان
> ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کرسکتا، اس کے شعور ذات کی

---

(۱) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا شعر ہے۔

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک   میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

www.abulhasanalinadwi.org

تکمیل ہوگی ،تو یوں ہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل و تجربہ پر زور دیا، عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لئے کہ ان سب کے اندر یہی نقطہ مضمر ہے، کیونکہ یہ سب تصور خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔'' (۱)

مدعیان نبوت کا فتنۂ عظیم

تاریخ اسلام اور مسلمان، مدعیان نبوت کے فتنہ سے زیادہ کسی بڑے اور نازک فتنہ سے دور چار نہیں ہوئے، لیکن اکثر ایسے مدعیوں کو کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہوئی، وہ حباب کی طرح اٹھے اور بیٹھ گئے، لیکن برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں دعویٰ نبوت کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی ((۱۸۴۰ـ۱۹۰۸ء) کا معاملہ بعض سیاسی وجوہ سے مختلف ہے۔ (۲)

دنیا میں مکالمت و مخاطبت الٰہی اور رویت باری کا فتنہ

اسلامی اور غیر اسلامی، فلسفۂ تصوف کی تاریخ پر جن لوگوں کی گہری نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ عالم غیب سے ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ تعلق قائم کرنے کی کوشش اور نامعلوم آوازوں کو ندائے غیب والہام سمجھنا اور ان کی بنا پر دعوے اور دعوت کی بنیاد رکھنا، ہمیشہ سے اوہام و مغالطہ اور انتشار و تضاد کا دروازہ کھولتا رہا ہے

(۱) تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ترجمہ سید نذیر نیازی (ص ۱۹۳ـ۱۹۴ـ لاہور ۱۹۵۸ء)
(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مصنف کی کتاب ''قادیانیت''

www.abulhasanalinadwi.org

جس کے ذریعہ ارادی یا غیر ارادی طور پر بڑی بڑی گمراہیاں راہ پاتی رہی ہیں، ان آوازوں کا سرچشمہ کبھی نفس انسانی کبھی ماحول، اور کبھی وسوسۂ شیطانی ہوتا ہے (۱) ان میں کبھی خود اپنی خواہشات وتخیلات، کبھی عادات و مالوفات تعلیم وتربیت، رسم ورواج اور گردوپیش میں پھیلے ہوئے مشہورات ومسلمات، اور عقائد وخیالات کی کار فرمائی اور جلوہ گری ہوتی ہے، جن کے ماحول میں اور جن کے زیر اثر اس صاحب الہام یا صاحب کشف کا نشو ونما ہوا تھا، اور وہ اس کے تحت الشعور میں جاگزیں ہوگئے تھے، جو لوگ اس راہ کے نشیب وفراز سے واقف ہیں، اور جن کو اس کا علمی تجربہ ہے، ان کا کہنا ہے کہ الہام وکشف میں عادات ومعتقدات کے اثر سے بالکلیہ آزاد ہونا اور ان کا اثر مطلق قبول نہ کرنا اور ان غیبی چیزوں کے اخذ کے وقت ماحول

(۱) اس امکان کی طرف علامہ اقبال نے جو عصر جدید میں فلسفہ کے عمیق النظر عالم اور رمز شناس تھے بڑا بلیغ اشارہ کیا ہے، انھوں نے لکھا ہے:۔

> ''میں یہ ضرور کہوں گا کہ بانی احمدیت نے ایک آواز سنی، لیکن اس امر کا تصفیہ کہ یہ آواز اس خدا کی طرف سے تھی جس کے ہاتھ میں زندگی اور طاقت ہے، یا لوگوں کے روحانی افلاس سے پیدا ہوئی، اس تحریک کی نوعیت پر منحصر ہونا چاہئے، جو اس آواز کی آفریدہ ہے، اور ان افکار وجذبات پر بھی جو اس آواز نے اپنے سننے والے میں پیدا کئے۔''

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

> ''پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنھوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے، زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے'' (حرف اقبال ص ۱۵۷۔۱۵۸)

اس مفہوم کو علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں زیادہ بلیغ انداز سے ادا کیا ہے، فرماتے ہیں۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

www.abulhasanalinadwi.org

سے متاثر نہ ہونا تقریباً ناممکن ہے۔(۱)

جو شخص بھی ہدایت ونجات وکمال ایمان کے لیے ان مکالمات الٰہیہ اور مخاطبت ربانیہ یا رویت باری(۲) کو شرط بتاتا اور اس پر کسی نئی نبوت یا دعوت کی بنیاد رکھتا ہے، وہ ایک غیر لازم چیز کو لازم قرار دیتا اور اس دین پر (جو تمام انسانوں کے

---

(۱) اس مضمون کو امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۴ھ۔۱۶۲۴ء) نے اپنے مکاتیب میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور جا بجا بلیغ اشارات فرمائے ہیں، جو ذاتی تجربہ اور گہری واقفیت پر مبنی ہیں، ان کے نزدیک عقل خالص اور کشف خالص دونوں نہایت نادر الوقوع اور نادر الوجود چیزیں ہیں عجیب توارد اور حیرت انگیز بات ہے کہ ان سے تقریباً دو سو سال بعد مشہور جرمن فلسفی امینول کانٹ (Emmanual Kant) نے عقل کے خالص اور مجرد ہونے اور اس کی ماحول ورثہ اور عادات ومعتقدات سے آزاد ہوکر بے لاگ فیصلہ کرنے کی صلاحیت میں بہت شک وشبہ کا اظہار کیا ہے، ملاحظہ ہو اس کی کتاب ''تنقید عقل خالص''(Critque of Pure Reason) مجدد صاحب نے اس سے ایک قدم آگے بڑھا کر کشف خالص اور الہام خالص کے مشکل ونادر الوجود ہونے پر بھی روشنی ڈالی ہے، اس لئے کہ وہ اس کوچہ سے بھی آشنا بلکہ اس کے رہ نوردوں رہنما رہے ہیں (ملاحظہ ہو مکتوب ۱ ص ۲۶۶ بنام خواجہ عبداللہ وخواجہ عبیداللہ فرزندان حضرت خواجہ باقی باللہ)

(۲) جیسا کہ سید محمد بن یوسف حسینی جونپوری (۸۴۷۔۹۱۰ھ) امام فرقہ مہدویہ نے دعویٰ کیا کہ انسان اگر اس دنیا میں دیدار الٰہی سے مشرف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو قلب یا چشم سر سے خواب یا بیداری میں نہ دیکھے تو مومن نہیں، اس خیال نے دسویں صدی ہجری کے مسلم معاشرہ میں جو ہندوستان کے مشرق سے افغانستان کے مغرب تک پھیلا ہوا تھا، ایک انتشار پیدا کردیا، اور عام مسلمانوں علماء وسلاطین کے لئے سب سے بڑا موضوع بحث بن گیا، حالانکہ سید ممدوح صدق وعزیمت میں پایہ بلند رکھتے تھے، بڑے قوی الاستعداد، صاحب تاثیر بزرگ تھے، دعوت الی اللہ، ہجرت فی سبیل اللہ، ایثار وزہد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ان کے زمانہ میں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے، لیکن ان کو کشف والہام کے سلسلہ میں مغالطہ ہوا، اور انھوں نے اپنے بارے میں کھلے طریقہ پر دعویٰ کیا کہ وہ ''مہدی موعود'' اور مہدی آخر الزماں ہیں، جن کے متعلق حدیثوں میں خبر دی گئی ہے، انھوں نے اس دعوے اور دعوت میں نہایت غلو سے کام لیا، اور مسلمانوں کے لئے وہ چیزیں ضروری کردیں جنھیں اللہ نے ان پر نہ فرض کیا تھا، نہ اس کا مطالبہ کیا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں وہ کتابیں جو ان کے اصحاب وتبعین نے تصنیف کیں یا ان کا اُردو خلاصہ ''حیات پاک'' از مولوی محمود یداللّٰہی مہدوی)

www.abulhasanalinadwi.org

لئے عام ہے،) بڑا ظلم کرتا اور دین کی سہولت وسادگی اور عالم گیری وآفاقیت کو مجروح کرتا اور فساد وکشمکش اور انارکی کا ایک بڑا دروازہ کھول دیتا ہے، جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا، انھوں نے ''مکالمات ومخاطبات الٰہیہ'' کو مذہب کی صداقت کی شرط اور اتباع ومجاہدات کا قدرتی نتیجہ قرار دیا، اور یہ کہا کہ جس مذہب میں مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ جاری نہ ہو، وہ مذہب مردہ اور باطل ہے، بلکہ شیطانی مذہب ہے، اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے، اور جس مذہب کے پیرو زہدو مجاہدہ کے باوجود اس دولت سے سرفراز نہ ہوں وہ گمراہ، محروم اور نابینا ہیں۔ (۱)

یہ دعویٰ علمی اور عقلی حیثیت سے اتنا کمزور اور بے بنیاد ہے کہ اس پر زیادہ شرح وبسط سے کلام کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، ناظرین کے لئے یہی کافی ہے کہ صحابۂ کرامؓ نے جو نبوت محمدی کا اولیں کارنامہ اور قرآن کے فیض وتربیب کا شاہکار اور تاریخ انسانی کی مثالی نسل تھے، اور جن کی کوششوں سے اسلام دنیا میں پھیلا انھوں نے ان ''مکالمات ومخاطبات'' اور چشم ودل سے رویت باری کا کوئی دعویٰ نہیں کیا، اور نہ تاریخ نے ان کی طرف کسی ایسے دعوی کا انتساب کیا، اور نہ اس کا پتہ چلتا ہے کہ اس دولت کے حصول کے لئے ان کے اندر کسی مسابقت یا مقابلہ کا جذبہ تھا۔ اور نہ اس کا ذکر آتا ہے کہ ان کو اس دولت سے محروم رہنے پر کوئی تاسف یا حسرت تھی، تو پھر وہ لوگ کس شمار وقطار میں ہیں، جو ان کے بعد کے ہیں، اور دین وعلم میں ان کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچتے۔ (۲)

تاریخ میں بارہا دیکھا گیا ہے کہ ہر وہ غالی تحریک جو ان جیسے دعوؤں اور مفروضات اور شخصی تجربات کی بنیادوں پر قائم ہوئی اس نے ایک غالی اور تشدد

---

(۱) ملاحظہ ہو براہین احمدیہ حصہ پنجم از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ص ۱۸۳

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مصنف کی کتاب ''قادنیت'' باب چہارم فصل دوم ص ۱۹۱ تا ۱۹۵ طبع دوم

www.abulhasanalinadwi.org

جماعت پیدا کردی، جو رفتہ رفتہ سواد اعظم سے کٹ گئی اور مسلمانوں کی تضلیل و تکفیر اس کا شعار بن گیا، بالآخر اس نے ایک اور نئے مذہب کی شکل اختیار کرلی، اور مسلمانوں کے لئے ایک نیا مسئلہ سامنے آ گیا جس کی عقدہ کشائی میں بڑے بڑے مسلمان دانشوروں، عالموں اور رہنماؤں کی بہترین ذہانت اور قوت صرف ہوئی، اس کے بعد بھی اس انتشار کا پورے طور پر خاتمہ نہیں ہو سکا۔(۱)

اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں

اجتماعی الہام اور جماعتی ہدایت

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اجتماعی الہام کی دولت سے نوازا ہے، جو ہر قسم کے خطرہ اور ضرر، اور انفرادی کمزوریوں اور غلط فہمیوں سے پاک اور محفوظ ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب اسلام اور مسلمانوں کے سامنے کوئی نازک اور اہم مسئلہ آتا ہے، اور اس کے بارے میں فیصلہ کرنا اور کسی نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، یا زمانہ کے تغیر اور حالات کے تقاضہ سے کوئی نئی ضرورت سامنے آتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے علماء و مخلصین کے ایک معتد بہ گروہ کے دل میں جو نفس زکی اور ارادہ قوی کے مالک ہوتے ہیں، اس ضرورت کی تکمیل کا شدت سے خیال پیدا کر دیتا ہے، اور ہمہ تن ان کو اس طرف اس طرح متوجہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کو اس کام کے لئے مامور اور عنداللہ مسئول سمجھنے لگتے ہیں، ان کو اس کام کی تکمیل میں کھلے طور پر تائید الٰہی اور نصرت غیبی نظر آتی ہے، اور وہ دل کی گہرائی سے یہ محسوس کرتے

(۱) حال میں حکومت پاکستان نے اس مشکل کو قادیانی جماعت کو مسلمانوں سے الگ کر کے اور سرکاری طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر حل کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا مسلم جماعتیں عرصہ سے مطالبہ کر رہی تھیں، یہ خبر اس مقالہ کے تحریر کے وقت ملی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں کہ وہ اس کی طرف کشاں کشاں لے جائے جا رہے ہیں یہ وہ حقیقت ہے جس کو ہم نے اجتماعی الہام یا جماعتی ہدایت سے تعبیر کیا ہے، اور تاریخ اسلام اس کی مثالوں سے پر ہے۔

کبھی یہ الہام معدودے چند اصحاب کو ہوتا ہے، جیسا کہ اذان کے واقعہ میں عبداللہ بن زیدؓ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ پیش آیا کہ دونوں کے خواب یکساں نکلے، اور دونوں کو خواب میں کلماتِ اذان کی تلقین کی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی، اور اذان کو شرعی حیثیت دیدی، جو آج تمام عالم اسلام میں رائج ہے۔(۱) اور جیسا کہ لیلۃ القدر کے بارے میں پیش آیا جس کے بارے میں شیخین نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ "چند صحابہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جنھیں خواب میں لیلۃ القدر کو رمضان کی اخیر سات راتوں میں دکھایا گیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب سات آخری راتوں کے بارے میں یکساں ہیں، تو جو اسے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ انھیں سات راتوں میں تلاش کرے"۔

اور اس کے قریب صلوٰۃ تراویح کا معاملہ ہے، جس کی اصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، جسے آپ نے تین دن کے بعد اس خیال سے چھوڑ دیا تھا کہ یہ امت پر فرض نہ ہو جائے اور اس طرح مشقت کا سبب نہ بن جائے،(۲) مسلمان اسے اکیلے اکیلے پڑھنے لگے، حضرت عمرؓ نے اس کی جماعت قائم کردی، حضرت عمرؓ کا یہ فعل الہام الٰہی پر مبنی اور آسمانی رہنمائی کا نتیجہ تھا اور اس میں بڑا ہی

(۱) ملاحظہ ہو وہ طویل حدیث جس کی ابوداؤد، ترمذی اور دارمی و ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔

(۲) ملاحظہ ہو روایت بخاری عن عائشہؓ جو "باب فصل من قام رمضان" میں نقل ہوئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خیر پوشیدہ تھا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اس نماز کو باجماعت ادا کرنے کا خیال اوراس میں ختم قرآن کا شوق پیدا کردیا، جو حفظ وحفاظت قرآن کا ایک بڑا ذریعہ ثابت ہوا، اوراس کی وجہ سے مسابقت اور رمضان کی راتوں میں بیدار رہنے کا بڑا داعیہ پیدا ہو گیا اس سلسلہ میں اہل سنت جنھوں نے سنت تراویح کو اپنایا اوران جماعتوں کے درمیان جنھوں نے اس کا انکار کیا اس کھلے فرق کو دیکھا جاسکتا ہے، جو حفظِ قرآن کی کثرت اوراس کے مطالعہ واہتمام کے سلسلے میں پایا جاتا ہے۔

اور کبھی یہ الہام مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اور جم غفیر کو ہوتا ہے، جس کا کسی امر پر متفق یا کسی ضرورت کی طرف متوجہ ہو جانا محض اتفاقی واقعہ یا کسی سازش کا نتیجہ نہیں کہا جاسکتا، ان کی اس کوشش سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع عظیم پہنچتا ہے، یا اس سے مسلمانوں کی زندگی کا کوئی خلا پر ہوتا ہے، یا کسی مہیب فتنہ یا رخنہ کا سد باب ہوتا ہے یا دین کے عظیم مقاصد میں سے کوئی مقصد پورا ہوتا ہے۔

اس طرح کے مبارک اجتماعی الہام کی مثال (جو بے شمار راسخ العلم علماء اور مخلص وباعمل لوگوں کو ہوا) حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں قرآن کو مصاحف میں جمع کرنا اور قرن اول وثانی اوراس کے بعد کی ابتدائی صدیوں میں حدیث کے جمع وتدوین کا کام، مجتہدین کا استنباط احکام اور جزءیات فقہ کی تفریع، علم نحو وقرأت، اصول فقہ قرآن اوراس کی زبان کو محفوظ کرنے والے تمام مفید علوم کی تدوین اور مدارس کی تعمیر، کتابوں کی نشرو اشاعت، وغیرہ اس اجتماعی الہام کی بہترین مثالیں ہیں، جس کے ذریعہ دین اورامت کی یہ اہم ترین ضرورتیں پوری کی گئیں، اور آنے والے خطرات کا سد باب کیا گیا۔

تزکیۂ نفس وتہذیب اخلاق کا وسیع ومستحکم نظام جس نے بعد کی صدیوں میں ایک مستقل علم اورفن کی شکل اختیار کرلی، نفس وشیطان کے مکاید کے نشاندہی،

www.abulhasanalinadwi.org

نفسانی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج، تعلق مع اللہ اور نسبت باطنی کے حصول کے ذرائع وطرق کی تشریح وترتیب، جس کی اصل حقیقت تزکیہ واحسان کے ماثور وشرعی الفاظ میں پہلے سے موجود تھی اور جس کا عرفی واصطلاحی نام بعد کی صدیوں میں تصوف پڑ گیا، اسی اجتماعی الہام کی ایک درخشاں مثال ہے، رفتہ رفتہ اس فن کو اس کے ماہرین نے اجتہاد کے درجہ پر پہنچا دیا، اور اس کو ایک بڑی عبادت اور وقت کا جہاد قرار دیا، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قلوب ونفوس کی مردہ کھیتیوں کو زندہ کیا اور روح کے مریضوں کو شفا دی، ان مخلصین، علماء ربانیین اور ان کے تربیت یافتہ اشخاص کے ذریعہ دنیا کے دور دراز گوشوں اور طویل وعریض ممالک (جیسے ہندوستان جزائز شرق الہند، اور براعظم افریقہ) میں وسیع پیمانے پر اسلام کی اشاعت ہوئی اور لاکھوں انسانوں نے ہدایت پائی، ان کی تربیت سے ایسے مردان کار پیدا ہوئے جنھوں نے اپنے اپنے عہد میں مسلم معاشرہ میں ایمان ویقین اور عمل صالح کی روح پھونکی، اور بارہا میدان جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا، اس گروہ کی افادیت اور اس کی خدمات سے انکار یا تو وہ شخص کرے گا، جس کی تاریخ اسلام پر نظر نہیں، یا جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔

اسی اجتماعی الہام کی ایک مثال گمراہ فرقوں، ملحدین ومشککین، تعطل اور بے عملی کی دعوت دینے والے فلسفوں، اور تخریب پسند تحریکوں کی تردید وابطال کا کام بھی ہے، جس کے لئے مسلمانوں میں سے علم وذہانت، فکری صلاحیت اور ایمانی قوت میں امتیاز وتفوق رکھنے والے افراد میدان میں آئے اور انھوں نے ان دعوتوں اور فلسفوں کو بے نقاب کر دیا، مسلمانوں کو ان کے برے اثرات سے بچا لیا، یہ سب کارنامے الہام ربانی کا کرشمہ ہیں، جس سے تاریخ اسلام کے ہر مرحلہ اور علم وتہذیب کے ہر مرکز میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت مشرف وسرفراز کی گئی،

www.abulhasanalinadwi.org

اور جو اس امت پر جو آخری امت اور انسانیت کا مرکزِ امید ہے، خدا کی عنایت اور اللہ کے نزدیک اس کے بلندیٔ مرتبہ کی دلیل ہے، اور یہ غیر منقطع الہام اور مسلسل مددِ الٰہی اور ختمِ نبوت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے منقطع ہونے کی روشن دلیل ہے، جس کی اگلی امتوں میں کوئی واضح اور مسلسل نظیر نہیں ملتی، اس لئے کہ انھیں اس کی ضرورت بھی نہ تھی، کیونکہ سلسلۂ نبوت قائم اور کارِ نبوت باقی تھا۔

مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اندازی

جو فکری انتشار اور بے چینی ان فرضی نبوتوں سے پیدا ہوتا اور ان سے جس طرح مسلمانوں میں تفریق پیدا ہوتی اور وحدتِ اسلامی پارہ پارہ ہوتی ہے، وہ ہر مسلمان کے لئے باعثِ تشویش واضطراب ہے، اس زمانہ میں جو لادینیت والحاد کا دور کہلاتا ہے، لوگ ''انا الحق'' کہنے کے عادی نہیں رہے، لیکن اگر کہیں عالمِ اسلام میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پُر جوش وکیلوں کے اثر سے نبوت کا شوق پیدا ہو جائے اور عالمِ اسلام کے مختلف حصوں میں ''علمِ نبوت'' کے بلند کرنے والے افراد پیدا ہونے لگیں اور وہ اپنی دعوت کے منکروں کی تکفیر کرنے لگیں تو اس کا نتیجہ سوائے فکری اضطراب وانتشار، دینی انارکی اور خیالات کے ٹکراؤ اور عالمِ اسلام کے مختلف چھاؤنیوں اور بلاکوں میں تقسیم کے سوا کیا نکلے گا؟ اور کیا یہ امت جو رنگ ونسب اور قوم ووطن کی ہر عصبیت مٹا کر اسلامی اخوت کو زندہ کرنے کے لئے آئی تھی، تفریق وتکفیر اور چھوٹی چھوٹی دینی عصبیتوں کا شکار نہیں ہو جائے گی۔ (۱)

(۱) فلسفی شاعر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی دقتِ نظر ان کے اس تاریخی جملہ سے عیاں ہوتی ہے کہ ''ہم یہ مانتے ہے کہ اسلام خدا کا وحی کردہ دین ہے، لیکن امت اور معاشرہ کی صورت میں اسلام کا وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اس عقیدہ پر موقوف ہے کہ وہ آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور یہ نکتہ دینِ اسلام اور دوسرے ادیان کے درمیان ایک سرحدی خط (Line of Demarcation) کی حیثیت رکھتا ہے۔''

www.abulhasanalinadwi.org

قادیانیت کے اس خطرہ کو مولوی محمد علی صاحب لاہوری امیر جماعت احمدیہ اشاعت اسلام لاہوری نے بھی محسوس کرلیا، اور پوری شدت ووضاحت کے ساتھ اپنے ایک مضمون میں اس کا اظہار بھی کیا تھا، لیکن وہ یہ نہیں سوچ سکے کہ اس دروازہ کو کھولنے والے ان کے امام مرزا غلام احمد ہی ہیں، جن کو وہ مجدد و مصلح اور مہدی و مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بقائے نبوت کے خیال کو تحریک ودعوت کی شکل دیدی، محمد علی لاہوری صاحب اہل بصیرت وانصاف کو آواز دیتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں (۱) صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے، (۲) جیسا کہ انھوں نے بالصراحت ''انوار خلافت'' میں لکھ دیا ہے، تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں! اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی؟ یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہی ہوں گے، پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے؟ آخر گذشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف نہیں ہو، کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے، وہ خدا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور یہ نکتہ دین اسلام اور دوسرے ادیان کے درمیان ایک سرحدی خط (Line of Demarcation) کی حیثیت رکھتا ہے۔''

(۱) میاں بشیر الدین محمود مراد ہیں جو بقاء وتسلسل نبوت کے قائل وداعی تھے۔

(۲) میاں صاحب اس عقیدہ کے مصنف یا موجد نہیں ہیں، انھوں نے صرف مرزا صاحب کی ترجمانی کی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے، کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں، اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں، یاد رکھو اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آ سکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں، اور ہزار ہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر اور بے ایمان قرار دے رہے ہوں۔(۱)

حاصل یہ ہے کہ سلسلۂ نبوت اور انسان کو بذریعہ وحی وملائکہ وجبرئیلؑ انسانوں کو عقائد وشرائع کی تعلیم کے سلسلہ کے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام اور آپ کے خاتم الرسل، دانائے سُبل اور مولائے کل ہونے کا یقین، اللہ تعالیٰ کی اس امت پر بڑی نعمتوں اور عطیوں میں سے ایک نعمت اور عطیہ، اور خانوں میں بٹی ہوئی انسانیت کے لئے ایک رحمت ہے، جس کے ذریعہ اس کی کوشش اور طاقت کو صحیح مصرف میں لگانے کا انتظام کیا گیا ہے، اسی کے ساتھ یہ عقیدہ امت محمدیہ کی شیرازہ بندی کرنے والا اور اس کی وحدت واصلیت اور قوت کی حفاظت کرنے والا، اسے اپنے اور اپنے دین کی ابدیت وصلاحیت پر اعتماد پیدا کرنے، احتساب کائنات کی دائمی ذمہ داری عائد کرنے، اصلاح وتجدید اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اللہ کے راستہ میں جدوجہد جاری رکھنے کا ضامن ہے، اور یہی وہ ٹھوس بنیاد ہے، جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

(۱) رد تکفیر اہل قبلہ ص ۴۹، ۵۰

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام کے بدترین دشمن

جو کسی نبی و نبوت کا، (اس کے کسی بھی مفہوم میں) مدعی یا داعی، اور علم بردار ہو، وہ اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن اور اسلام کے بدخواہوں اور مخالفین کا بہترین معاون اور آلہ کار ہے، اور تاریخ اسلام، اس کے جرم کو کبھی معاف نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے:-

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَىْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (سورہ الانعام: ۹۳-۹۴)

"اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے، یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی، اور جو شخص کہ یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر

www.abulhasanalinadwi.org

آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی، اس سبب سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے، اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا، اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا، اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے، اور ہم تمہارے ہمراہ ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں، واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گزرا ہوا۔"

www.abulhasanalinadwi.org